علم تصوف کی درنایاب لاجواب کتاب

انیس الغرباء

مصنف

پیشوائے شریعت، مقتدائے طریقت، قدوۂ اصحاب معرفت، زبدۂ آفاق حقیقت، امام العلما حضرت شاہ نورالحق معروف بہ **شیخ نور قطب عالم پنڈوی بنگالی** علیہ الرحمہ

رہبر سالکاں

مترجم

محمد ساجد رضا قادری مرتضوی

کتاب: انیس الغرباء [فارسی]

مصنف: شیخ نور قطب عالم پنڈوی بنگالی

مترجم: محمد ساجد رضا قادری مرتضوی

کمپوزنگ: محمد احتشام رضا

تعداد:

ناشر: فیضان لوح وقلم

سن اشاعت: ھ/

{ملنے کے پتے}

تحریک فیضان لوح وقلم، دفتر جگناتھ پور، وایا بارسوئی ضلع کٹیہار (بہار)

Contect:7970960753

حفیظ ملت اکیڈمی خانقاہ لطیفیہ تکیہ رحمن پور بارسوئی کٹیہار (بہار)

Contect:919572764074

دارالعلوم رضائے مصطفےٰ بودھن ضلع نظام آباد تلنگانہ

Contect:919949258474

جامع مسجد محمدی و مدرسہ محمدیہ رنجل ضلع نظام آباد تلنگانہ

Contect:9542581380

دارالعلوم اہل سنت انوارالعلوم ہاشمی کالونی نظام آباد

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب العزت کی حمد وثنا اور اس کے حبیب، رحمت عالم، خاتم النبیین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام کے بعد۔

جب سے میری نگاہوں نے انیس الغرباء" کے عظیم الشان اور معرفت بھرے صفحات کا مطالعہ کیا، میرا دل اس کی گہرائیوں اور اسرار سے مسحور ہو گیا۔ یہ کتاب، جو پیشوائے شریعت وطریقت اور زبدہ آفاق حقیقت امام العلما حضرت شاہ نور الحق معروف بہ شیخ نور قطب عالم پنڈوی بنگالی علیہ الرحمہ کی تصنیف ہے، ایک ایسی روحانی روشنی ہے جو ہر سرگرداں روح کو اپنے رب کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اس کے ہر لفظ، ہر بیت اور ہر نصیحت میں ایک عظیم حکمت پوشیدہ ہے جو قاری کے دل کو جھنجھوڑتی ہے اور اسے غفلت کی نیند سے بیدار کرتی ہے۔ اسی جذبے کے تحت میں نے اس نایاب کتاب کا اردو ترجمہ رہبر سالکاں" کے نام سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی، تاکہ اردو داں طبقہ بھی اس کے فیض سے مستفید ہو سکے۔

"انیس الغرباء" کا ترجمہ کرنا ایک آسان کام نہ تھا۔ اس کتاب کی زبان وبیان کی نزاکت، اس کے عمیق عارفانہ معانی اور اس کی روحانی گہرائی کو سادہ مگر پر اثر انداز میں اردو میں منتقل کرنا ایک بڑا چیلنج تھا۔ میری کوشش رہی کہ اصل متن کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے اسے ایسی زبان میں پیش کیا جائے جو عام فہم ہو اور ہر خاص وعام کے لیے قابل فہم ہو۔ اس ترجمے میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ، مشائخ کے اقوال اور اشعار کی معنوی گہرائی کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی گئی ہے، تاکہ قاری اسی روحانی لطافت اور حکمت سے فیض یاب ہو جو اصل تصنیف کا خاصہ ہے۔

یہ کتاب سالکین طریقت کے لیے ایک عظیم رہنما ہے۔ اس میں بیان کردہ نصائح، جیسے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول جب شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر "یا دل عرش اعظم ہے، اسے بتوں سے خالی کر" جیسے اشعار، ہر اس شخص کے لیے ایک آئینہ ہیں جو اپنے دل کو پاکیزہ کر کے اللہ کے قرب کی طلب رکھتا ہے۔ یہ نصائح ہمیں وقت کی قدر، نفس کی اصلاح اور اللہ کی طرف رجوع کی اہمیت سکھاتی ہیں۔

میں اللہ رب العزت سے دعا گو ہوں کہ وہ اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور اسے قارئین کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ میں اپنے اساتذہ، مشائخ اور تمام اہل علم کا شکر گزار ہوں جن کی رہنمائی اور دعاؤں سے یہ ترجمہ مکمل ہوا۔ اگر اس ترجمے میں کوئی کمی یا خطا رہ گئی ہو تو وہ میری بشری کمزوری ہے، اور میں اس کے لیے اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔

امید ہے کہ رہبر سالکاں" ہر پڑھنے والے کے لیے ایک رہنما چراغ ثابت ہوگا اور اسے معرفت الٰہی کے راستے پر گامزن کرے گا۔

والسلام

محمد ساجد رضا قادری مرتضوی

11 جولائی 2025

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ

تعارف:

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ، ہندوستان کے مشہور صوبہ مغربی بنگال کے ضلع مالدہ کے مقدس مقام پنڈوہ شریف سے تعلق رکھنے والی ایک عظیم روحانی شخصیت ہیں۔ یہ شہر اپنی تاریخی، دینی، اور صوفیانہ اہمیت کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہاں صوفیائے کرام اور اولیائے عظام کی آمد نے اس سرزمین کو روحانی روشنی سے منور کیا۔ حضرت شیخ نور قطب عالم، مخدوم العالم حضرت شیخ علاء الحق والدین پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند اور خلیفہ تھے، جنہوں نے اپنے والد کے روشن کردہ چراغ تصوف کو مزید تابناک کیا اور اسے عالمگیر شہرت عطا کی۔ آپ کی زندگی، تعلیمات، اور خدمات ایک عظیم روحانی ورثے کی عکاس ہیں جو آج بھی لاکھوں دلوں کو منور کر رہی ہیں۔

جائے پیدائش:

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 722 ہجری (1322ء) کو پنڈوہ شریف، مالدہ میں ہوئی۔ یہ مقام اپنی روحانی اہمیت کے باعث حضرت پنڈوہ" کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ تاریخی روایات کے مطابق، اس شہر کی طرف کبھی پاؤں پھیلانا یا اسے غیر ضروری طور پر استعمال کرنا ناپسندیدہ سمجھا جاتا تھا، جیسا کہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی عادات سے ظاہر ہوتا ہے۔ پنڈوہ شریف کی یہ سرزمین صوفیائے کرام کے فیضان کی بدولت ایک عظیم روحانی مرکز بن گئی۔

خاندانی پس منظر:

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی نام شیخ احمد اور لقب نور الحق تھا۔ آپ کے والد، حضرت شیخ علاء الحق والدین پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ، ایک عظیم صوفی بزرگ اور چشتی سلسلے کے جلیل القدر عالم تھے۔ آپ کے والد کے والد، شیخ عمر بن اسعد لاہوری،

ایک دین دار اور سیاست کے میدان میں بھی نمایاں شخصیت تھے، جو بادشاہ وقت کے وزیر مالیات کے عہدے پر فائز رہے۔ اس خاندان کی روحانی و دینی خدمات نے پنڈوہ شریف کو ایک عظیم مرکز بنایا۔

ابتدائی زندگی اور تعلیم:

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام تر ظاہری و باطنی تعلیم اپنے والد محترم کی خانقاہ میں حاصل کی۔ آپ نے کبھی خانقاہ سے باہر تعلیم کے لیے سفر نہیں کیا، بلکہ اپنے والد کے زیر سایہ علوم شریعت، تصوف، اور معرفت کی گہرائیوں کو پایا۔ آپ کی علمی قابلیت کا اندازہ آپ کی تحریر کردہ کتاب انیس الغربائ" کے مقدمے سے ہوتا ہے، جہاں آپ نے احادیث مبارکہ کے وہ معانی بیان کیے جو آپ نے اپنے قلب و ذہن سے استنباط کیے، نہ کہ کسی کتاب یا استاد سے حاصل کیے۔ یہ معانی نہ صرف آپ کے علمی تبحر کی دلیل ہیں بلکہ آپ کی روحانی گہرائی کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔

روحانی تربیت اور خدمات:

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے زیر تربیت نفس کشی اور مجاہدے کے مراحل طے کیے۔ آپ نے تقریباً آٹھ سال تک خانقاہ کے لنگر خانے کی ذمہ داری سنبھالی، جہاں آپ خود اناج جمع کرنے، لکڑیاں کاٹنے، اور فقراء و مساکین کی خدمت انجام دیتے تھے۔ اس کے بعد آپ کو خانقاہ میں علماء، مشائخ، اور مہمانوں کی خدمت کا فریضہ سونپا گیا، جس میں وضو کے لیے پانی گرم کرنا، کپڑے دھونا، اور دیگر ضروریات پوری کرنا شامل تھا۔ ان خدمات کے دوران آپ نے مراقبہ، ذکر، اور ریاضت کی مشق بھی جاری رکھی۔

آپ کے والد نے جب دیکھا کہ آپ سلوک و معرفت کی منازل طے کرنے کے قابل ہو گئے ہیں، تو آپ کو ان خدمات سے آزاد کیا اور راہ سلوک کی باریکیوں سے آگاہ کیا۔ آپ نے اپنے والد سے سلوک کی ننانوے یا کم از کم پندرہ منزلیں سیکھیں، لیکن اپنے مریدین کے لیے صرف تین منزلیں مقرر کیں:

منزل اول: اپنے نفس کا محاسبہ کرنا۔

منزل دوم: ہر روز نیکیوں میں اضافہ کرنا۔

منزل سوم: ایسی عبادت کرنا کہ دل کے تمام خیالات ختم ہو جائیں۔

ان منزلوں کی تکمیل سے سالک اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔

مقام قطبیت:

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے مقام قطبیت سے نوازا۔ آپ کے والد کے وصال کے بعد سجادگی کے معاملے میں آپ کے بھائیوں سے تنازعہ پیدا ہوا، لیکن حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کی مداخلت سے یہ معاملہ حل ہوا۔ ایک واقعے میں آپ نے ایک پہاڑ کو اشارے سے ہلایا، جس سے آپ کی روحانی قوت اور حقانیت ثابت ہوئی، اور سجادگی آپ کے حصے میں آئی۔ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو قطبیت کا تاج پہنایا، جو آپ کے والد کی وصیت کے مطابق تھا۔

سماجی و سیاسی خدمات:

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے دوران بنگال کے سیاسی اور سماجی حالات میں اہم کردار ادا کیا۔ جب تک سلطان غیاث الدین اعظم شاہ (وفات: 814 ہجری/ 1411ئ) کی عادلانہ حکومت قائم رہی، آپ نے اپنی خانقاہ پنڈوہ شریف سے ارشاد و تبلیغ کے فرائض بطریق احسن انجام دیے۔ لیکن ان کے وصال کے بعد، جب راجا گنیش نے اقتدار پر قبضہ کیا، حالات نہایت ابتر ہو گئے۔ راجا گنیش، جو خانقاہ پنڈوہ سے خوفزدہ اور متعصب تھا، نے مسلمانوں بالخصوص خانقاہ سے وابستہ افراد پر ظلم و ستم شروع کر دیا۔ اس نے اسلامی شعائر کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی، جس سے مسلمانوں کی حالت زار بدتر ہو گئی۔

ایسے مشکل حالات میں حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے روحانی اور عملی اقدامات اٹھائے۔ آپ نے سلطان ابراہیم شرقی، والی جونپور، کو خط لکھ کر مدد طلب کی اور اپنے برادر طریقت حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ سے روحانی امداد مانگی۔

سلطان ابراہیم شرقی نے بنگال کی طرف لشکر کشی کی، جس سے خوفزدہ ہو کر راجا گنیش نے خانقاہ پنڈوہ میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔ اس نے اپنے بیٹے جادو کو حضرت شیخ نور قطب عالم کے سامنے پیش کیا، جس نے اسلام قبول کیا اور اس کا نام جلال الدین رکھا گیا۔ سلطان ابراہیم شرقی سے درخواست کی گئی کہ وہ واپس چلے جائیں، جو انہوں نے ناخوشی کے باوجود کیا۔

تاہم، راجا گنیش نے جلد ہی اپنی طاغوتی سرگرمیاں دوبارہ شروع کیں اور خانقاہ کے مریدین پر ظلم ڈھایا۔ اس دوران حضرت شیخ نور قطب عالم کے صاحبزادے شیخ انور کو بھی سنارگاؤں میں قتل کر دیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی روز راجا گنیش کی موت ہو گئی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا جلال الدین، جو آپ کا مرید بن چکا تھا، سلطان بنا اور اس نے اپنے دورِ حکومت میں اسلام کی ترویج اور خانقاہوں و مدارس کی بحالی کے لیے اہم کردار ادا کیا۔

تصنیفی خدمات:

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک عظیم صوفی بزرگ تھے بلکہ ایک ممتاز عالم، شاعر، اور ادیب بھی تھے۔ آپ کو فارسی، عربی، اور مقامی زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ آپ نے 121 سے زائد کتابیں لکھی ہیں، جو ان کے مرید حسام الدین مانک پوری نے مرتب کی ہیں۔ آپ کی اہم تصانیف جو مرور ایام کی دست برد سے بچی ہیں، درج ذیل ہیں:

[1] انیس الغرباء

[2] مونس الفقراء

[3] مکتوبات

[4] خانوادۂ چشت۔

انیس الغرباء: یہ رسالہ آپ کی عرفانی فکر کا شاہکار ہے۔ اس میں فقر و غنا کی فلسفیانہ تشریح کی گئی ہے۔ یہ رسالہ اپنی سادگی اور گہرائی کی وجہ سے صوفیانہ ادب میں ایک

منفرد مقام رکھتا ہے۔ یہ رسالہ متعدد بار چھپ چکا ہے، اور دستیاب ہے۔

مکتوبات: آپ کے تیرہ مکتوبات پر مشتمل یہ مجموعہ عرفان، حکمت، اور موعظت کا آئینہ دار ہے۔ یہ مکتوبات اپنی علمی و عرفانی گہرائی کی وجہ سے ہندوستان بھر میں مشہور ہوئے۔ عظیم محدث عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ''غایت شیرین ولطیف'' قرار دیا، جبکہ عبدالرحمن چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں تصوف کے حقائق کی عکاسی کرنے والا سمجھا۔ محمد غوثی نے ''گلزار ابرار'' میں ان کی تحسین کی اور انہیں سلوک وطریقت کے اسرار کو الفاظ میں ڈھالنے والا قرار دیا۔ یہ مکتوبات بھی مطبوع ہے، اس کا اردو ترجمہ ''ضیاء النور مکتوبات نور'' کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

مونس الفقرائ: اس رسالے میں چشتی سلسلے کے اوراد و اذکار کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ یہ چشتی خانقاہ کے مریدین کے لیے ایک رہنما کتاب ہے۔ اس کا بھی اردو ترجمہ حال فی الحال میں بھاگل پور سے شائع ہوئی ہے۔

خانوادۂ چشت: یہ ایک اہم رسالہ ہے، جس کا تذکرہ تو ملتا ہے لیکن اس کی تفصیلات دسترس میں نہیں ہیں۔ اگر یہ رسالہ مل جائے تو بنگال میں چشتی سلسلے کی تاریخ کے بارے میں اہم معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔

شاعری:

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ ایک ممتاز فارسی گو شاعر بھی تھے۔ اگرچہ آپ کا مکمل شعری مجموعہ دسترس میں نہیں، لیکن تذکرہ نگاروں نے آپ کے اشعار کی خوب تعریف کی ہے۔ صدیق حسن خان نے ''صبح گلشن'' [ص: 557] میں آپ کے اشعار نقل کیے، جن میں سے ایک یہ ہے:

کردیم بسی سپید و سیمی   اما نشد این سیہ گلیمی

شستیم بسی بہ جلوہ سازی   پیرہن ما نشد نمازی

ایک اور مشہور شعر جو آپ کے مکتوبات میں ملتا ہے، اخبار الاخیار میں منقول ہے:

ہمہ شب بہ زاریم شد کہ صبا ندادبویی

ندمید صبح بختم، چہ گنہ نہم صبا را

یہ اشعار آپ کی شاعرانہ قوتِ بیان اور لطافتِ خیال کی عکاسی کرتے ہیں۔ آپ کی تصانیف چشتی سلسلے کی عرفانی روایات کا قیمتی اثاثہ ہیں۔ آپ کی شاعری، مکتوبات، اور رسائل اپنی سادگی، گہرائی، اور اثر انگیزی کی وجہ سے آج بھی عرفاء اور دانشوروں کے لیے رہنما ہیں۔ آپ کی زندگی اور خدمات نہ صرف بنگال بلکہ پورے ہندوستان میں صوفیانہ فکر کے فروغ کی عظیم مثال ہیں۔ ان کی تعلیمات آج بھی سالکین کے لیے مشعل راہ ہیں۔

وصال:

حضرت شیخ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 11 ذی القعدہ 818 ہجری کو ہوا۔ آپ کا مزار پنڈوہ شریف، مالدہ میں واقع ہے، جو آج بھی زائرین کے لیے روحانی روشنی کا سرچشمہ ہے۔ ہر سال 11 ذی القعدہ کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے، اور آپ کے مزار کے قریب لاکھی مقبرہ اور قطب شاہی مسجد سیاحوں کی توجہ کا مرکز ہیں۔

ترجمہ کی وجہ:

چونکہ یہ کتاب بزبان فارسی تھی، تلاش بسیار کے بعد بھی اس کا اردو ترجمہ ملا نہیں تو اس بیڑا کو فقیر نے اٹھایا، اور کافی دنوں کی محنت وجاں سوزی کے بعد اسے پایہ تکمیل کو پہونچایا، بعدہ اس کا اردو ترجمہ pdf میں نظر نواز ہوا، جس میں ترجمہ وتخریج کا کام بخوبی انجام دیا گیا مگر اصل متن کے ساتھ شائع نہیں کیا گیا، اس سے حضرت شیخ نور قطب عالم کی قلمی توانائی، لطافت بیان اور ادبی رنگارنگی کے گل بوٹوں کا ہم جیسے ناتواں قاریوں کے لئے اندازہ لگانا نہایت مشکل کام ہے، اسی لئے ہم جیسے ذوق رکھنے والوں کے لئے محض ترجمہ تشنہ جام ہی ثابت ہوگا۔

اسی تشنگی کی آبیاری کے لئے فقیر نے متن کے ساتھ ترجمہ کردیا ہے، اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اسے قبول انام فرمائے۔ آمین بجاہ النبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

مترجم

□□□

مقدمہ مصنف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وثنا مر مفضلی را کہ فضل داد مہاجران را بر قاعدان بہ علو درجہ وسمو مرتبہ واکرام گردانید غریبان را بر شہریان بہ اجابت دعوت و درجہ شہادت۔	حمد وثناء اس ذات کریم کی جس نے ہجرت کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر بلندی درجہ اور عظمت مرتبہ سے نوازا اور غریبوں کو شہریوں پر دعاؤں کی قبولیت اور شہادت کے درجہ سے عزت بخشی۔
''قال النبی صلی اللہ علیہ وسلّم دَعوتُ الغریب مُستَجابَۃ وَ دَرَجۃ شَہادَت'' وصلوات فراوان وتحیات بے پایان بر رسول مقبول مفخر انبیا و رسل ہادی احسن سبل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کہ سرور مہاجران و مہتر غریبان ورحمت عالمیان وشفیع مذنبان بود۔	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غریب کی دعا قبول ہوتی ہے اور اسے شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ بیشمار درود وسلام اس مقبول رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو انبیاء ورسل کے فخر، بہترین راستوں کی ہدایت دینے والے، مہاجرین کے سردار، غریبوں کے رہنما، عالمین کے لیے رحمت اور گنہگاروں کے شفاعت کنندہ ہیں۔
فرمود ''انا الدِّینَ بَدَأَ غریباً۔ و سَیَعُودُ کَمَا بَدَأَ فَطُوبَی لِلغُرَبَا قِیلَ یَا رَسُولَ اللہ مَنِ الغُرَبَا قَالَ اِذَا اَحدَثَ النَّاسَ و ھم یاخذُونَ بِسُنَّتِی'' بدین حدیث اشارت فرمود بہ غربت خود زیراچہ بدایت ایمان از مکہ است و مکہ مولد و مبعث حضرت رسالت پناہ است صلی اللہ علیہ وسلم و مکہ از	دین نے غریب بن کر آغاز کیا اور وہ اسی طرح غریب بن کر لوٹے گا، پس مبارک ہو ان غریبوں کے لیے۔ پوچھا گیا: یا رسول اللہ! غریب کون ہیں؟ فرمایا: جب لوگ بدعات میں مبتلا ہو جائیں گے اور جو میری سنت پر عمل کریں گے۔ اس حدیث میں

تہامہ است وتہامہ از زمین یمن است و لہذا یقالُ الکبکَعۃُ یمانیۃ، ومنبع ایمان وحکمت حضرت رسالت است صلی اللہ علیہ وسلم ہم برین اشارت فرمود۔	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی غربت کی طرف اشارہ کیا کیونکہ ایمان کا آغاز مکہ سے ہوا، جو آپ کے مولد اور مبعث کی جگہ ہے۔ اور مکہ تہامہ سے ہے، جو یمن کی زمین سے ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ بیت اللہ یمنی ہے۔ ایمان اور حکمت کا سرچشمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اسی طرف آپ نے اشارہ کیا۔
''قال النبی علیہ السلام الایمَانُ یَمَانٍ، وَالحِکمَۃ یمانیۃ'' ووی در دنیا غریب بود وشہباز روحش از آشیان لامکان وقرب حضرت رحمان پرواز می کرد و در گلستان وصال نشاط می نمود، ناگاہ صید قید دام اجسام شد۔	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یمنی ہے اور حکمت یمنی ہے۔ آپ دنیا میں غریب تھے، آپ کی روح کا باز لامکان اور رحمان کے قرب سے پرواز کرتا تھا اور وصال کے گلستان میں نشاط کرتا تھا، لیکن اچانک وہ جسم کے دام میں گرفتار ہو گیا۔
دلش می طپید وفریاد برآورد "یالیت رَبّ مُحَمّد لَم یَخلَق مُحَمّد۔" ای کاش کہ پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم را موجود نکردی ودر حبس خانہ دنیا نفرستادی کہ طاقت کربت غربت وحرقت فرقت ندارم۔	آپ کا دل تڑپ رہا تھا اور آپ نے فریاد کی: "کاش کہ محمد کے رب نے محمد کو پیدا نہ کیا ہوتا۔" کاش کہ پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے قید خانے میں نہ بھیجا ہوتا کیونکہ مجھے غربت کی تنہائی اور فراق کی تپش برداشت کرنے کی طاقت نہیں۔
فرمان حضرت عزت جل شانہ در رسید قولہ تعالیٰ ''وَمَا اَرسَلنٰکَ اِلَّا رَحمَۃ لِلعَالَمِینَ۔	اللہ تعالیٰ کا فرمان آیا: "ہم نے تجھے عالمین کے لیے رحمت کے طور پر بھیجا۔" اور بے

"وَاِنَّکَ لَتَهدِی اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیم" که ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم دل را ماندگی و شکستگی مکن وخاطر عزیز خود را بہ اندیشہ مدار کہ ما ترا برای جدائی نفرستادہ ایم کہ از ما دور ومهجور مانی. ما نزدیک تریم بہ تو از رگ گردن تو ونزدیک ترین بہ تو از تو۔

شک تو سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے دل کو کمزور اور شکستہ نہ کرو اور اپنے عزیز دل کو فکرمند نہ کرو۔ ہم نے تجھے جدائی کے لیے نہیں بھیجا کہ تو ہم سے دور اور مجبور رہے۔ ہم تیری رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں، بلکہ تجھ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

"قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: وَنَحنُ اَقرَبُ اِلَیهِ مِن حَبلِ الوَرِید۔ قَالَ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیهِ وَسَلَّم حاکیا عن اللّٰہ تَعَالٰی یا عَبدِیَ اَنَا اقرب الیک مِنک" حکایت کند از حق تعالی ای بندہ من نزدیک ترم سوی تو بلکہ ترا رحمت عالمیان گردانیدیم و برای ہدایت جہانیان فرستادیم۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہم اس سے اس کی رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہیں۔" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: "اے میرے بندے! میں تجھ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔" اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے میرے بندے! میں تیری طرف تجھ سے بھی زیادہ قریب ہوں، بلکہ ہم نے تجھے عالمین کے لیے رحمت بنایا اور جہانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا۔"

"تا مشتی غربا وضعفا کہ از ما دور ومهجور واز وطن خود دور افتادہ اند، دل ہای ایشان از آتش فرقت سوختہ وجگر ہای ایشان از حرقت فرقت وکربت غُربت پختہ ودیدہ ہای ایشان از غیر ما دوختہ گشتہ بہ وطن اصلی ایشان رہنمائی واز ما نشان باز گوئی وسرگشتگان کوی غربت راو پای از تہ رفتگان منزل حیرت را

تا کہ چند غریبوں اور کمزوروں کو، جو ہم سے دور اور مجبور ہیں اور اپنے وطن سے جدا ہو چکے ہیں، ہدایت دیں۔ ان کے دل فراق کی آگ سے جل چکے ہیں، ان کے جگر جدائی کی تپش اور غربت کی اذیت سے پک چکے ہیں، اور ان کی آنکھیں ہمارے سوا سب سے بند ہو چکی ہیں۔ تم انہیں ان کے

دستگیر کنی۔

اصلی وطن کی طرف رہنمائی کرو، ہمارے نشان بتاؤ، اور گلی کوچوں میں بھٹکنے والوں اور حیرت کے مقام پر بے بس ہو جانے والوں کا ہاتھ تھامو۔

"دوری چند روز ترا زیان ندارد اما وجود شریف تو عالمیان و جہانیان را سود دارد و درود بر اصحاب کرام وآل عظام او باد۔

چند روز کی دوری تجھے نقصان نہیں پہنچاتی، لیکن تیری شریف ذات عالمین اور جہانوں کے لیے نفع بخش ہے۔ اور درود ہو اصحاب کرام اور عظیم آل پر۔

"می گوید سگ عقور بے چارہ نور کہ ظلمت ہستی ناوک اندوہ بر جگرش می زند وخدنگ غم بر دلش می رساند وآتش غربت شعلہ ماتم بر جانش می افگند۔

کہتا ہے کہ بے چارہ سگ عقور نور جو کہ وجود کی تاریکی میں غم کا تیر اس کے جگر پر لگاتا ہے اور دکھ کا نیزہ اس کے دل پر چھیدتا ہے، اور غربت کی آگ اس کی جان پر ماتم کی شعلے بھڑکاتی ہے۔

"غریبی دردیست کہ غریبان دانند وجدائی شعلہ ایست کہ دور افتادگان و سوختگان دانند۔

غریبی وہ درد ہے جو غریب جانتے ہیں، اور جدائی وہ شعلہ ہے جو دور افتادگان اور جلے ہوؤں کو معلوم ہے۔

بیت:

حکایت شب ہجران کہ باز داند گفت
مگر کسی کہ چو سعدی ستارہ ہا شمارد

ہجر کی رات کی کہانی کون بیان کر سکتا ہے، سوائے اس کے جو سعدی کی طرح ستاروں کو گنتا ہو۔

بیت:

شب فراق کہ داند کہ تا سحر چنداست
مگر کسی کہ بہ زندان عشق در بنداست

جدائی کی رات کون جانتا ہے کہ سحر تک کتنا وقت ہے، سوائے اس کے جو عشق کی قید میں بند ہے۔

رباعی: درغربت اگر ملکت جم باشد چون شام شود غریب پرغم باشد یارب مدهی بہ ہیچ کس غربت غم زیراچہ غریب شادمان کم باشد	غربت میں اگر جمشید کی سلطنت بھی ہو، جب شام ہوتی ہے تو غریب غمگین ہوتا ہے۔ اے رب! کسی کو غربت کا غم نہ دے، کیونکہ شادمان غریب بہت کم ہوتا ہے۔
مرغ روح، پیش از قفس تن، در صحرای لاکان وقرب رحمان پروازی کرد ودر گلستان وصال نشاطی می نمود۔	روح کا پرندہ، جسم کے پنجرے سے پہلے، لا مکان کے صحرا اور رحمان کے قرب میں پرواز کرتا تھا اور وصال کے گلستان میں نشاط کرتا تھا۔
بیت: بارہابینم بہ خودوآن عیش بایادآورم کاین ہمان مرغیست یارب کاندران گلزار بود	بارہا خود کو دیکھتا ہوں اور وہ عیش یاد کرتا ہوں، یہ وہی پرندہ ہے، اے رب! جو اس گلزار میں تھا۔
ناگاہ صید قید دام اجسام گشت در تمنای پریدن وقفس تن شکستن و آرزو بہ دوست پیوستن چون مرغ نیم بسمل درطپیدن شد۔	اچانک وہ جسم کے دام میں گرفتار ہوا، اڑنے کی تمنا، جسم کے پنجرے کو توڑنے کی خواہش، اور دوست سے ملنے کی آرزو میں، گویا نیم بسمل پرندہ تڑپنے لگا۔
بیت: ای تمنازکجادردل من افتادی این چہ سوداست کہ درمغزسرم بنہادی	اے تمنا! تو میرے دل میں کہاں سے آئی؟ یہ کیسی سودا ہے جو تو نے میرے سر کے مغز میں ڈال دی؟
بیت: توخودانصاف بدہ ای بلبل جان مشتاق بی گلستان رخت چندطپید درقفسی	توخودانصاف کر، اے جان کی مشتاق بلبل! تیری گلستان کے بغیر اس پنجرے میں کتنا تڑپا؟
آتش احادیث نبوی وقول اعظم مصطفوی کہ	نبی کی احادیث اور مصطفیٰ کے عظیم اقوال کی

در بیان غربت غریبان و وحشت حبس محبوسان فرمودہ شعلہ بردل فقیری زدوآن سبب قطع علایق وتوجہ سوی رب خلایق گشت۔	آگ، جوغریبوں کی غربت اور قیدیوں کی قید کی وحشت کے بیان میں فرمائے گئے، فقیر کے دل پر شعلے برساتی تھی، اوراس نے تمام تعلقات کو کاٹ کر خالق کائنات کی طرف توجہ کا سبب بنایا۔
والتہاب معانی این احادیث خاشاک غیر حق ازصحرای دل این بیدل سوختہ تاجزنقش اللہ دردل نقشی نماند۔	اوران احادیث کے معانی کی تپش نے اس بے دل کے دل کے صحرا سے غیرحق کی خش و خاشاک کو جلا دیا، یہاں تک کہ دل میں سوائے اللہ کے نقش کے کوئی نقش باقی نہ رہا۔
مصرع: اللہ بس است عاشقان را	اللہ ہی عاشقوں کے لیے کافی ہے۔
بیت: مارا کہ نقش رویت بنشست درضمیر بعدازتو ہیچ نقش نیفتاددلپذیر	ہمارے لیے جو تیرا نقش دل میں بس گیا، تیرے بعد کوئی نقش دلپذیر نہ رہا۔
عزیزمن دلی کہ ازیادحق وازذکرحق واز شوق حق وازمحبت حق بردارم نعوذ باللہ منہابہ کہ سپارم وبہ چہ قرار وآرام۔	اے میرے عزیز! وہ دل جوحق کی یاد، حق کے ذکر، حق کے شوق اور حق کی محبت سے خالی ہو، نعوذ باللہ! اسے کہاں سونپوں اور کیسے قرار وآرام پاؤں؟
گیرم کہ من بیچارہ واسیرم۔	مان لوں کہ میں بے چارہ اور اسیر ہوں۔
بیت: تاتوبہ خاطرمنی کس نگذشت دردلم مثل توچیست درجہان تازتومہربگسلم	جب تک تو میرے دل میں ہے، کوئی اور دل میں نہیں آیا۔ دنیا میں تیرے جیسا کیا ہے کہ میں تجھ سے محبت توڑلوں؟

بیت: دستی کہ دوتا ماند بہ بالین وصالت گر باز کشم از تو، بہ پہلوی کہ دارم	وہ ہاتھ جو تیری وصال کی بالین پر دوہرا رہتا ہے، اگر میں اسے تجھ سے کھینچ لوں تو اسے کہاں رکھوں؟
بہ کدام قوت و بہ چہ تقویت کسی کہ دل از خالق خود بردارد و پیش مخلوق بگذارد۔ زہی ست یقینی و از سنگ سخت دلی۔	کس قوت اور کس تقویت سے کوئی اپنا دل اپنے خالق سے ہٹائے اور مخلوق کے سامنے رکھے؟ واہ! کیا کمزور یقین اور کیا پتھر سے سخت دل!
بیت: کس این کند کہ دل از یار خویش بردارد مگر کسی کہ دل از سنگ سخت تر دارد	کون یہ کرے کہ اپنا دل اپنے یار سے ہٹائے، سوائے اس کے جس کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو۔
و ہر نشاطی و خرمی و شادی و بی غمی کہ از یاد مولی نبود، آن نشاط اندوہ و آن خرمی ماتم شمار و شادی و بی غمی غم پندار و خود را از او باز دار۔	اور ہر وہ نشاط، خرمی، شادی اور بے غمی جو مولیٰ کی یاد سے خالی ہو، وہ نشاط غم ہے، وہ خرمی ماتم ہے، اور وہ شادی و بے غمی کو غم سمجھو اور خود کو اس سے روک لو۔
بیت: دلی کز یاد مولی نیست خرم مبادا ہرگز آن دل خالی از غم	وہ دل جو مولیٰ کی یاد سے خالی ہے، خرم نہیں۔ کبھی نہ ہو کہ وہ دل غم سے خالی ہو۔
خواستم کہ ازین خمخانہ شراب محبّت جرعہ ای بہ کام جان دوستان و معتقدان خود ریزم و شعلہ آتش طلب بر دل ایشان افروزم۔	میں نے چاہا کہ اس خمخانے سے محبت کی شراب کا ایک گھونٹ اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی جان کے لیے چھلکاؤں اور ان کے دلوں میں طلب کی آگ کا شعلہ بھڑکاؤں۔
چند معانی کہ درین احادیث بہ دل کباب خود یافتم نہ در کتاب شارحان دیدم و نہ از السنہ استادان شنیدم در قلم آوردم۔	کچھ معانی جو ان احادیث سے میرے کباب دل نے پائے، وہ نہ تو شارحین کی کتابوں میں دیکھے اور نہ ہی اساتذہ کی زبانوں سے سنے، سو میں نے انہیں قلم بند کیا۔

و نامش رسالہ "انیس الغربا" نہادم و امیدی دارم کہ شاید کسی را بہ مطالعہ این اوراق آتش فراق بی فزاید و جذبہ حقش برباید۔	اور اس کا نام رسالہ "انیس الغربا" رکھا، اور امید رکھتا ہوں کہ شاید ان اوراق کے مطالعہ سے کسی کے دل میں فراق کی آگ بھڑکے اور حق کا جذبہ اسے ربالے۔
و کلید سعادت توفیق بہ دستش آید و قفل شقاوت و غفلت از دلش بگشاید روی بہ حق آرد و پشت بہ دنیا کند۔	اور سعادت کی کنجی اور توفیق اس کے ہاتھ آئے، اور شقاوت و غفلت کا تالا اس کے دل سے کھل جائے، وہ حق کی طرف رخ کرے اور دنیا سے پیٹھ پھیر لے۔
و سر در میدان عشق چون گویی در اندازد و پاء در راہ طلب حق مردانہ نہد و از بند ما سوی اللہ رہد۔	اور وہ اپنا سر عشق کے میدان میں گوی کی طرح پھینک دے، اور حق کی طلب کے راستے پر مردانہ قدم رکھے، اور ماسوا اللہ کے بندھنوں سے آزاد ہو جائے۔
و از شر نفس خود جہد و ماتوفیقی الّا باللہ۔	اور اپنے نفس کے شر سے جہاد کرے، اور میری توفیق صرف اللہ کے ساتھ ہے۔

روایت کردہ انداز عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما گفت: بگرفت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دو کتف من و فرمود: کُن فِی الدُّنیا کَاَنَّکَ غَرِیبٌ اَو عَابِرُ سَبِیلٍ وَ عُدَّ نَفسَکَ مِن اَصحَابِ القُبُورِ۔	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں کندھوں کو پکڑا اور فرمایا: "اس دنیا میں اس طرح رہو جیسے تو ایک غریب ہے یا ایک راہگیر، اور اپنے آپ کو قبروں والوں میں سے سمجھ۔"
یعنی باش در دنیا چنانستی کہ تو غریبی یا ھمچوں رھگذر راہ و بشمار نفس خود را از اصحاب اہل قبور یعنی غریب در شہر دیگران بنیادی ننہد و عمارتی نکند مسکن غریب بہ عاریت بود و مکث وی درو بہ ضرورت بود۔	یعنی دنیا میں اس طرح رہو جیسے تو ایک غریب یا راہگیر ہے، اور اپنے آپ کو قبروں والوں میں سے گنو۔ غریب دوسروں کے شہر میں کوئی بنیاد نہیں رکھتا اور نہ کوئی عمارت بناتا ہے۔ غریب کا مسکن عارضی ہوتا ہے اور اس کا وہاں قیام صرف ضرورت کے تحت ہوتا ہے،
تو نیز در دنیا غریب ہستی و از وطن اصلی خود جدا افتادہ ای در دنیا بنیادی منہ و عمارتی مکن مگر مقدار لابدی۔	تو بھی دنیا میں ایک غریب ہے اور اپنے اصلی وطن سے جدا ہوا ہے۔ دنیا میں کوئی بنیاد نہ رکھ اور نہ کوئی عمارت بناؤ، سوائے اس کے جو ناگزیر ہو۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَلا کلِّ بِنَاءٍ وَبَالٌ عَلٰی صاحِبِہِ اِلَّا غریبا مَا لَابُد منہ یعنی بدانید و آگاہ باشید بہ درستی و راستی کہ ھر بنیادی و عمارتی کہ در دنیا کند بزہ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خبردار! دنیا میں ہر بنیاد اور عمارت اس کے بنانے والے پر وبال بنتی ہے، سوائے اس کے جو ناگزیر ہو۔" یعنی جان لو اور آگاہ ہو کہ دنیا میں جو

است بر صاحب او مگر مقدار لابدی۔	بھی بنیاد یا عمارت بنائی جاتی ہے، وہ اس کے بنانے والے کے لیے وبال بنتی ہے، مگر وہ جو ضروری ہو۔
و غریب ہمیشہ مترصد و مستعد وصول وطن اصلی خود باش و بہ زینت و زخارف دنیا دل مبند و بدان قرار و آرام مگیر۔	اور غریب ہمیشہ اپنے اصلی وطن کی طرف لوٹنے کے لیے تیار اور منتظر رہتا ہے۔ دنیا کی زینت اور آرائش سے دل نہ لگاؤ اور اس میں قرار و آرام نہ پاؤ۔
مصراع: عاقل ندھد سرالٰہی بہ ملاھی	عقلمند اپنا سر الٰہی مقصد کے لیے دنیاوی کھیل تماشوں کو نہیں دیتا۔
و دل غریب برای وصول وطن خود ہموارہ متعلق و متعطش رحلت و مسافرت بود تا از کربت غربت نجات یابد۔	اور غریب کا دل ہمیشہ اپنے وطن تک پہنچنے کے لیے متعلق اور رحلت و سفر کا مشتاق ہوتا ہے تاکہ غربت کی اذیت سے نجات پائے۔
تو نیز دل غریب خود را برای دیدار کردگار متعلق و متعطش مرگ دار۔	تو بھی اپنے غریب دل کو اپنے پروردگار سے ملاقات کے لیے متعلق اور موت کا مشتاق رکھ۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: مَن اَحَبَّ لِقَاءَ اللہِ اَحَبَّ اللہُ لقاوئہ۔	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اللہ سے ملاقات کو پسند کیا، اللہ نے بھی اس کی ملاقات کو پسند کیا۔"
مراد از لقاء اللہ مرگ است۔	مراد اللہ سے ملاقات سے موت ہے۔
”و قال النبی صلی اللہ علہ وسلَّم اَلمَوتُ جِسرٌ، یُوصِلُ الحَبِیبَ اِلَی الحَبِیبِ“	اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "موت ایک پل ہے جو محبوب کو محبوب تک پہنچاتا ہے۔"
یعنی مرگ پلی ست کہ می رساند دوست را بہ	یعنی موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست

دوست و غریب در حصول غرض و رنج خودا
مسارعت و مبادرت می نماند، تا به اہل خود بی
نوا و تہی دست نپیوندد۔

تو نیز در معرفت وحدانیت و اعمال صالحہ
مسارعت و مبادرت نمای تا فردای قیامت
بہ حضرت معبود، بی نوا و تہی دست و خایب و
خاسر نپیوندی۔

قطعہ

ھر یک نفس کہ می رود از عمر گوہری ست
کان را خراج ملک دو عالم بود بہا
حیف است کین خراج دھی رایگان بہ باد
وانک روی بہ خاک تہی دست و بی
نوا

و غریب از کربت غُربت و حرقت فرقت
احباب و وطن خود مدام در ماتم و اندوہ و بی قرار
و بی آرام بود۔

تو نیز از کربت غربت و حرقت فرقت
احباب و وطن خود در ماتم و اندوہ و بی قرار و بی
آرام باش و دل بدین نظم بخراش۔

بیت:

چو تو سرمایہ جز غم نداری
چرا ہر لحظہ صد ماتم نداری

رباعی:

گر دولت و بخت یار بودی مارا

سے ملاتا ہے، اور غریب اپنے مقصد کے
حصول اور اپنی تکلیف میں جلد کام کرتا ہے
تا کہ وہ اپنے لوگوں کے ساتھ بے نوا اور
خالی ہاتھ نہ ملے۔

تو بھی توحید کی معرفت اور نیک اعمال میں
جلدی اور تیزی کر تا کہ قیامت کے دن
اپنے معبود کے حضور بے نوا، خالی ہاتھ،
ناکام اور نقصان اٹھانے والا نہ ملے۔

ہر سانس جو عمر سے گزرتی ہے ایک گوہر
ہے،
جس کی قیمت دونوں جہانوں کا خراج ہے۔
افسوس کہ یہ خراج مفت میں بے کار جائے،
اور تو خالی ہاتھ اور بے نوا خاک میں ملے۔

اور غریب اپنی غربت کی اذیت اور احباب
و وطن سے جدائی کی تپش سے ہمیشہ ماتم اور غم
میں بے قرار اور بے آرام رہتا ہے۔

تو بھی اپنی غربت کی اذیت اور احباب و
وطن سے جدائی کی تپش سے ماتم اور غم میں
بے قرار اور بے آرام رہ، اور اس نظم سے
اپنے دل کو چھیل۔

جب تیرے پاس غم کے سوا کوئی سرمایہ نہیں،
تو ہر لمحے سو ماتم کیوں نہیں رکھتا؟

اگر دولت اور بخت ہمارا یار ہوتا،

در مسکن خود قرار بودی مارا
گر چشم بد این زمانہ بر ما نزدی
در شہر کسان چہ کار بودی مارا

و غریب دایم شکستہ دل و حزین و مسکین بی
تسکین بود تو نیز در دنیا شکستہ دل و حزین و
مسکین بی تسکین باش و بہ سرور و غرور دنیای
فانی مسرور و مغرور مشو۔

بیت:

در عشق دلی شکستہ تر باید
کز طاعت خشک ہیچ بر ناید

و غریب را شعلہ آتش فرقت و سوز کربت
غُربت وقت صبح و شام ہزار چند افروزد و
جگرش بہ نار اشتیاق اہل و وطن سوزد و شربت
زہر غریبی در کام جان وی ریزد و در دلش
ہزاران درد جانگداز انگیزد۔

رباعی:

زہری ست بہ جای بادہ در جام غریب
زان روی کہ تلخ باشد ایام غریب
ہنگامہ درد دل اگر می پرسی
یا صبح قیامت است یا شام
غریب

تو نیز می سوز و می گداز از سوز فرقت و قربت
حضرت کہ در کتاب مسطور است۔

ہم اپنے مسکن میں قرار پاتے۔
اگر اس زمانے کی بدنظری نہ ہوتی،
ہم غیروں کے شہر میں کیا کام رکھتے؟

اور غریب ہمیشہ شکستہ دل، غمگین اور مسکین بغیر
تسلی کے رہتا ہے۔ تو بھی دنیا میں شکستہ دل،
غمگین اور مسکین بغیر تسلی کے رہ، اور فانی دنیا
کے سرور اور غرور سے خوش اور مغرور نہ ہو۔

عشق میں دل کو اور زیادہ توڑنا چاہیے،
کیونکہ خشک عبادت سے کچھ حاصل نہیں
ہوتا۔

اور غریب کی جدائی کی آگ کا شعلہ اور
غربت کی اذیت کی تپش صبح و شام ہزار گنا
بھڑکتی ہے، اس کا جگر اپنے اہل و وطن کی
تڑپ میں جلتا ہے، غریبی کا زہریلا شربت
اس کی جان کے حلق میں اترتا ہے، اور اس
کے دل میں ہزاروں جانگداز درد ابھرتے
ہیں۔

غریب کے جام میں شراب کی جگہ زہر ہے،
کیونکہ غریب کے ایام تلخ ہوتے ہیں۔
اگر تو دل کے درد کا حال پوچھتا ہے،
یہ یا تو قیامت کی صبح ہے یا غریب کی شام۔

تو بھی جدائی کی تپش اور اللہ کے قرب سے
جل اور گداز، جیسا کہ کتاب میں لکھا ہے۔

چند ہزار سال روح در جوار قرب حضرت غفار بود و فیض فضل حق میر بود چنانکہ بزرگی بدین اشارت فرمود۔

بیت:

توآن نوری کہ پیش از صحبت خاک
ولایت داشتی بر بام افلاک

وھمدرین معنی مولانا روم می فرماید۔

بیت:

ما بہ فلک بودہ ایم یار ملک بودہ ایم
باز ھمانجا رویم منزل ما کبریاست
ما ز فلک برتریم وز ملک افزون تریم
باز ہمانجا روم جملہ کہ آن شہر ماست

در جمیع ایام خاصہ وقت صبح و شام ماتم دار و بدین بیت نوحہ وگریہ بر آر۔

بیت:

یاد آر از غریبی رنجور بی طبیبی
از ہجر دلفگاری وز وصل بی نصیبی

واز درد جدایی و اندوہ غریبی وتنہایی شب ہای زار واز دیدہ اشک ہا می بار وآہ ہای آتشین از سوز جگر برمی آر۔

وبا دیدہ پرآب ودل کباب این نظم می کن

ہزاروں سال تک روح اللہ غفار کے قرب میں تھی اور حق کے فضل کا فیض حاصل کرتی تھی، جیسا کہ ایک بزرگ نے اس کی طرف اشارہ کیا۔

تو وہ نور ہے جو خاک سے ملنے سے پہلے،
فلک کے بام پر ولایت رکھتا تھا۔

اور اسی طرح مولانا روم معنی بیان فرماتے ہیں۔

ہم فلک پر تھے، ہم ملائکہ کے یار تھے،
ہم واپس اسی طرف جائیں گے، ہمارا مسکن عظمت ہے۔
ہم فلک سے برتر اور ملائکہ سے بلند ہیں،
ہم سب واپس اسی شہر جائیں گے جو ہمارا ہے۔

تمام دنوں میں، خصوصاً صبح و شام کے اوقات میں، ماتم کرو اور اس بیت کے ساتھ نوحہ وگریہ کرو۔

غربت کے رنجور اور بغیر طبیب کے حال کو یاد کر،
ہجر کے دل فگار اور وصل کی بے نصیبی کو یاد کر۔

اور جدائی کے درد، غریبی کے غم اور تنہائی سے راتوں کو زار زار رو، آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات کر، اور جگر کی تپش سے آتشیں آہیں نکال۔

اور آنکھوں سے بھرے آنسوؤں اور دل کے

تکرار کہ آن مست شراب حضرت باقی شیخ فخر الدین عراقی می گوید۔

رباعی:

مدتی شد کہ منم غمزدہ سودایی
می کشم بار فراق وستم تنہایی
جرعہ زہر غریبی چو شکر می نوشم
از کف ساقی دور فلک مینائی

قولہ تعالیٰ ''اِلَّا عَابِرِ سَبِیْل'' یعنی غریب چون در شہری درآید بہ حکم لابدی وضروری بہ آن شہر و اہل آن شہر، الفتی و آشنایی شود و چون قدم در راہ نہد بہ اشتیاق اہل و وطن خود دل از آن شہر واہل آن شہر بردارد و چیزی بہ کسی نسپارد۔

تو نیز از غربت شہر دنیا قدم در راہ آخرت نہ دل بہ کسی مدہ۔

بہ ہیچ یار مدہ خاطر و بہ ہیچ دیار
کہ بحر فراخ است وآدمی بسیار
ازین درخت چو بلبل بدان درخت نشین
بدام گل چہ فرو ماندہ ای چو تیار
چو ماکیان بہ درخانہ چند بینی جور
چرا سفر نکنی چون کبوتر طیار

کباب کے ساتھ اس نظم کو بار بار دہراؤ کہ وہ مست شراب حضرتِ باقی، شیخ فخر الدین عراقی فرماتے ہیں۔

مدتی ہوئی کہ میں غم زدہ اور سودائی ہوں،
فراق کا بوجھ اور تنہائی کا ستم اٹھاتا ہوں،
غریبی کا زہریلا گھونٹ شکر کی طرح پیتا ہوں، دور فلک کے ساقی کے ہاتھ سے مینائی جام سے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "سوائے راہگیروں کے۔" یعنی غریب جب کسی شہر میں آتا ہے، ضرورت اور ناگزیری کے تحت اس شہر اور اس کے باشندوں سے الفت اور آشنائی پیدا کرتا ہے، لیکن جب وہ سفر پر نکلتا ہے تو اپنے اہل و وطن کی تڑپ سے اس شہر اور اس کے باشندوں سے دل اٹھا لیتا ہے اور کسی کو کچھ نہیں سونپتا۔

تو بھی دنیا کے اس غریب شہر سے آخرت کے راستے پر قدم رکھ اور کسی سے دل نہ لگا۔

کسی یار سے دل نہ لگا اور کسی دیار سے وابستگی نہ رکھ، کیونکہ سمندر وسیع ہے اور انسان بہت ہیں۔

اس درخت سے بلبل کی طرح اس درخت پر جا بیٹھ، پھولوں کے جال میں کیوں گرفتار

رہتا ہے جیسے بیمار؟ مرغیوں کی طرح گھر کے دروازے پر ظلم کیوں سہتا ہے؟
کیوں نہیں کبوتر طیار کی طرح سفر کرتا؟

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سافِرُوا فَاِنَّ المَاۤءَ اِذَا وَقَفَ نَتَنَ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفر کرو، کیونکہ پانی جب ٹھہرتا ہے تو سڑ جاتا ہے۔''

راہ گذری راہ مسکن وماوای خودنساز دواز سیر بازنماند واز اثقال واحمال کہ مانع سیر خودرا فرد ومجرد گرداند۔

راہگیر راستے کو اپنا مسکن اور پناہ گاہ نہیں بناتا اور سفر سے باز نہیں رہتا، اور وہ بوجھ اور سامان جو اس کے سفر میں رکاوٹ بنتے ہیں، اسے چھوڑ کر خود کو آزاد اور تنہا کر لیتا ہے۔

تو نیز در دنیا غریب وراہگذری پس دنیا را مسکن وماوی خود مساز۔

تو بھی دنیا میں ایک غریب اور راہگیر ہے، لہٰذا دنیا کو اپنا مسکن اور پناہ گاہ نہ بنا۔

قطعہ

دنیا پلی ست بر گزر راہ آخرت
اہل تمیز خانہ نکردند بر پلی
بر پل نشستہ ای دل حیران چہ ماندہ ای
بیدار شو کہ خفتہ نماند بر پلی

دنیا ایک پل ہے جو آخرت کے راستے سے گزرتا ہے،
اہل تمیز نے پل پر گھر نہیں بنایا۔
اے حیران دل، پل پر بیٹھ کر کیوں رہ گیا؟
بیدار ہو، کیونکہ پل پر کوئی سوانہیں رہتا۔

واز اثقال واحمال ماسوی اللہ، فرد ومجرد شو۔

اور غیر اللہ کے بوجھ اور سامان سے آزاد اور تنہا ہو جا۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سِیرُوا سَبَقَ المُفَرِّدُونَ قِیلَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ مَنِ المُفَرِّدُونَ قَالَ هُمُ المُجَرَّدُونَ عَمَّا سِوَی اللہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سفر کرو، کیونکہ وہ لوگ آگے نکل جاتے ہیں جو غیر اللہ سے آزاد ہوتے ہیں۔" پوچھا گیا: یا رسول اللہ! مفردون کون ہیں؟ فرمایا: "مفردون وہ ہیں جو غیر اللہ سے آزاد ہوتے ہیں۔"

یعنی بشتابید در سیر کہ سابق شدند کسانی کہ از غیر حق فرد ومجرد شدند۔

یعنی جلدی کرو اپنے سفر میں، کیونکہ وہ لوگ آگے نکل گئے جو غیر حق سے الگ اور پاک ہو گئے۔

مصراع:

سبک تر رو چہ جای انتظار است

ہلکے پھلکے چل، انتظار کی کیا جگہ ہے؟

و راہ گذرای بہ اشتیاق اهل و وطن خود شدت سفر ومشقت خطر اختیار کند تا زودتر با اهل وطن خود پیوندد و از تهلکہ راہ ایمن گردد۔

اور راہگیر اپنے اہل و وطن کی تڑپ سے سفر کی شدت اور خطر کی مشقت قبول کرتا ہے تاکہ جلد اپنے اہل و وطن سے ملے اور راستے کے خطرے سے محفوظ ہو۔

تو بھی مجاہدت کی شدت اور نفس امارہ کی مخالفت کی مشقت قبول کر، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور عظیم قول سے اشارہ ہے کہ فرمایا: "اپنے نفس کو مجاہدات اور مخالفت کی تلواروں سے قتل کرو۔"

تو نیز توانی شدت مجاہدت ومشقت مخالفت نفس امارہ با اشارت حدیث نبوی وقول اعظم مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود: اقتلوا نفسکم بِسوفِ المُجَاهَدَاتِ وَالمُخَالِفَاتِ''

اختیار کن وشب وروز از سیر آرام وقرار مکن و بہ عجز وابتہال این بیت می گوید۔

اور رات دن اپنے سفر میں آرام اور سکون مت اختیار کرو، اور عاجزی والتجا کے ساتھ یہ بیت کہتا ہے۔

بیت:

یارب تو مدہ قرار مارا
کز بی رخ تو قرار دارم

اے رب! تو ہمیں قرار نہ دے،
کیونکہ تیرے رخ کے بغیر مجھے قرار ہے۔

رباعی:

عاشق شدیم در این جہان لا یوفی
در عشق خودم نہ صافی ام، نی صوفی
یارب تو بہ فعل بد من کار مکن
با من تو ہمان کن کہ بدان معروفی

ہم اس جہان میں بے وفا عاشق ہوئے،
اپنے عشق میں نہ صافی ہوں نہ صوفی۔
اے رب! تو میرے برے فعل پر نہ جا،
میرے ساتھ وہی کر جو تیری شہرت ہے۔

ورا ہگذری از خوف قطاع طریق کہ دزدان راہ ہموارہ حازم وہوشیار بود و پاسبانی متاع خود کند وشب وروز ہراسان وترسان باشد و یک ساعت غافل نبود۔	اور راہگیر راستے کے ڈاکوؤں کے خوف سے ہمیشہ چوکنا اور ہوشیار رہتا ہے، اپنے مال کی پاسبانی کرتا ہے، رات دن خوفزدہ اور ترسان رہتا ہے، اور ایک لحہ بھی غافل نہیں ہوتا۔
تو نیز حازم وہوشیار باش و پاسبانی دل خود بکن و در عبادت پاس انفاس کوش تا وسواس شیطان و نیاید و متاع ایمان و معرفت نرباید۔	تو بھی چوکنا اور ہوشیار رہ، اپنے دل کی پاسبانی کر، اور عبادت میں سانسوں کی حفاظت کی کوشش کر تا کہ شیطان کے وسوسے نہ آئیں اور ایمان ومعرفت کا مال نہ چھینا جائے۔
وبدان کہ در عبادت پاس انفاس خلل نیفتد۔	اور جان لو کہ عبادت میں سانسوں کی حفاظت میں کوئی خلل نہ پڑے۔
بیت: انفاس پاس دار اگر مرد عارفی کان ہر دو کون ملک تو گردد بہ یک نفس	سانسوں کی حفاظت کر اگر تو عارف ہے، کیونکہ ایک سانس سے دونوں جہان تیری ملکیت بن جاتے ہیں۔
ورا ہگذری از خوف قطاع طریق وآفات راہ شب روی کند وآخر شب براند تا از آفات راہ نجات یابد وزود بہ منزل رسد۔	اور راہگیر راستے کے ڈاکوؤں اور آفات کے خوف سے رات کو چلتا ہے اور رات کے آخر میں سفر کرتا ہے تا کہ راستے کی آفات سے نجات پائے اور جلد منزل تک پہنچے۔
تو نیز شب روی کن وآخر شب بران تا از خوف راہ ایمن گردی وبہ مقصود بری۔	تو بھی رات کو چل اور رات کے آخر میں سفر کرتا کہ راستے کے خوف سے محفوظ ہو اور اپنے مقصود تک پہنچ۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: مَن	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو ڈرتا ہے

خَافَ اَولَجَ وَمَن اَولَجَ بَلَغَ المَنزِلَ۔	وہ رات کو چلتا ہے، اور جو رات کو چلتا ہے وہ منزل تک پہنچتا ہے۔"
یعنی ہر کہ بترسد شب روی کند و ہر کہ شب روی کند بہ منزل رسد۔	یعنی جو کوئی ڈرتا ہے وہ رات کو سفر کرتا ہے، اور جو رات کو سفر کرتا ہے وہ منزل تک پہنچ جاتا ہے۔
وَفَقَنَا اللہ وایاکم قیام الیل وقولہ علیہ السلام وَعُدّ نَفسَکَ مِن اَصحَابِ القُبُورِ۔	اللہ ہمیں اور تمہیں قیام اللیل کی توفیق دے اور اپنے آپ کو قبروں والوں میں سے سمجھ۔
واین در معنی قولہ علیہ السلام مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا مناسب دارد۔	اور یہ اس فرمان کے معنی میں مناسب ہے کہ مرنے سے پہلے مرو۔"
رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم باش در دنیا مانند غریب وہچو راہگذری وانگار نفس خود را از میان مردگان یعنی مردہ را ہیچ میلی وغرضی و حرصی وطمعی وتوقعی بہ دنیا نبود و با ہیچ کس حسدی وحقدی نباشد۔	رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں غریب اور راہگیر کی طرح رہو اور اپنے آپ کو مردوں میں سے سمجھو، یعنی مردہ کو دنیا سے کوئی رغبت، مقصد، لالچ، طمع یا توقع نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی سے حسد یا کینہ ہوتا ہے۔
تو نیز خود را از مردگان شمار واز میل بہ دنیا و حرص وطمع وتوقع واز حسد وحقد دل خود را پاک دار۔	تو بھی اپنے آپ کو مردوں میں سے گنو اور دنیا کی طرف رغبت، لالچ، طمع، توقع، حسد اور کینہ سے اپنے دل کو پاک رکھ۔
ودل درین بیت بند مثنوی:	اور دل کو مثنوی کے اس بیت پر قائم رکھو۔
بی طمعیم از ہمہ سازندہ ای جز تو نداریم نوازندہ ای چون خجلیم از طمع خام خویش ہم تو ببخشائی بہ انعام خویش	ہم سب سے بے طمع ہیں، تو ہی بنانے والا ہے، تیرے سوا ہمارا کوئی نوازنے والا نہیں۔ جب ہم اپنی خام طمع سے شرمندہ ہیں، تو اپنے انعام سے ہمیں بخش دے۔

جز در تو قبلہ نخواہیم ساخت گر نوازی تو کہ خواہد نواخت	تیرے دروازے کے سوا ہم کوئی قبلہ نہیں بنائیں گے، اگر تو نوازے تو کون نوازے گا؟
و مردہ را بہ ہیچ مخلوق احتیاجی و افتقاری نبود تو نیز خود را مردہ انگار و بہ ہیچ آفریدہ روی میار۔	اور مردہ کو کسی مخلوق کی ضرورت یا محتاجی نہیں ہوتی۔ تو بھی اپنے آپ کو مردہ سمجھ اور کسی مخلوق کی طرف مت جا۔
و مردہ را در دنیا ہیچ اختیاری و کاری و تصرفی نبود تو نیز اختیار و تصرف خود را از میان بردار و کارہای خود بہ خالق بسپار۔ مصراع: تو کار خود بدو بگذار و خوش باش	اور مردہ کو دنیا میں کوئی اختیار، کام یا تصرف نہیں ہوتا۔ تو بھی اپنا اختیار اور تصرف ہٹا دے اور اپنے کام خالق کے سپرد کر۔ اپنا کام اسے سونپ دے اور خوش رہ۔
و مردہ بعد از چشیدن غمرات و سکرات و ریاضات موت بہ مکاشفات مغایبات می رسد۔ تو نیز غمرات مجاہدات و سکرات ریاضات بچش تا بہ مکاشفات مغایبات برسی۔	اور مردہ موت کے غموں، سکرات اور ریاضتوں کے بعد غیبی مکاشفات تک پہنچتا ہے۔ تو بھی مجاہدات کے غموں اور ریاضتوں کے سکرات کو چکھ تا کہ غیبی مکاشفات تک پہنچے۔
و مردہ را چون حواس ظاہری معطل و بستہ شود در از عالم غیب وی گشاید۔ تو نیز حواس ظاہری بہ ریاضت بر بند تا اسرار غیب بر تو کشاید۔ بیت: لب ببند و چشم بند و گوش بند گر نبینی سیر ہا بر ما بخند چند گویم ای برادر تو چند خواہ بشنو خواہ نہ، این است پند	اور مردہ جب ظاہری حواس معطل اور بند ہو جاتے ہیں تو اس کے لیے غیب کا دروازہ کھلتا ہے۔ تو بھی ریاضت سے ظاہری حواس بند کر تا کہ غیب کے اسرار تجھ پر کھلیں۔ ہونٹ بند کر، آنکھ بند کر، کان بند کر، اگر تو سیر نہ دیکھے تو ہم پر ہنس۔ کتنی بار کہوں، اے بھائی، کتنی بار، چاہے سن یا نہ سن، یہ ہے نصیحت۔
این حدیث حث و ترغیب است بدان کہ	یہ حدیث ترغیب اور تحریص کی ہے کہ مؤمن

مؤمن را باید و شاید کہ در دنیا ہموارہ با وحشت و کراہیت بود و از ابنای دنیا گریزان و از مکر و فریبش ترسان و لرزان باشد۔	کو چاہیے کہ دنیا میں ہمیشہ وحشت اور کراہت کے ساتھ رہے، دنیا والوں سے بھاگے اور اس کے مکر و فریب سے ڈرتا اور لرزتا رہے۔
و بہ زینت و زخارف و جاہ و منزلت دنیا فریفتہ و مغرور و مسرور نشود و اوقات عزیز کہ سرمایہ عمر است، در طلب او صرف نکند مگر مقدار ضروری و لابدی دل بر و نبندد۔	اور دنیا کی زینت، آرائش، جاہ و منزلت سے فریب نہ کھائے، نہ مغرور ہو، نہ خوش ہو، اور اپنی عزیز اوقات جو عمر کا سرمایہ ہیں، اس کی طلب میں صرف نہ کرے سوائے اس کے جو ضروری اور ناگزیر ہو، اور اس پر دل بند کر لے۔
بیت: دل برین پیرزن عشوہ گر دہر مبند نو عروسی ست کہ در عقد بسی داماد است	اس فریب دینے والی بڑھیا دنیا پر دل نہ لگا، یہ نو عروس ہے جو کئی دامادوں کی دلہن ہے۔
عزیز من! غریب اگرچہ از قریہ بود چون بہ شہر عظیم رسد و انواع نعمت آن شہر بخورد ولیکن بواسطہ فرقت اہل و وطن خود دل او بدان شہر قرار و آرام نگیرد و آن شہر را زندان خود انگارد۔	اے میرے عزیز! غریب اگرچہ دیہات سے ہو، جب بڑے شہر میں آتا ہے اور اس شہر کی نعمتیں کھاتا ہے، لیکن اپنے اہل و وطن سے جدائی کی وجہ سے اس کا دل اس شہر میں قرار و آرام نہیں پاتا اور وہ اس شہر کو اپنی جیل سمجھتا ہے۔
خاصہ تو از جوار قرب حضرت کریم در جیفہ کثیفہ لئیم دنیا غریب و دور و مہجور افتادہ ای چرا دنیا را زندان خود نپنداری و خلاص خود از او بہ عجز و زاری نجوی۔	خاص طور پر تو جو کریم رب کے قرب سے ناپاک اور حقیر دنیا میں غریب، دور اور مجبور پڑا ہے، تو دنیا کو اپنی جیل کیوں نہ سمجھے اور عجز و زاری سے اس سے نجات کیوں نہ مانگے؟
و مخبر صادق و طبیب حاذق خبر می دہد: الدّنیا	اور سچا خبر دینے والا اور ماہر طبیب بتاتا ہے:

سجن المؤمن'' یعنی دنیا زندان مؤمن است۔	"دنیا مؤمن کی جیل ہے۔"
یعنی دنیا زندان مومن است۔	یعنی دنیا مؤمن کے لئے قیدخانہ ہے۔
از آنچہ کہ مشاہدۂ محبوب و حاجز وصول مطلوب گشتہ است۔	کیونکہ یہ محبوب کے مشاہدے اور مطلوب تک رسائی میں حائل ہے۔
درین حدیث فواید بسیار است وتنبیہ بی شمار است۔	اس حدیث میں بہت سے فوائد اور لاتعداد تنبیہات ہیں۔
تنبیہ کرد پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ دنیا زندان مؤمن است۔	پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کی کہ دنیا مؤمن کی جیل ہے۔
پس ہر مؤمنی کہ بہ نعمت دنیا در دنیا خوشان و با فرحت و بہجت بود و از ماتم ہجران دل پریشان و پر درد نباشد، حق تعالی اورا دوست ندارد۔	لہٰذا ہر مؤمن جو دنیا کی نعمتوں سے خوش اور مسرور ہو اور ہجران کے ماتم سے دل پریشان اور دردمند نہ ہو، اللہ تعالیٰ اسے دوست نہیں رکھتا۔
''قال اللہ تعالی: لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ''	ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "خوش نہ ہو، بے شک اللہ خوش ہونے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"
یعنی دنیا نہ جای راحت وفرحت است۔ در دنیا فرحت مکن و راحت مگیر کہ از قرب ما دور و مہجور و در خطر عظیم افتادہ۔	یعنی دنیا راحت اور خوشی کی جگہ نہیں ہے۔ دنیا میں خوشی نہ منا اور راحت نہ لے کیونکہ تو ہمارے قرب سے دور اور مجور اور بڑے خطرے میں پڑا ہے۔
اگر فضل کنیم بہ ما برسی و الا در بادیہ محفوظ و فراق ابدی فرومانی و در اندوہ ہجران و غم وصال ما باش و دل خود را بہ درد تمنای قرب ما بخراش۔	اگر ہم فضل کریں تو ہم تک پہنچے گا، ورنہ تو بادیہ میں محفوظ رہے گا اور ابدی فراق میں پڑے گا۔ ہمارے ہجران کے غم اور وصال کی تڑپ میں رہ اور اپنے دل کو ہمارے قرب کی تمنا کے درد سے چھیل۔

ہر شکری کہ بی ما بخوری صبر پندار و ہر شیرینی کہ بی ما چشی زہر انگار و ہر دمی کہ بی ما زنی بر خود غرامت وندامت شمار۔	ہر شکر جو ہمارے بغیر کھائے صبر سمجھ، ہر مٹھاس جو ہمارے بغیر چکھے زہر سمجھ، اور ہر سانس جو ہمارے بغیر لے اسے اپنے لیے غرامت اور ندامت سمجھ۔
بیت: ای طالب محبوب ترا خواب حرام است ہر چیز کہ بی دوست خوری زہر تمام است نوشم ز دست دوست اگر زہر قاتل است شکر ز دست غیر تو زہر ہلاہل است	اے محبوب کے طالب! تجھے نیند حرام ہے، ہر چیز جو دوست کے بغیر کھائے زہر ہے۔ دوست کے ہاتھ سے زہر قاتل بھی پیتا ہوں، غیر کے ہاتھ سے شکر بھی زہر ہلاک کن ہے۔
بیت: گر آبی خوردم از کوزہ، خیالت را در او دیدم وگر یک دم زنم بی تو پشیمانم بہ جان تو	اگر میں نے کوزے سے پانی پیا تو تیرا خیال دیکھا، اور اگر ایک سانس بھی تیرے بغیر لوں تو تیری جان کی قسم پشیمان ہوں۔
وتنبیہ کرد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ دنیا زندان مؤمن است۔	اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کی کہ دنیا مؤمن کی جیل ہے۔
اگر زندانی در زندان قصری وعمارتی و بنیادی نہد وعیش وعشرتی را پیش گیرد مالک زندان را غیرت وخشم آید کہ این برای تنبیہ وعبرت و اعتبار در زندان کردند نہ برای اقامت و عیش وعشرت۔	اگر قیدی جیل میں محل یا عمارت بنائے اور عیاشی وعشرت اختیار کرے تو جیل کے مالک کو غیرت اور غصہ آتا ہے کہ اسے تنبیہ، عبرت اور اعتبار کے لیے جیل میں رکھا گیا، نہ کہ قیام اور عیاشی کے لیے۔
شیخ عبداللہ انصاری فرماید کہ دنیا جای عبرت است وآخرت مقام حسرت۔	شیخ عبداللہ انصاری فرماتے ہیں کہ دنیا عبرت کی جگہ ہے اور آخرت حسرت کا مقام۔

نیکو بیاندیش کہ میان عبرت و حسرت چہ جائے عیش و عشرت۔	اچھی طرح سوچ کہ عبرت اور حسرت کے درمیان عیاشی اور عشرت کی کیا جگہ ہے؟
وتنبیہ کرد پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ دنیا زندان مؤمن است و مؤمن در او محبوس و زن و فرزند و اقارب و عشایر چون حباس، چنانچہ محبوس را بہ حکم ضروری و لابدی، نہ مقصودی و اختیاری با حباس الفت و موانست بود۔	اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کی کہ دنیا مؤمن کی جیل ہے اور مؤمن اس میں قید ہے۔ بیوی، بچے، رشتہ دار اور قبیلہ جیل کے مانند ہیں، جیسے قیدی کو ضرورت اور ناگزیری کے تحت، نہ کہ مقصد یا اختیار سے، جیل کے ساتھ الفت اور موانست ہوتی ہے۔
مؤمن را نیز غیر حق بہ حکم لابدی و ضروری نہ مقصودی و اختیاری با حباس، الفت و موانست بود کہ محبوب حقیقی و مقصود یقینی حق تعالی است۔	مؤمن کو بھی غیر حق سے ضرورت اور ناگزیری کے تحت، نہ کہ مقصد یا اختیار سے، جیل کے ساتھ الفت اور موانست ہوتی ہے، کیونکہ حقیقی محبوب اور یقینی مقصود اللہ تعالیٰ ہے۔
همدرین معنی است کہ فرمود رسول صلی اللہ علیہ وسلم: لو کنت متخذا خلیلا من دون اللہ لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن خلیلی اللہ“	اسی معنی میں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر میں اللہ کے علاوہ کسی کو دوست بناتا تو ابوبکر کو دوست بناتا، لیکن میرا دوست اللہ ہے۔"
پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: اگر و بودمی من کہ گرفتمی دوستی از غیر خدای، پس ہر آئینہ گرفتمی ابابکر صدیق را دوست ولیکن حق تعالی دوست من است۔	پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر میں کسی سے دوستی کرتا جو اللہ کے علاوہ ہو، تو یقیناً میں ابوبکر صدیق کو اپنا دوست بناتا، لیکن اللہ تعالیٰ میرا دوست ہے۔
بیت: با ہر کہ انس گیر ز و سوختہ شوی	جس سے بھی الفت رکھے گا اس سے جل جائے گا،

بنگر کہ انس چیست کہ مصحف ز آتش است	دیکھ کہ الفت کیا ہے کہ مصحف آگ سے ہے۔
وتنبیہ کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ دنیا زندان مؤمن است و زندانی علی الدوام در تردد است میان راجای حیات و خوف ہلاک کہ عاقبت زندان نجات است یا ہلاک۔	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کی کہ دنیا مؤمن کی جیل ہے اور قیدی ہمیشہ حیات کی امید اور ہلاکت کے خوف کے درمیان متردد رہتا ہے کہ جیل کا انجام نجات ہے یا ہلاکت۔
پس مؤمن را نیز باید کہ در زندان دنیا علی الدوام در رجای نجات و خوف ہلاک باشد تا خاتمہ بخیر انجامد۔	لہٰذا مؤمن کو بھی چاہیے کہ دنیا کی جیل میں ہمیشہ نجات کی امید اور ہلاکت کے خوف میں رہے تاکہ اس کا انجام خیر ہو۔
قال النبی صَلَّی اللهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِهٖ لَیسَ بَعدَ الدُّنیا اِلَّا الجَنَّة اَو النَّار“	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، دنیا کے بعد سوائے جنت یا جہنم کے کچھ نہیں۔"
یعنی بہ خدای کہ جان من در قبضہ قدرت اوست، نیست، بعد از دنیا مگر بہشت یا دوزخ، جگرہای عارفان ازین خوف، خون و دیدہ ہای ایشان، جیحون و قد ہای ایشان، نون گشتہ۔	یعنی اس خدا کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، دنیا کے بعد سوائے جنت یا جہنم کے کچھ نہیں۔ عارفوں کے جگر اس خوف سے خون ہو گئے، ان کی آنکھیں جیحون بن گئیں، اور ان کے قد نون کی طرح خم ہو گئے۔
بیت: جان ہمہ زیر کان عالم ریش است زان یک منزل کہ جملہ را پیش است	ساری جان عالم کے کان کے نیچے زخمی ہے، اس ایک منزل سے جو سب کے سامنے ہے۔

اگر با ایمان رفتیم گوی سعادت از میدان معرفت ربودیم والا چون کلوخی مستعمل وسگی جیفہ خوار در قعر ہاویہ افتادہ مانیم۔ وَالعَیاذُ بِاللہ مِنھا۔

رباعی:

گہ رشک برد فرشتہ از پاکی ما

گہ خندہ زند دیو زناپاکی ما

ایمان چو سلامت بہ لب گور بریم

احسنت زہی چستی و چالاکی ما

"اللّٰھُمَّ اِنّی اَسئَلُکَ حُسنَ الخَاتِمَۃ"

** بیان حدیث "النّومُ اَخُ المَوت" ○ و در بیان "وَعُد نَفسَکَ مِن اَصحَابِ القُبور" درین مناسبت دارد بہر آنکہ "وَعُد نَفسَکَ مِن اَصحَابِ القُبور" در معنی مُوتوا قَبلَ اَن تَموتُوا است۔

"قال النبی صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم اَلنَّومُ اَخُ المَوتُ اخ" نظیر را گویند۔ چنانچہ گویند "کَانَ اَخوَاتِھا اَی نظیرھا۔

فرمود پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم خواب نظیر مرگ است یعنی چون حال مرگ مبنی بر حالت حیات است وحشر مبنی بر حالت موت است۔

اگر ہم ایمان کے ساتھ گئے تو گوی سعادت میدان معرفت سے چھین لی، ورنہ ہم ایک استعمال شدہ مٹی کے ڈھیلے اور گندگی کھانے والے کتے کی طرح ہاویہ کے گہرے گڑھے میں گر جائیں گے۔ اور اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

کبھی فرشتہ ہماری پاکیزگی پر رشک کرتا ہے،

کبھی شیطان ہماری ناپاکی پر ہنستا ہے۔

اگر ایمان سلامت کے ساتھ قبر تک جائیں،

واہ! کیا چستی اور چالاکی ہے ہماری۔

اے اللہ! میں تجھ سے حسن خاتمہ مانگتا ہوں۔

حدیث نیند موت کی بہن ہے" اور اپنے آپ کو قبروں والوں میں سے سمجھ" کے بیان میں اس سے مناسبت ہے کیونکہ اپنے آپ کو قبروں والوں میں سے سمجھ" کا مطلب ہے مرنے سے پہلے مرو۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نیند موت کی بہن ہے۔" اخ کا مطلب نظیر ہے، یعنی نیند موت کی مانند ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیند موت کی مانند ہے، کیونکہ موت کی حالت حیات

"قال النبی صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم کَمَا تَعِیشُونَ تَمُوتُونَ وَ کَمَا تَمُوتُونَ تُبعَثُونَ وَ کَمَا تُبعَثُونَ تُحشَرُونَ"

یعنی چنانچہ بزیید ہمچان بمیرید و چنانچہ بمیرید ھمچنان برانگیختہ شوید و چنانچہ برانگیختہ شوید ہم چنان حشر کردہ شوید، خواب نظیر مرگ است چنانچہ در بیداری باشید ہمچان درخواب باشید و چنانکہ درخواب باشید ھمچنان ازخواب بیدار شوید۔

اگر در حالت حیات مستغرق ومشغول در ذکر ومحبت وشوق عبادت حق تعالی باشید، ہمبران استغراق ومشغولی بمیرید وہمبران استغراق ومشغولی برانگیختہ شوید۔

بیت:

مپنداری کہ مہرت از دل عاشق رود ہرگز

چو میرد مبتلا میرد چو خیزد مبتلا خیزد

"وَالعَیاذُ بِاللہ مِنھا اگر در حالت حیات غافل از حق وشاغل بہ غیر حق باشد وقت مردن ھمچنان غافل دور ومھجور بمیرد وہمبران

کی حالت پر مبنی ہے اور حشر موت کی حالت پر مبنی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس طرح تم جیتے ہو، اسی طرح مرتے ہو، اور جس طرح مرتے ہو، اسی طرح اٹھائے جاؤ گے، اور جس طرح اٹھائے جاؤ گے، اسی طرح حشر میں لائے جاؤ گے۔"

یعنی جیسے تم جیتے ہو ویسے ہی مرتے ہو، اور جیسے مرتے ہو ویسے ہی اٹھائے جاتے ہو، اور جیسے اٹھائے جاتے ہو ویسے ہی حشر میں لائے جاتے ہو۔ نیند موت کی مانند ہے، جیسے تم بیداری میں ہو ویسے ہی نیند میں ہو، اور جیسے نیند میں ہو ویسے ہی نیند سے بیدار ہوتے ہو۔

اگر تم حیات کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر، محبت اور عبادت کے شوق میں مستغرق اور مشغول ہو، تو اسی استغراق اور مشغولیت کے ساتھ مرنا اور اسی استغراق اور مشغولیت کے ساتھ اٹھائے جانا۔

یہ نہ سمجھ کہ عاشق کے دل سے محبت کبھی جاتی ہے، وہ مبتلا مرتا ہے اور مبتلا ہی اٹھتا ہے۔

اور اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ اگر حیات کی حالت میں حق سے غافل اور غیر

حال برخیزد۔	حق میں مشغول ہو، تو مرتے وقت بھی اسی غفلت اور دوری میں مرے اور اسی حال میں اٹھے۔
چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار در کتاب خود نوشتہ است کہ خربندہ را پیک اجل در رسید و در بستر مرگ کشید در حالت نزع خر خود را آواز میداد و فریاد می کرد کہ خر گمشدہ من کہ یافت و ہمبران حال جان داد۔	ترجمہ: جیسا کہ شیخ فریدالدین عطار نے اپنی کتاب میں لکھا کہ ایک گدھے والے کو موت کا فرشتہ آیا اور اسے بستر مرگ پر کھینچ لایا۔ سکرات موت میں وہ اپنے گدھے کو آواز دیتا اور پکارتا تھا کہ میرا گمشدہ گدھا کس نے پایا، اور اسی حال میں اس نے جان دی۔
و بہ تسامع ثابت شدہ است کہ وقت سلطان سکندر وزیری معتبر بود۔	اور سنی سنائی بات سے ثابت ہے کہ سلطان سکندر کے وقت ایک معتبر وزیر تھا۔
سلطان اورا بہ تحصیل مال در تہیا کرہ فرستاد چون بہ کانسی چورہ رسید پیک اجلش در رسید و در سکرات موت افگند در حالت نزع فریاد می کرد: مال تہیا رسید یا نہ۔ ہم برین حال بود کہ جان از تنش جدا شد۔	سلطان نے اسے ہتیہ سے مال جمع کرنے کے لیے بھیجا۔ جب وہ کانسی چورہ پہنچا تو موت کا فرشتہ آیا اور اسے سکرات موت میں ڈال دیا۔ سکرات موت میں وہ پکارتا تھا: ہتیہ کا مال آیا یا نہیں؟ اسی حال میں اس کی جان تن سے جدا ہوئی۔
خدای داند کہ عاقبت او بہ چہ انجامید۔	خدا جانتا ہے کہ اس کا انجام کیا ہوا۔
بیت: یکی بود ست از خیاط مردی بہ وقت مرگ سوزن یاد کردی ہر آن چیزی کہ این دم میل داری بہ وقت مرگ ای جان یاد آری	ایک درزی تھا، موت کے وقت اس نے سوئی کو یاد کیا۔ جو چیز اس وقت تیری رغبت ہے، اے جان! موت کے وقت وہی یاد آئے گی۔

امثال این حکایت بسیار در کتاب دیدہ و از عزیزان شنیدہ ام۔	ایسی حکایات بہت سی کتابوں میں دیکھیں اور عزیزوں سے سنیں۔
آنجا کہ کس است حرفی بس است۔	جہاں ایک بات ہے، وہی کافی ہے۔
حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم خواب را نظیر مرگ گردانید۔	حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کو موت کی مانند قرار دیا۔
یعنی چنانچہ مردم در حالت حیات مستغرق و مشغول ذکر و شوق و محبت و عبادت حق تعالی در بیداری باشد بہ خواب ہمبران استغراق و مشغولی رود و ہمبران از خواب برخیزد۔	یعنی جیسے انسان حیات کی حالت میں اللہ کے ذکر، شوق، محبت اور عبادت میں مستغرق اور مشغول ہو، نیند میں بھی اسی استغراق اور مشغولیت میں جائے اور اسی طرح نیند سے بیدار ہو۔
پس این را باید کہ ہمیشہ در ذکر پاس انفاس و عبادت نفی خواطر باشد تا اورا استیلای ذکر دست دہد۔	لہٰذا اسے چاہیے کہ ہمیشہ سانسوں کے ذکر اور عبادت میں خواطر کی نفی کرے تا کہ اسے ذکر کا غلبہ حاصل ہو۔
شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز فرمود عبادت فقیر پاس انفاس است۔	شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا: فقیر کی عبادت سانسوں کی حفاظت ہے۔
یعنی ہر نفسی کہ بر می آید و فرو می رود آن را پاس دارد تا بی یاد و بی شوق و بی ذکر و بی محبت حق تعالی بر نیاید۔	یعنی ہر سانس جو نکلتی اور آتی ہے اس کی حفاظت کرے تا کہ وہ اللہ کے ذکر، شوق، محبت کے بغیر نہ نکلے۔
و مشائخ گفتہ اند کہ ”عِبادَۃُ الفَقِیرِ نَفیُ الخَواطِرِ“	اور مشائخ نے کہا کہ فقیر کی عبادت خواطر کی نفی ہے۔
یعنی عبادت فقیر نفی خواطر است۔ ہر چیز کہ غیر حق تعالی در دل وی بگذرد آن را نفی کند جز ذکر و یاد و شوق و مشغولی حق تعالی در دل	یعنی فقیر کی عبادت خواطر کی نفی ہے۔ جو کچھ غیر اللہ دل میں گزرے اسے نفی کرے، سوائے اللہ کے ذکر، یاد، شوق اور مشغولیت

چیزی دیگر را جای ندہد و ثابت ندارد۔	کے دل میں کوئی اور چیز جگہ نہ دے اور نہ قائم رکھے۔
چنانچہ شیخ محمد فخر الدین عراقی فرماید۔	چنانچہ شیخ محمد فخر الدین عراقی فرماتے ہیں۔
قطعہ: جز نقش نگار ہر چہ بینی از لوح ضمیر پاک بتراش باشد کہ ببینی ای عراقی در نقش وجود خویش نقاش	سوائے نگار کے نقش کے جو کچھ دیکھے، ضمیر کے لوح سے اسے صاف کردے۔ ہوسکتا ہے، اے عراقی، کہ تو دیکھے، اپنے وجود کے نقش میں نقاش کو۔
بزرگی دیگر ہم درین معنی می فرماید۔	ایک دوسرے بزرگ اسی معنی میں فرماتے ہیں۔
بیت: عروس چہرہ قرآن نقاب آن گاہ بگشاید کہ دار الملک ایمان را مجرد یابد از غوغا	قرآن کا چہرہ عروس اس وقت نقاب کھولتا ہے، جب ایمان کا دار الملک غوغا سے پاک پاتا ہے۔
و این اصلی ممہد و حشتی است کہ مردم بہ بیداری در ہر خیالی و مشغولی کہ باشد در خواب ہمبران خیالی و مشغولی بود و ہمبران خیال برخیزد۔	اور یہ ایک بنیادی اصول ہے کہ انسان بیداری میں جس خیال اور مشغولیت میں ہو، نیند میں بھی اسی خیال اور مشغولیت میں ہو، اور اسی خیال کے ساتھ بیدار ہو۔
چنانچہ کودکان در دبیرستان چون بہ بیداری قرآن خوانند و کتاب خوانند، خواندن در دل ایشان متمکن گشتہ است در خواب نیز پنج آیۃ یا دہ آیۃ یاد آید و از کتاب یک دو ورق می خوانند۔	جیسے بچے مدرسے میں بیداری میں قرآن اور کتاب پڑھتے ہیں، پڑھنا ان کے دل میں راسخ ہوجاتا ہے، نیند میں بھی پانچ یا دس آیات یاد آتی ہیں اور کتاب کے ایک دو صفحے پڑھتے ہیں۔
و عالم مدقق چون بہ بیداری در علم و حل مشکلات بود در خواب نیز نکات دقائق بیان	اور عالم دقیق جب بیداری میں علم اور مسائل کے حل میں مشغول ہو، نیند میں بھی

کند۔	دقیق نکات بیان کرتا ہے۔
و فقیر ربانی چون بہ بیداری دقایق معرفت و حقایق وحدانیت بیان کند در خواب نیز از حق گوید و حق را جوید و در عالم شوق و وجد پوید۔	اور فقیر ربانی جب بیداری میں معرفت کی دقتیں اور وحدانیت کی حقیقتیں بیان کرتا ہے، نیند میں بھی حق کی بات کرتا ہے، حق کو ڈھونڈتا ہے اور شوق و وجد کے عالم میں دوڑتا ہے۔
واللہ اعلم بالصواب۔	اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔
از اینجا حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم می فرمود: نوم العَالِم عِبادَۃ۔	اسی لیے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "عالم کی نیند عبادت ہے۔
حضرت رسالت ص صلی اللہ علیہ وسلم خواب را نظیر مرگ فرمود۔	حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند کو موت کی مانند قرار دیا۔
یحتمل بہ معنی آنکہ مومن چون بمیرد از حبس بشریت خلاص یابد و حواس ظاہری او معطل و مہمل شود و از کدورات ماسوی اللہ دل وی مزکّی و مصفا می گردد و بہ عالم مغایبات و مکاشفات میرسد تا روحانیان و کروبیان و ملائکہ را معاینہ می کند و با ایشان متکلم می شود۔	اس کے معنی یہ ہیں کہ مؤمن جب مرتا ہے تو بشریت کے قید سے آزاد ہوجاتا ہے، اس کے ظاہری حواس معطل اور غیر فعال ہو جاتے ہیں، اور غیر اللہ کی کدورتوں سے اس کا دل پاک اور صاف ہوجاتا ہے۔ وہ عالم غیب و مکاشفات تک پہنچتا ہے، جہاں وہ روحانیوں، کروبیوں اور ملائکہ کو دیکھتا اور ان سے گفتگو کرتا ہے۔
و ہم چنان خواب نظیر مرگ است بہ خواب نیز از قید بشریت و از بند ماسوی اللہ نجات می یابد و بہ عالم مغایبات و مکاشفات میرسد و روحانیان و ملائکہ را معاینہ می کند، و با ایشان متکلم می شود۔	اور اسی طرح نیند موت کی مانند ہے، کیونکہ نیند میں بھی وہ بشریت کے قید اور غیر اللہ کے بندھنوں سے نجات پاتا ہے، اور عالم غیب و مکاشفات تک پہنچتا ہے، جہاں وہ روحانیوں اور ملائکہ کو دیکھتا اور ان سے گفتگو

	کرتا ہے۔
ومؤمن چون بمراد جسد و روح آن مؤمن حقیقی بود نہ مجازی وصفت ایمان ومؤمن از او زایل نمی گردد، اگرچہ تصدیق و اقرار فی الحال موجود نہ۔	اور مؤمن جب مراد کے مطابق جسم و روح رکھتا ہے تو وہ حقیقی مؤمن ہوتا ہے، نہ کہ مجازی، اور ایمان ومؤمن کی صفت اس سے زائل نہیں ہوتی، اگرچہ اس وقت تصدیق و اقرار موجود نہ ہو۔
ہم چنیں مومن چون بہ خواب شود مومن حقیقی بود نہ مجازی۔	اسی طرح جب مؤمن نیند میں جاتا ہے تو وہ حقیقی مؤمن ہوتا ہے، نہ کہ مجازی۔
حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ترغیب کرد کہ مؤمن را باید کہ در حال حیات مستغرق و مشغول حق تعالی باشد تا ہمبران حال بمیرد و ہمبران حال برخیزد۔	حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے ترغیب دی کہ مؤمن کو چاہیے کہ حیات کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مستغرق اور مشغول رہے تا کہ اسی حال میں مرے اور اسی حال میں اٹھے۔
مؤمن را باید کہ در حالت بیداری مستغرق و مشغول حق تعالی باشد تا ہمبران حال بخسپد و ہمبران حال از خواب بیدار شود۔	مؤمن کو چاہیے کہ بیداری کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مستغرق اور مشغول رہے تا کہ اسی حال میں سوئے اور اسی حال میں نیند سے بیدار ہو۔
اگر آن حال مؤمن در خود نیابد گو ماتم خود را بدرد و خود را در مشغولی عبادت و استغراق طاعت در آرد۔	اگر مؤمن اپنے اندر یہ حال نہ پائے تو اپنے ماتم کو چاک کرے اور خود کو عبادت کی مشغولیت اور طاعت کے استغراق میں ڈالے۔
نہ ہمچون غافلان بخسپد و نہ ہمچون غافلان بمیرد کہ ہرگز روی دل بہ حق نیاوردہ و پشت بہ	نہ غافلوں کی طرح سوئے اور نہ غافلوں کی طرح مرے کہ اس نے کبھی دل کو حق کی

غیر حق دو تا نا کردہ و حق را نا شناختہ و از غیر حق برنخاستہ۔	طرف نہ موڑا، غیر حق سے پشت نہ پھیری، حق کو نہ پہچانا اور غیر حق سے نہ اٹھا۔
بعد از مردن غسال آید رویش سمت قبلہ آرد، را بہ درارد و بہ منکر ونکیر سپارد۔	مرنے کے بعد غسال آئے گا، اس کا رخ قبلہ کی طرف کرے گا، اسے کفنائے گا اور منکر ونکیر کے حوالے کرے گا۔
چون دلش از حق بیگانہ بود درین وقت روی گردانیدن بہ قبلہ چہ سود۔	جب اس کا دل حق سے بیگانہ تھا تو اس وقت رخ قبلہ کی طرف موڑنے سے کیا فائدہ؟
ہمدرین معنی شیخ فریدالدین عطار فرمود۔	اسی معنی میں شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں۔
مثنوی:	
پاک دینی گفت مستی حیلہ جوی مردہ را در نزع گردانند روی	پاک دین نے کہا کہ مستی حیلہ جوئی ہے، مردہ کا رخ سکرات میں قبلہ کی طرف موڑتے ہیں۔
پیش ازیں این بی خبر را بر دوام روی گردانیدہ بایستی مدام	اس سے پہلے اس بے خبر کو ہمیشہ، رخ ہمیشہ موڑنا چاہیے تھا۔
برگ ریزان شاخ بنشانی چہ سود روی او اکنون بگردانی چہ سود	پتوں جھڑنے والی شاخ کو لگانے سے کیا فائدہ؟ اب اس کا رخ موڑنے سے کیا فائدہ؟
ہر کرا این لحظہ گردانند روی او جب مردہ از او پاکی مجو	جس کا رخ اس لمحے موڑتے ہیں، وہ مردہ جیسا ہے، اس سے پاکیزگی نہ مانگ۔
عزیز من! چند روز کہ حیات باقی ست فرصت را غنیمت شمار و بہ خداوند خود روی آرو دل خود را از غیر حق فارغ دار۔	اے میرے عزیز! چند روز جو حیات باقی ہے، اس موقع کو غنیمت سمجھ اور اپنے رب کی طرف رخ کر، اور اپنے دل کو غیر حق سے فارغ کر۔

و اوقات عزیز کہ سرمایہ عمر است ضائع مگذار ہر نفسی کہ برمی آید در یاد و شوق دوست برآر۔	اور عزیز اوقات جو عمر کا سرمایہ ہیں، ضائع نہ کر۔ ہر سانس جو نکلتی ہے، دوست کی یاد اور شوق میں نکال۔
بیت: سعدیا عمر عزیز است بہ غفلت مگذار وقت فرصت نشود فوت مگر نادان را	اے سعدی! عمر عزیز ہے، اسے غفلت میں نہ گنوا، وقت کا موقع ضائع نہیں ہوتا سوائے نادان کے لیے۔
وبزرگی دیگری فرماید: خوش وقت آنکسان کہ شب وروز وروز وشب تسبیح وردشانست ہمین دوست دوست دوست	ایک دوسرے بزرگ فرماتے ہیں۔ خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو رات دن اور دن رات، ان کا ورد تسبیح ہے بس دوست، دوست، دوست۔
ودل را از اندیشہ غیر حق نگاہ دار و بہ کسی و بہ چیزی مسپار تا گردی مقبول کردگار و شوی بہ عالم نامدار۔	اور دل کو غیر حق کے خیالات سے بچا اور کسی کو یا کسی چیز کو نہ سونپ تا کہ تو پروردگار کا مقبول بنے اور عالم میں نامور ہو۔
و مستغنی باشی از یک ابنای روزگار و نباشد ترا بہ ہیچ مخلوق افتقار۔	اور تو زمانے کے لوگوں سے بے نیاز رہے اور کسی مخلوق کے سامنے محتاج نہ ہو۔
"عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: قَالَ اِنَّ اللّٰہ تعالی یَقُولُ یَا ابنَ آدَم تَفَرَّغ قَلبَکَ لِعِبَادَتِی اَملاَ صَدرَکَ غِنَاءً وَ اَشُدَّ فَقرَکَ وَ اَن لَا تَفعَل اَملَاَیدَکَ شُغلاً وَ لَم اَشُدَّ فَقرَکَ"	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اے ابن آدم! اپنا دل میری عبادت کے لیے فارغ کر، میں تیرا سینہ بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو دور کروں گا۔ اور اگر تو ایسا نہ کرے تو میں تیرے ہاتھ کو کام سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو دور نہ کروں گا۔"

در حدیث قدسی حق تعالی می فرماید: ای فرزند آدم فارغ دار دل خود را برای عبادت من تا پر کنم دل تو از غنا یعنی ترا بی نیاز گردانم از خلق و ببرم فقر تو۔	حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! اپنا دل میری عبادت کے لیے فارغ کر، میں تیرے دل کو بے نیازی سے بھر دوں گا، یعنی تجھے مخلوق سے بے نیاز کروں گا اور تیری محتاجی کو دور کروں گا۔
و اگر فارغ نگردانی دل خود را برای عبادت من پر گردانم دست تو بہ کار و نبرم از تو فقر تو۔	اور اگر تو اپنا دل میری عبادت کے لیے فارغ نہ کرے تو میں تیرے ہاتھ کو کام سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو دور نہ کروں گا۔
"و قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تَفَرَّغُوا مِن ھُمُومِ الدُّنیا مَا استَطَعتُم" یعنی فراغ جوئید و فراغ دارید خود را از ہموم وغموم دنیا مادام کہ بتوانید۔	اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جہاں تک ہو سکے، دنیا کے غموں اور فکر سے خود کو فارغ رکھو۔"
شیر نری و شیر مردی۔ باید کہ چست از ہموم و غموم دنیای دون مردانہ بیرون آید و دل خود را بہ خبث دنیا نیالاید و گوی دولت از میدان سعادت برباید۔	نر شیر اور مردانہ شیر بن۔ چاہیے کہ دنیا کے پست غموں اور فکر سے مردانہ طور پر باہر نکلے، اپنے دل کو دنیا کی ناپاکی سے آلودہ نہ کرے، اور سعادت کے میدان سے دولت کا گوئی چھین لے۔
ہر سستی و نادرستی و سقیمی و لئیمی این راہ را نشاید۔ رباعی:	اس راہ میں کوئی سستی، نادرستی، بیماری اور کمینہ پن نہیں چلتا۔
چیست دنیا خاکدانی کہنہ ویرانہ ای غصہ جای محنت آبادی ملامت خانہ ای	دنیا کیا ہے؟ ایک پرانا کھنڈر خاکدان، غم کی جگہ، محنت کی آبادی، ملامت کا گھر۔
ہر لئیمی ناسزایی ترک دنیا می کند سرفرازی را رسد دریا دلی مردانہ ای	ہر کمینہ ناسزا دنیا کو چھوڑتا ہے، سرفرازی اسے ملتی ہے جو مردانہ دل رکھتا ہے۔

بزرگی دیگری فرماید: حال دنیا باز پرسیدم من از فرزانه ای گفت یا خوابیست یا بادیست یا افسانه ای باز گفتم حال آنکس گو کہ دروی دل بست گفت یا غول است یا دیو است یا دیوانه ای	ایک اور بزرگ فرماتا ہے: میں نے ایک دانا سے دنیا کا حال پوچھا، اس نے کہا: یہ یا خواب ہے، یا ہوا ہے، یا افسانہ۔ میں نے پھر کہا: اس کا حال بتا جو اس سے دل لگائے، کہا: وہ یا غول ہے، یا دیو ہے، یا دیوانہ۔
روایت کردہ اند از ابن مسعود رضی اللہ عنہ بہ درستی کہ خفتہ بود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بر بوریای درشت و اثر آن بوریا در وجود مبارک پیدا شدہ بود۔	ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کھردری بوریا پر سو رہے تھے اور اس بوریا کے نشانات آپ کے مبارک جسم پر پڑ گئے تھے۔
پس گفت ابن مسعود یا رسول اللہ فا گر فرمائی ما بگستر انیم و راست کنیم برای شما نیکوترین و بہترین جای خفتن شما۔	تو ابن مسعود نے کہا: یا رسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے لیے بہترین اور آرام دہ بستر تیار کریں۔
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: مَالِي وَ لِلدُّنيا وَ مَا اَنَا وَ لِلدُّنيا اِلَّا كَرَاكِبٍ استَظَلَّ تحت شجرۃ ثُمَّ تَرَكَهَا وَ رَاحَ“	تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میرا اور دنیا کا کیا تعلق؟ میں اور دنیا کیا؟ بس ایک سوار کی مانند ہوں جو ایک درخت کے سائے تلے آرام کرتا ہے، پھر اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔"
”و لام“ در” للدنیا “ بمعنی مع است“ و مالی مالی اللہ وَ اَنَا مانا فيه“ است یعنی نیست مرا با دنیا الفتی و محبتی تا رغبت کنم من در دنیا۔	اور لام " کا لفظ یہاں مع " کے معنی میں ہے۔ میرا اور اللہ کا مال، اور میں اس میں ہوں، یعنی مجھے دنیا سے کوئی الفت یا محبت نہیں کہ میں اس کی طرف رغبت کروں۔

و روا باشد کہ ما استفہامیہ بود یعنی کدام الفت و محبت است مرا با دنیا تا رغبت کنم من بدان۔	اور مناسب ہے کہ ما " استفہامیہ ہو، یعنی مجھے دنیا سے کون سی الفت اور محبت ہے کہ میں اس کی طرف رغبت کروں؟
و نیست مثل من و مثل دنیا مگر ہم چون سواری کہ طلب کند سایہ را زیر درختی پس قدری استراحت کرد و برود و ترک کند درخت را و سایہ را ہمان جا۔	اور میری اور دنیا کی مثال اس سوار کی سی ہے جو ایک درخت کے سائے کی تلاش میں آتا ہے، کچھ دیر آرام کرتا ہے، پھر اسے چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور درخت اور اس کے سائے کو وہیں چھوڑ دیتا ہے۔
چون مقتدای ما و سرور ما با دنیای دون الفتی و محبتی نکرد و ما را نشاید کہ دنیا را مالوف و مونس و محبوب خود سازیم۔	جب ہمارے پیشوا اور سردار نے دنیا سے کوئی الفت اور محبت نہ رکھی تو ہمیں بھی نہیں چاہیے کہ ہم دنیا کو اپنا مانوس اور محبوب بنائیں۔
و بہ متابعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نپردازیم۔	اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت نہ کریں۔
فردای قیامت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم را چہ روی نمائیم و این مخالفت را چہ جواب گوئیم کہ فرمان خدای تعالی بر ما است: ”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ“	قیامت کے دن ہم حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا منہ دکھائیں گے اور اس مخالفت کا کیا جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہم پر ہے: " کہو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔"
جسارت در مخالفت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم موجب خجالت و خواری آخرت است۔	حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی جرات آخرت کی شرمندگی اور ذلت کا باعث ہے۔

"عن عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا قالَت
قَالَ لی رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ سَلَّمَ یا
عائشة ان اردت الحوق لی
فلیکفیک من الدنیا کزاد الراکب و
ایاک مجالسة الاغنیاء وَ لاَ
تَستَخلِفِی ثوباحَتّٰی تَرقَعِیہ۔"

روایت کردہ شدہ است از عائشہ رضی اللہ
تعالی عنہا کہ گفت مرا رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم: ای عائشہ اگر خواہی تو کہ بہ پیوندی
فردای قیامت بہ من، پس گو بسندہ کند ترا از
دنیا مثل توشہ راکب و بہ پرہیز از ہم نشینی
اغنیا و پس مگذ ارجامہ کہنہ را تا پیوند نکنی آن
را۔

خواست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدین
حدیث ترغیب وتحریص عائشہ رضی اللہ عنہا
برترک دنیا واختیار قناعت۔

"قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم:
اقتَرَبَ السَّاعَةُ وَ لاَ یَزدَادُ عَلَی الدّنیا
الاّحِرصًا وَلاَیزدادُ منهم الاّ بعداً"

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھ سے فرمایا: "اے عائشہ! اگر تو چاہتی
ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے ملے تو دنیا
سے سوار کے توشے کے برابر لے، اور
امیروں کی مجلس سے بچو، اور کوئی کپڑا اس
وقت تک نہ پھینکو جب تک اسے پیوند نہ
لگاؤ۔"

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ
انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھ سے فرمایا: "اے عائشہ! اگر تو چاہتی
ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے ملے تو دنیا
سے سوار کے توشے کے برابر لے، امیروں
کی ہم نشینی سے پرہیز کر، اور پرانے
کپڑے کو اس وقت تک نہ پھینک جب
تک اسے پیوند نہ لگائیں۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث
سے عائشہ رضی اللہ عنہا کو دنیا ترک کرنے
اور قناعت اختیار کرنے کی ترغیب اور
تحریص دی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت
قریب آ گئی ہے، اور لوگ دنیا کے لیے حرص
کے سوا کچھ نہیں بڑھاتے، اور اس حرص سے

یعنی نزدیک شدہ است قیامت و زیادت
نمی کنند مردمان مگر آرزوی حرص بر دنیا و
زیادت نمی کنند آن حرص دنیا ایشان را مگر
دوری از حق تعالی العیاذ باللہ منہا۔

صبوری بی ضروری در دوری از حق تعالی تا
چند حق آزاری و ہوا پردازی و خود پرستی تا
کی۔

بیت:

حدیث کودکی وخود پرستی
رہا کن کان خماری بود و مستی

ناگاہ پیک اجل در رسد و در بستر مرگ کشد و
از تو حق تعالی بی واسطہ پرسد "یا عَبدِی
طَهرتَ مَنظَرَ الخَلاَئِقِ سِنِینَ هَل
طَهرتَ مَنظَرِ سَاعَةً فِیمَا افنیت
عمرک"

یعنی ای بندۂ من پاک داشتی ظاہر خود را
سالہا کہ آن منظر خلق است۔ آیا ہست کہ
پاک داشتی باطن خود را کہ منظر من است؟
ایک ساعت از اقذار ہموم وغموم وحرص و
محبت دنیای جیفہ واز لوث غیر ما۔ پس در چہ
صرف کردی عمر خود۔ در این خطاب چہ گوئی
جواب پیر دستگیر خود این

یعنی قیامت قریب آ گئی ہے، اور لوگ دنیا
ان کی دوری کے سوا کچھ نہیں بڑھتا۔ کے
حرص کی خواہش کے سوا کچھ نہیں بڑھاتے،
اور وہ دنیا کا حرص ان کی اللہ تعالی سے دوری
کے سوا کچھ نہیں بڑھاتا۔ اس سے اللہ کی پناہ
مانگتے ہیں۔ غیر ضروری صبر سے اللہ تعالی
سے دوری تک کب تک؟ حق کو آزردہ کرنا،
ہوس پرستی اور خود پرستی کب تک؟

بچپن اور خود پرستی کی بات، چھوڑ دے کہ یہ
خمار اور مستی تھی۔

اچانک موت کا فرشتہ آئے گا اور تجھے بستر
مرگ پر کھینچے گا، اور اللہ تعالی بلا واسطہ تجھ
سے پوچھے گا: "اے میرے بندے! تو
نے برسوں مخلوق کے لیے اپنا ظاہر پاک
رکھا، کیا تو نے ایک ساعت بھی میرے لیے
اپنا باطن پاک کیا؟ تو نے اپنی عمر کہاں
صرف کی؟"

اے میرے بندے! تو نے برسوں اپنے
ظاہر کو پاک رکھا کیونکہ وہ لوگوں کا منظر
ہے۔ کیا تو نے اپنے باطن کو بھی پاک رکھا جو
میرا منظر ہے؟ ایک ساعت کے لیے بھی کیا
تو نے خود کو دنیاوی خواہشات، غموں، حرص
اور ناپاک محبت سے پاک کیا؟ تو نے اپنی

رباعی سماع است۔

رباعی:

ای عمر تبہ کردہ ببازی بازی
صد گونہ گنہ کردہ بادزی بازی
ہم موی سپید کردی آسان آسان
ہم نامہ سیہ کردہ ببازی بازی

و این دو بیت تیز از پیر دستگیر خود سماع است۔

اگر فردا بپرسند از نکویی
چہ آوردی چہ داری چہ گویی
بہ غفلت می گزاری روزگاری
مگر در گور خواہی کرد کاری

عزیز من! حیف عظیم و دریغ جسیم بود کہ دل خود را کہ آئینہ جمال بی چون و مہبط انوار الہی و معدن اسرار نامتناہی و عرش حق تعالی است بہ زنگار حب و حرص دنیای جیفہ کثیفہ فانی و بہ اندیشہ زید و بکر مکدر و بی صفا و مزبلہ گردانی۔

بیت:

تنت بنیان رب شد تا درو عرش خدا باشد
تو دایم دل بر آن داری کہ مبرز گردد آن بنیان

و آن عرش حق تعالی را چون فرش پایمال ہموم

کیا کہتا ہے؟ میرے پیر دستگیر کا جواب یہ رباعی ہے جو خود سماع ہے۔

عمر کس چیز میں صرف کی؟ اس خطاب میں اے عمر کو کھیل میں ضائع کرنے والے، سو طرح کے گناہ کھیل کے ہوا میں اڑانے والے۔ تو نے بال سفید کیے آسانی سے، اور اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا کھیل کھیل میں۔

اور یہ دو بیت بھی اپنے پیر دستگیر سے سنی ہیں:

اگر کل تیرے پیر نے نیکی کا سند مانگا،
تو کیا لایا، کیا ہے تیرے پاس، کیا کہے گا؟
تو غفلت میں زمانہ گزارتا ہے، کیا قبر میں جا کر کوئی کام کرے گا؟

اے میرے عزیز! بہت بڑا افسوس اور عظیم حسرت ہے کہ تو اپنے دل کو، جو بے مثل جمال کا آئینہ، الہی انوار کا محل نزول، لامتناہی اسرار کا معدن اور اللہ تعالی کا عرش ہے، دنیا کی گندگی، حرص اور محبت کے زنگ سے، زید و بکر کے خیالات سے مکدر، بے صفا اور کوڑا دان بنائے۔

تیرا تن رب کی بنیاد بنا تاکہ اس میں خدا کا عرش ہو، تو ہمیشہ اس بات پر ہے کہ وہ بنیاد ناپاک ہو جائے۔

اور اس اللہ تعالی کے عرش کو تو دنیا کے پست

و غموم دنیای دنی و اشتغال لایعنی سازی و بہ قول حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نپردازی۔

"قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَرَمُ اللّٰہِ وَ حَرَامٌ عَلَی حَرَمِ اللّٰہِ اَنْ یَلِجَ فِیہِ غَیرُ اللّٰہِ"

مصراع:

خانہ خالی کن و بگذار کہ این جای کسی است

صاحب شرع سخنی کہ گوید بہ گزاف و ہزل و بی فایدہ نگوید و اخبار از شارع موکدترین امر است۔

فرمود صلی اللہ علیہ وسلم کہ دل مؤمن حرم خدای تعالی است یعنی محل اسرار و انوار معرفت و محبت و شوق حق تعالی است و حرام است بر حرم خدای تعالی کہ در آید درو غیر خدای تعالی۔

مصراع:

گر جز تو باشد دیگری با دیدہا بیرون کنم

و مقصود صاحب شرع ازین اخبار آن است کہ مؤمن را شاید و باید کہ دل خود را بہ غیر خدای تعالی نیالاید و در پاسبانی دل مہما امکن مبالغہ نماید تا غیر حق بہ دلش در نیاید و نقد وقت

غموں اور لایعنی مشغولیتوں کا فرش بناتا ہے اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تعمیل نہیں کرتا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مؤمن کا دل اللہ کا حرم ہے، اور اللہ کے حرم میں غیر اللہ کا داخل ہونا حرام ہے۔"

گھر خالی کر اور چھوڑ دے کہ یہ کسی کی جگہ ہے۔

شریعت کے صاحب جو بات کہتے ہیں وہ بے فائدہ، ہزل یا فضول نہیں کہتے، اور شارع سے خبریں سب سے زیادہ پختہ امر ہیں۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مؤمن کا دل اللہ تعالی کا حرم ہے، یعنی معرفت، محبت اور شوق حق تعالی کے اسرار اور انوار کا محل ہے، اور اللہ کے حرم میں غیر اللہ کا داخل ہونا حرام ہے۔

اگر تیرے سوا کوئی اور ہو تو اسے آنکھوں سے باہر کروں گا۔

اور شریعت کے صاحب کا اس خبر سے مقصد یہ ہے کہ مؤمن کو چاہیے کہ اپنے دل کو غیر اللہ سے آلودہ نہ کرے اور دل کی پاسبانی میں حتی الامکان مبالغہ کرے تاکہ غیر حق اس

اونر باید۔

رباعی:

ای ہر کہ زغوغا نزہد وای برو
بر خلق جہان دل بنہد وای برو
بر دست فقیر نیست نقدی جز وقت
آن نیز گر از دست دہد وای برو

بیت:

خانہ خالی یافت از غوغا وشور
شور وغوغا کرد ورخت آنجا نہاد

دلی کہ غافل از حق وشاغل بہ غیر حق، حق را نشاید۔ خوش گفت آنکہ گفت۔

بیت:

اگر صد جان بری از من حلال است
وگر یک دم زنم بی تو حرام است

ہیہات ہیہات غافل از حق وشاغل بہ غیر حق تا کی وبہ مخلوق نزدیکی و یگانگی واز خالق دوری ومہجوری و بیگانگی ودر تیہ غفلت اضطرابی وسرگردانی تا چند۔

مصراع:

ولی حدی است آخر این جفا را

خوش می گوید آن مست شراب شوق حضرت غفار یعنی شیخ فریدالدین عطار۔ مثنوی:

از قدم تا فرق نعمت ہای اوست

کے دل میں داخل نہ ہو اور اس کا وقت کا نقد نہ چھین لے۔

اے وہ جو غوغا سے نہ بچے، اس پر وائے،
جو دنیا کی مخلوق پر دل لگائے، اس پر وائے،
فقیر کے ہاتھ میں وقت کے سوا کوئی نقد نہیں، اگر وہ بھی ہاتھ سے گنوا دے، اس پر وائے۔

گھر کو غوغا اور شور سے خالی پایا،
شور وغوغا کیا اور وہاں رخت رکھا۔

وہ دل جو حق سے غافل اور غیر حق میں مشغول ہو، حق کے لائق نہیں۔ اچھی بات کہی اس نے جس نے کہا:

اگر سو جانیں لے جاؤں تو حلال ہے، اور اگر ایک سانس بھی تیرے بغیر لوں تو حرام ہے۔

: ہائے ہائے! حق سے غفلت اور غیر حق میں مشغولیت کب تک؟ مخلوق سے قربت اور یگانگت، اور خالق سے دوری، مجوری اور بیگانگی کب تک؟ اور غفلت کے صحرا میں اضطراب اور سرگردانی کب تک؟

لیکن اس جفا کی بھی ایک حد ہے آخر۔

شیخ فریدالدین عطار، جو شوق حضرت غفار کی شراب سے مست ہے، خوب کہتا ہے:

سر سے پاؤں تک اس کی نعمتیں ہیں،

عرضہ دہ با خویش نعمت ہای دوست
حق ترا پرورد با صد عز وناز
تو ز نادانی بہ غیرش ماندہ باز
تا بدانی از کہ دور افتادہ ای
در جدایی بس صبور افتادہ ای

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: كُونُوا فِي الدُّنيا اَضيافًا وَاتَّخِذُوا المَسَاجِدَ بُيوتًا وَعَوِّدُوا قُلُوبَكُمْ الرِّقَّةَ وَاَكثِرُوا التَّفَكُّرَ وَالبُكَاءَ وَلَا تَختَلِفُونَ بِكُم الهَوَاءَ"

پیغامبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم خطاب بہ صحابہ یا بہ امت یعنی باشید در دنیا مہمان یعنی دنیا را مقر وماوای خود نسازید و دل بہ دنیا مبندید و بہ دنیا اصراف وفضولی مکنید کہ مہمان را فضولی نباید بلکہ ضروری ولابدی اکتفا نماید۔

وبگیرید مساجد را خانہا یعنی مساجد را ملازم گیرید ہمچون ملازمت خانہ و عادت کنید دل ہای خود را نرمی و بسیار کنید تفکر یعنی اندیشہ بسیار کنید کہ از کجا بید وبکجا افتادہ اید و از کہ دور و مہجور ماندہ اید و بہ کہ و بہ چہ مشغول گشتہ اید۔

اپنے ساتھ دوست کی نعمتوں کو پیش کر۔
حق نے تجھے سو عزت وناز سے پالا،
تو نادانی سے غیر کے پیچھے رہ گیا۔
تا کہ تو جانے کہ تو کس سے دور پڑا،
جدائی میں تو بہت صبر سے پڑا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا میں مہمان بن کر رہو، مساجد کو اپنا گھر بناؤ، اپنے دلوں کو نرم رکھو، اور بہت زیادہ سوچو اور روؤ، اور اپنی خواہشات کے پیچھے نہ پڑو۔"

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ یا امت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تم دنیا میں مہمان کی طرح رہو، یعنی دنیا کو اپنا مستقل ٹھکانہ اور مسکن نہ بناؤ، اور نہ ہی دنیا سے دل لگاؤ، اور نہ دنیا میں اسراف اور فضول خرچی کرو، کیونکہ مہمان کو فضول خرچی نہیں کرنی چاہیے بلکہ وہ ضروری اور ناگزیر چیزوں پر اکتفا کرے۔

مساجد کو اپنا گھر بناؤ، یعنی مساجد سے وابستگی رکھو جیسے گھر سے وابستگی ہوتی ہے۔ اپنے دلوں کو نرم رکھو اور بہت زیادہ غور وفکر کرو کہ تم کہاں سے آئے ہو، کہاں جا رہے ہو، کس سے دور اور جدا ہو گئے ہو، اور کس چیز یا کس

کے ساتھ مشغول ہو گئے ہو۔

و برای چه آفریده شده اید و سرمایه عمر در چه گزرانیده اید و از مقصود چه حاصل کرده آید و از مطلوب چه نشان یافته آید پس در این ماتم بسیار گریه کنید۔

اور یہ کہ تم کس مقصد کے لیے پیدا کیے گئے ہو، اپنی عمر کا سرمایہ کس طرح صرف کیا، اپنے مقصود سے کیا حاصل کیا، اور اپنے مطلوب کی کیا نشانی پائی، اس ماتم پر بہت روؤ۔

چه خوش گفت آنکه گفت: بیت:

از نکته مقصود نشد فهم حدیثی
لا دین ولا دنیایی کار بماندیم

در اختلاف نه افکند و سرگردان نگرداند شما را آرزوهای شما۔

قطعه:

خبر داری که در خلوت چرا سر در گریبانم
معمای طریقت را درین تخته همی خوانم
درین اندیشه فرسودم که از بهر چه موجودم
کی ام چونم کجا بودم چه چیز است این دل و جانم

خوب کہا اس نے جس نے کہا:
ہم مقصود کی بات نہ سمجھ سکے،
نہ دین پایا نہ دنیا، بے کار رہ گئے۔

تمہاری خواہشات تمہیں اختلاف اور سر گردانی میں نہ ڈالیں۔

کیا تمہیں خبر ہے کہ تنہائی میں کیوں سر جھکائے ہوں؟ میں طریقت کے راز اس تختی پر پڑھتا ہوں۔
اس فکر میں گھلا کہ میں کس لیے موجود ہوں، میں کون ہوں، کیسا ہوں، کہاں تھا، یہ دل و جان کیا ہیں؟

هیهات هیهات در میدان هوا و شهوت سرگردانی و از خمار شراب غفلت حیرانی و از هموم و غموم دنیای فانی و از کدورت نفسانی و از کردار و گفتار لایعنی پریشانی و در تیه حیرت حیرانی و بی دوست زندگانی و از فعال و اقوال بد و احوال خود پشیمانی تا چند۔

ہائے ہائے! ہوس اور خواہشات کے میدان میں سرگردانی، غفلت کی شراب کے نشے میں حیرانی، دنیاوی غموں اور فکر سے پریشانی، نفسانی کدورت سے، بے فائدہ گفتار و کردار سے، حیرت کے صحرا میں سرگردانی، بے دوست زندگی، اور اپنے برے اعمال،

اقوال اور احوال پر پشیمانی کب تک؟

خوش می گوید شیخ الوقت شیخ فرید الدین عطار:

مثنوی:

ای زغفلت غرقه در دریای آز
می ندانی از که می مانی تو باز
هر دو عالم در لباس تعزیت
اشک می بارند و تو در معصیت

شیخ فرید الدین عطار خوب کہتا ہے:

اے وہ جو غفلت میں آز کے سمندر میں ڈوبا ہے، تو نہیں جانتا کہ کس سے پیچھے رہ گیا۔
دونوں جہان ماتم کے لباس میں ہیں، آنسو بہا رہے ہیں اور تو گناہوں میں ڈوبا ہے۔

"قال النبی صلی الله علیه وسلم: إنَّ الدُّنیا حلوَة خَضرَة وَإنَّ اللّٰه مُستَخلِفکُم فِیهَا نَاظِرٌ کَیفَ تَعمَلُونَ"
یعنی به درستی دنیا شیرین و زیبا و دلرباست و خدای مستخلف شماست یعنی یکی را می برد و به جای وی دیگری را می آرد و کسی را جاوید در دنیا نمی گذارد۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک دنیا میٹھی اور سرسبز ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں جانشین بناتا ہے اور دیکھتا ہے کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔"
یعنی دنیا واقعی شیریں، خوبصورت اور دل ربا ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں جانشین بناتا ہے، یعنی ایک کو لے جاتا ہے اور اس کی جگہ دوسرے کو لاتا ہے، اور کوئی دنیا میں ہمیشہ نہیں رہتا۔

پس خدای تعالی ناظر عمل شماست از نیک و بد که چگونه عمل کنید۔

پس اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کا ناظر ہے، نیک اور بد، کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

این حدیث حث است۔ بدان که مؤمن را شاید و باید که به لذات و شهوات و زیبایی و دلربایی دنیا دون که منظر او سراب و مسکن او خراب بود و نابود و وجود او آخر معدوم۔

یہ حدیث ترغیب دیتی ہے۔ جان لو کہ مؤمن کو چاہیے کہ دنیا کی لذتوں، ہوسوں، خوبصورتی اور دل ربائی سے دھوکہ نہ کھائے، کیونکہ اس کا منظر سراب ہے، اس کا مسکن تباہ ہے، وہ خود فنا ہونے والی ہے، اور اس کا

	وجود آخر کار معدوم ہوجائے گا۔
وشیرینی او آخر چون حنظل تلخ وظاہر او چون ظاہر حنظل زیبا و باطن او چون باطن حنظل زشت۔	اور اس کی مٹھاس آخر کار حنظل (کڑوی چیز) کی طرح تلخ ہے، اس کا ظاہر حنظل کی طرح خوبصورت اور اس کا باطن حنظل کی طرح بدصورت ہے۔
ہیچ عاقل ہرگز دل در وی نیست و ہیچ غافل ہرگز از قید ومکر او نرست و ہیچ دانا بہ او فریفتہ و مغرور نشود۔	کوئی عقلمند اس سے دل نہیں لگاتا، کوئی غافل اس کے جال اور فریب سے نہیں بچتا، اور کوئی دانا اس سے دھوکہ نہیں کھاتا اور مغرور نہیں ہوتا۔
وآن را ماوای ومسکن خود نسازد و بہ زیبائی و دلربائی وی نپردازد۔	اور اسے اپنا ٹھکانہ یا مسکن نہ بنائے، اور اس کی خوبصورتی اور دل ربائی کی طرف متوجہ نہ ہو۔
بیت: چون درین زندان بسی نتوان نشست خویشتن را باز کش از ہرچہ ہست	جب اس قید خانے میں زیادہ دیر نہیں بیٹھا جاسکتا، تو اپنے آپ کو ہر اس چیز سے دور رکھ جو ہے۔
بزرگی دیگری فرماید: دنیا چو رباط تو در آن رہگذری زنہار در و رنج فراوان نبری تو مرد مسافری و دنیا چو رباط بگذر ز رباط چون تو مردی سفری	ایک اور بزرگ فرماتا ہے: دنیا ایک سرائے ہے، تو اس میں راہگیر ہے، خبردار! اس میں زیادہ رنج نہ اٹھا۔ تو ایک مسافر ہے اور دنیا ایک سرائے، اس سرائے سے گزر جا کیونکہ تو ایک سفر کرنے والا ہے۔
"قال النبی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم: لِیکُن بَلاغُ اَحَدِکُم مِنَ الدُّنیا کَزَادِ الرَّاکِبِ"	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے ہر ایک کے لیے دنیا سے اتنا ہی کافی ہے جتنا

	ایک سوار کا توشہ۔"
پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کو باشد کفایت یکی از شما از دنیا ہمچو توشہ سوار یعنی سوار رہگذری مقدار کفایت و لابدی در فتراک آویزد۔	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کے لیے دنیا سے اتنا ہی کافی ہے جتنا ایک راہگیر سوار کا توشہ، یعنی وہ صرف ضروریات کو اپنے ساتھ رکھتا ہے۔
واز فضولی وغیر لابدی پرہیز دو شما نیز در دنیا بہ مقدار ضروری و لابدی اکتفا کنید چنانچہ در سفر یدوراہ گزریدوراہ گذری باید کہ فضولی و غیر لابدی احتراز نماید۔	اور غیر ضروری اور فضول چیزوں سے پرہیز کرتا ہے۔ تم بھی دنیا میں صرف ضروریات پر اکتفا کرو، جیسے ایک مسافر سفر میں کرتا ہے، اور راہگیر کو چاہیے کہ غیر ضروری چیزوں سے بچے۔
وشما نیز خود را گرانبار مسازید۔	اور تم بھی اپنے آپ کو غیر ضروری بوجھ سے نہ لادو۔
"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاکیا عن اللہ تعالی: یَا ابنَ آدَم نَجَنِی المُخفَفُونَ وَھَالِکَ المُثقَلُونَ"	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: "اے ابن آدم! ہلکے لوگ نجات پاتے ہیں اور بھاری لوگ ہلاک ہوتے ہیں۔"
یعنی ای فرزند آدم! نجات یافتند سبکباران وہلاک گشتند گران باران۔	"اے ابن آدم! نجات پائے وہ جو ہلکے بوجھ والے تھے، اور ہلاک ہوئے وہ جو بھاری بوجھ والے تھے۔"
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاکیا عن اللہ تعالی یاابن آدم عندک ما یکفیک وانت تطلب مایطغیک۔	"اے ابن آدم! تیرے پاس وہ ہے جو تجھے کافی ہے، اور تو اس کی طلب کرتا ہے جو تجھے سرکشی اور نافرمانی میں ڈالے۔"

رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: ای فرزند آدم! نزدیک تو مقداری ست کہ کفایت کند ترا و تو طلب می کنی مقداری کہ در پی فرمانی وعصیان آرد۔

اے ابن آدم! تیرے پاس وہ مقدار ہے جو تجھے کافی ہے، اور تو اس مقدار کی طلب کرتا ہے جو تجھے نافرمانی اور گناہ میں ڈالے۔

"قال النب علیہ الصلاۃ والسلام: طُوبَی لِمَن رُزِقَ کِفَافًا وَ یَقنَعَهُ اللّٰہُ بِمَا آتَاہُ"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خوشخبری اس کے لیے جسے کفاف (ضروریات) کا رزق دیا جائے اور اللہ اسے اس پر قناعت عطا فرمائے۔"

رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: خنک باد مر کسی را کہ رزق دادہ شود او را مقدار لابدی و کفایت و قناعت کناند خدای تعالی او را بہ چیزی کہ دادہ است او را۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خوشخبری اس کے لیے جسے ضروریات اور کفایت کا رزق دیا جائے اور اللہ تعالیٰ اسے اسی پر قناعت عطا فرمائے۔

عزیز من! اگر لذت وعزّت قناعت بچشی و بدانی بہ خدای خدا کہ ہرگز بطمع سر بہ سلاطین فرو نیاری و حاصل دنیا را نجوی۔

اے میرے عزیز! اگر تو قناعت کی لذت اور عزت چکھ لے اور اللہ کی قسم جان لے کہ تو کبھی لالچ میں بادشاہوں کے سامنے سر نہیں جھکائے گا اور دنیا کی حاصلات کی تلاش نہیں کرے گا۔

بیت:

اگر ز خوان گدایان نوالہ ای بچشی
بہ حبہ ای نشماری ہزار سلطان را

اگر تو فقیروں کے دسترخوان سے ایک نوالہ چکھ لے، تو ایک دانے کے بدلے ہزار سلطانوں کو نہ گنے گا۔

بزرگی دیگری فرماید:

گنج آزادگی و کنج قناعت ملکی ست
کہ بہ شمشیر میسر نشود سلطان را

ایک اور بزرگ فرماتا ہے: آزادگی کا خزانہ اور قناعت کا گوشہ ایک ایسی سلطنت ہے جو تلوار سے بھی سلطان کو میسر نہیں ہوتی۔

مراد از خوان گدایان قناعت است با عالی ہمتی درویشان۔

فقیروں کے دسترخوان سے مراد قناعت ہے جو درویشوں کی عالی ہمتی کے ساتھ ہوتی ہے۔

بیت:

آنجا کہ قبول آمد درویش مسلمان را
یک حبہ نمی ارزد صد ملک سلیمان را

جہاں درویش مسلمان کو قبولیت ملتی ہے، وہاں ایک دانہ بھی سو سلیمان کی سلطنت کے برابر نہیں۔

قناعت آن نیست کہ بہ نان یا بستر عورت یا بلنگوتہ بہ کوزہ آب اکتفا کنی بلکہ قناعت آن است کہ بذکر و محبّت و شوق حق تعالی و بہ حق اکتفا کنی۔

قناعت یہ نہیں کہ تو صرف روٹی، سادہ بستر یا پانی کے گھڑے پر اکتفا کرے، بلکہ قناعت یہ ہے کہ تو اللہ تعالی کے ذکر، محبت اور شوق پر اکتفا کرے اور صرف حق پر راضی ہو۔

و بہ کونین التفات نکنی و قدم بر اتباع حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم زنی۔

اور دونوں جہانوں کی طرف متوجہ نہ ہو اور حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں قدم رکھے۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الدُّنیا لَکُم وَالعُقبَی لَکُم وَالمَولَی لِی یَعنِی لِبَعضِکُم وَھُوَ الکَافِرُونَ وَالعُقبَی لَکُم یَعنِی لِبَعضِکُم ھُم المُؤمِنُونَ وَمَولَی لِی وَلِتَابِعِی"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا تم میں سے بعض کے لیے ہے، یعنی کافروں کے لیے، اور آخرت تم میں سے بعض کے لیے ہے، یعنی مومنوں کے لیے، اور مولا (پروردگار) میرے لیے اور میرے تابعداروں کے لیے ہے۔"

قطعہ:

ای خلق حدیث او مگویید
باقی ہمہ شاہدان شمارا
گر رشک و حسد بری بروبر
این رشک بدست انبیارا

اے لوگو! اس کی بات نہ کرو،
باقی سب تمہارے گواہ ہیں۔
اگر حسد اور رشک تم پر غالب آئے،
یہ حسد انبیاء کے ہاتھوں میں ہے۔

"قال اللہ تعالیٰ: وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے رب کا نام یاد کرو اور اس کی طرف مکمل انقطاع کرو۔"

حق تعالیٰ فرمود یاد کن ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم! نام پروردگار خود و انقطاع کن از غیر خدا سوی خدا۔ انقطاعی کہ ہرگز التفات بہ دنیا نکنی و نظر میل بہ کونین نیفگنی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے پروردگار کا نام یاد کرو اور غیر خدا سے منقطع ہو کر خدا کی طرف آؤ، ایسی منقطعی کہ کبھی دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو اور دونوں جہانوں کی طرف میلان نہ رکھے۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خبر داد: اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں نے اپنا رخ اس ذات کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، خالصتاً، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

"یعنی من روی از غیر گردانیدم و بہ خالق آسمان و زمین آوردم، مسلمان شدم و نیستم من از آن کسان کہ در بندگی طلب و محبت خدای غیر را شریک گردانیدہ اند۔

یعنی میں نے غیر سے منہ موڑ لیا اور آسمانوں اور زمین کے خالق کی طرف رخ کیا، میں خالص مسلمان ہوا اور ان لوگوں میں سے نہیں جو بندگی، طلب اور محبت خدا میں غیر کو شریک کرتے ہیں۔

حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مقتدای مؤمنان است۔ امری کہ بر او بود آن امر بر جمیع مؤمنان است۔

حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم مؤمنوں کے پیشوا ہیں۔ جو امر ان پر ہے وہی امر تمام مؤمنوں پر ہے۔

و اتباع افعال و اقوال او" لقولہ تعالیٰ فَاتَّبِعُوْنِیْ" اتباعش بر مؤمنان لازم است۔

اور ان کے افعال و اقوال کی اتباع اللہ تعالیٰ کے قول میری پیروی کرو" کے مطابق مؤمنوں پر لازم ہے۔

پس مؤمن را باید و شاید علی قضیۃ الاتباع التفات بہ دنیا نکند و راضی بہ عقبیٰ نشود و اکتفا نکند مگر بہ مولیٰ بذکر مولیٰ و محبت مولیٰ و شوق مولیٰ و درد مولیٰ و لقاے مولیٰ۔

پس مؤمن کو چاہیے کہ اتباع کے تقاضے کے مطابق دنیا کی طرف متوجہ نہ ہو، آخرت پر راضی نہ ہو، اور صرف مولا پر اکتفا کرے، مولا کے ذکر، محبت، شوق، درد اور لقا پر۔

بیت:

کفر کافر را و دین دیندار را
ذرہ دردت دل عطار را

کافر کا کفر اور دیندار کا دین،
تیرا ذرا سا درد عطار کا دل لے گیا۔

بیت:

ذرہ درد خدا در دل ترا
بہتر از ہر دو جہان حاصل ترا

تیرے دل میں خدا کا ذرا سا درد،
دونوں جہانوں کی حاصلات سے بہتر ہے۔

مناجات این خاکسار بسیار گفتار، اندک کردار" الٰهی کَفَانِیْ مِنْ نَعِیْمِ الدُّنْیَا ذِکْرُکَ وَ مَحَبَّتُکَ وَ شَوْقُکَ وَ کَفَانِیْ مِنْ نَعِیْمِ الْاٰخِرَۃِ لِقَائُکَ وَ رِضَایُکَ"

اس خاکسار کی مناجات، جو بہت باتیں کرتا ہے مگر عمل کم کرتا ہے: اے اللہ! دنیا کی نعمتوں سے تیرا ذکر، تیری محبت اور تیرا شوق مجھے کافی ہے، اور آخرت کی نعمتوں سے تیرا لقا اور تیری رضا مجھے کافی ہے۔

مشائخ گفتہ اند: اَلْفَقِیْرُ لَا یَلْتَفِتُ اِلَی الدُّنْیَا وَلَا یَرْضٰی بِالْعُقْبٰی وَلَا یَکْتَفِیْ اِلَّا بِالْمَوْلٰی"

مشائخ نے کہا: فقیر دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، آخرت پر راضی نہیں ہوتا، اور صرف مولا پر اکتفا کرتا ہے۔

یعنی درویش التفات نکند بہ دنیا زیرا چہ دنیا، دنی و خسیس و جیفہ و کنیفہ است و راضی نبود بہ عقبیٰ زیرا چہ غیر مقصود و غیر مطلوب است۔

یعنی درویش دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہوتا کیونکہ دنیا پست، حقیر، گندی اور ناپاک ہے، اور وہ آخرت پر راضی نہیں ہوتا کیونکہ وہ غیر مقصود اور غیر مطلوب ہے۔

پرسیدند شیخ شبلی را از معنی این حدیث۔ قال

شیخ شبلی سے اس حدیث کے معنی پوچھے گئے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اکثر اھلِ الجنۃ البلھاء"
جواب داد کہ چرا ابلہ نباشند کہ منعم و معطی خود را گذاشتہ بہ نعمت و عطای معبود اکتفا کنند۔

عاقل بسندہ نکند مگر بہ مولی زیرا چہ او مقصود و مطلوب و معبود است۔

خوش گفت آنکہ گفت: رباعی:

گر دنیی و آخرت بیارند
کین ہر دو بگیر دوست بگذار
ما یوسف خود نمی فروشیم
تو سیم سیاہ خود نگہدار

بہ خدای خدا درویش دلریش بقوۃ لا حولَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلّا بِاللہ و بہ تقویت وشوق و محبّت حق تعالی اگر گوشہ نظر ہمتی بہ کونین اندازد در زمرۂ طالبان کاذب و مدعی بود۔

بیت:

قومی کہ ہر دو کون بہ یک جو نمی خرند
ایشان دم از محبت دنیا کجا زنند

دانی کہ نشان آن قوم چیست و مرد آن قوم کیست۔ ہر چیزی را نشانی ظاہر و برہانی باہر است۔

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنت کے زیادہ تر لوگ سادہ لوح ہوں گے۔"

انہوں نے جواب دیا: کیوں نہ سادہ لوح ہوں کہ وہ نعمت دینے والے اور عطا کرنے والے (اللہ) کو چھوڑ کر نعمتوں اور عطیات پر اکتفا کرتے ہیں۔

عقلمند صرف مولا پر اکتفا کرتا ہے کیونکہ وہی مقصود، مطلوب اور معبود ہے۔

خوب کہا اس نے جس نے کہا:

اگر دنیا اور آخرت دونوں لے آئیں،
دونوں کو لے اور دوست کو چھوڑ دے،
ہم اپنے یوسف کو نہیں بیچیں گے،
تو اپنا سیاہ روپیہ رکھ لے۔

ترجمہ: اللہ کی قسم! درویش جو لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی قوت سے، اور اللہ کی محبت وشوق کی تقویت سے، اگر دونوں جہانوں کی طرف ذرا سی بھی نظر ڈالے تو وہ جھوٹے طالبوں اور دعویداروں میں شمار ہوگا۔

وہ قوم جو دونوں جہانوں کو ایک جو کے بدلے نہ خریدے، وہ دنیا کی محبت کی بات کہاں سے کریں گے؟

کیا تو جانتا ہے کہ اس قوم کی نشانی کیا ہے اور اس قوم کا مرد کون ہے؟ ہر چیز کی ایک

ہر کرا آن نشان و برہان نبود، کاذب و مدعی بود کہ مجرد دعوی بی دلیل مقبول و محمود نیست۔

مثنوی:

دعوی کردی بہ ما دلیلت باید
مہر موسیٰ، شوق خلیلت باید
گر صحبت آن یار جلیلت باید
مال و تن و جان جملہ سبیلت باید

نشان اول آنست کہ او ہمیشہ در دنیا مضطر و متحیر با دیدہ پر آب و دل خراب در اضطراب بود۔

واز دنیا بہ ہزار حیلہ و چارہ خلاص خود جوید واز سوز جگر این بیت گوید:

بیت:

نہ دل را جز تحیر پای بندی
نہ جان را جز تمنا دلگشایی

و بہ درد دل و ماتم روزگار این بیت ہم کند تکرار:

بیت:

نی پای آنکہ از کرہ خاک بگذرم
نی دست آنکہ پردہ افلاک بردرم

نشان دیگر آنکہ بہ ہیچ چیز از کونین بہ غیر دوست آرام و قرار نگیرد۔

ظاہری نشانی اور واضح دلیل ہوتی ہے۔

جس کے پاس وہ نشانی اور دلیل نہ ہو، وہ جھوٹا اور دعویدار ہے، کیونکہ بغیر دلیل کے محض دعویٰ مقبول اور پسندیدہ نہیں ہوتا۔

تو نے دعویٰ کیا، ہمیں تیری دلیل چاہیے،
موسیٰ کی محبت اور خلیل کا شوق چاہیے۔
اگر اس عظیم یار کی صحبت چاہیے،
مال، تن اور جان سب تیری راہ میں چاہیے۔

پہلی نشانی یہ ہے کہ وہ دنیا میں ہمیشہ مضطر اور حیران رہتا ہے، آنکھیں آنسوؤں سے تر اور دل اضطراب سے خراب ہوتا ہے۔

اور وہ دنیا سے ہزار حیلوں اور تدبیروں سے نجات مانگتا ہے اور جگر کے سوز سے یہ بیت کہتا ہے:

دل کو حیرت کے سوا کوئی زنجیر نہیں،
جان کو تمنا کے سوا کوئی دلگشائی نہیں۔

اور دل کے درد اور زمانے کے ماتم میں یہ بیت بار بار دہراتا ہے:

نہ پاؤں کہ زمین کے دائرے سے گزر جاؤں، نہ ہاتھ کہ آسمانوں کا پردہ چاک کروں۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ وہ دونوں جہانوں کی کسی چیز سے، سوائے دوست

فارسی	اردو
	کے، آرام و قرار نہیں پاتا۔
و ہر دو جہان را بگوشہ چشم ننگرد و جان و دل و مال و تن و عزت و جاہ در راہ طلب مولی در بازد۔	اور وہ دونوں جہانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور جان، دل، مال، تن، عزت اور جاہ کو مولا کی طلب کی راہ میں قربان کر دیتا ہے۔
و بہ غیر حق دل بہ چیزی نپر دازد و این بیت بہ زبان حال ورد خود سازد: بیت:	اور غیر حق کی طرف دل نہیں لگاتا اور اس بیت کو اپنے حال کی زبان سے ورد بناتا ہے:
گر ہر دو جہان دہند مارا چون وصل تو نیست ما فقیریم	اگر دونوں جہان بھی ہمیں دے دیں، جب تک تیرا وصل نہیں، ہم فقیر ہیں۔
واز خودی خود رستہ واز میل بہ کونین مراد نہ جستہ و بند ماسوی اللہ گسستہ۔	اور وہ اپنی خودی سے آزاد ہو گیا، دونوں جہانوں کی طرف میلان سے مراد نہ مانگا، اور غیر اللہ کے بندھن توڑ دیے۔
وانوار الٰہی بر دلش تافتہ واز صفات بشریت خلاص یافتہ و فنا شدہ۔	اور اس کے دل پر الٰہی انوار چمک اٹھے، وہ بشری صفات سے آزاد ہو گیا اور فنا ہو گیا۔
و موصوف بہ صفت امیر المؤمنین ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ گشتہ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم در حق او فرمود: مَن اَرَادَ اَن تنظُرَ والَی مَیتِ یَمشِی عَلَی وَجہِ الاَرضِ فَلیَنظُر اِلَی ابنَ اَبِی قُحافَۃ''	اور وہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صفت سے موصوف ہو گیا، جن کے بارے میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو کوئی زمین پر چلتا ہوا مردہ دیکھنا چاہے، وہ ابن ابی قحافہ (ابو بکر صدیق) کی طرف دیکھے۔"
یعنی ہر کہ بخواہد کہ بنگرد مردہ را کہ می گردد بر روی زمین پس گو بنگرد سوی ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔	یعنی جو کوئی زمین پر چلتا ہوا مردہ دیکھنا چاہے، وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

فارسی	اردو
نشان دیگر آنکہ بہ حکم خبر مخبر صادق و مبلغ واثق دنیا را زندان و قحط سال و شدت عیش خود پندارد۔	طرف دیکھے۔ تیسری نشانی یہ ہے کہ وہ صادق پیغامبر اور واثق مبلغ کے حکم کے مطابق دنیا کو قید خانہ، قحط سالی اور عیش کی شدت سمجھتا ہے۔
و او را مقر و مسکن خود نداند و بہ زینت و زخارف والتفات نکند و مونس و مالوف خود نسازد۔	اور اسے اپنا ٹھکانہ یا مسکن نہیں سمجھتا، اس کی زینت اور آرائش کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، اور اسے اپنا مانوس یا محبوب نہیں بناتا۔
و ہمیشہ از او متنفر و منکر بود و بہ سرور و غرور وی مسرور و مغرور نشود۔	اور ہمیشہ اس سے بیزار اور منکر رہتا ہے، اور اس کی خوشی اور غرور سے خوش یا مغرور نہیں ہوتا۔
و مفارقت دنیا سبب نجات از زندان و خلاص از قحط سال و شدت عیش خود شمارد۔	اور دنیا سے جدائی کو وہ قید خانے سے نجات، قحط سالی سے خلاصی اور عیش کی شدت سے رہائی سمجھتا ہے۔
''قال النبی علیہ السلام: الدَّنیا سِجنُ المؤمِنِ وَ سِنَۃ فَاِذَا فَارَقَ الدَّنیا فَارَقَ السِّجنَ وَ السَّنَۃَ''	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا مؤمن کا قید خانہ اور قحط سالی ہے، پس جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو قید خانے اور قحط سالی سے جدا ہو جاتا ہے۔"
دنیا زندان مؤمن است و قحط سال و شدت عیش اوست۔ پس چون مؤمن مفارقت کند دنیا را، مفارقت کند زندان را و قحط سال را و شدت عیش را۔	دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ ہے، اور اس کے لیے قحط سال اور عیش کی شدت ہے۔ پس جب مؤمن دنیا سے جدائی اختیار کرتا ہے، تو وہ قید خانے، قحط سال اور عیش کی شدت سے جدائی اختیار کرتا ہے۔
تنبیہ کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدین حدیث: مؤمن را باید کہ ہموارہ در دنیا با	اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ کی کہ مؤمن کو چاہیے کہ وہ دنیا میں

کراهیّت و وحشت واز دنیا و ابنای دنیا متنفر ومحترز باشد۔	ہمیشہ کراہت اور وحشت کے ساتھ رہے، اور دنیا اور اس کے لوگوں سے بیزار اور محتاط رہے۔
بیت:	
دنیی آن قدر ندارد کہ برو رشک برند باوجود و عدمش ز غم بیہودہ خورند	دنیا کی ایسی کوئی قدر نہیں کہ اس پر رشک کیا جائے، اس کے وجود اور عدم سے بے فائدہ غم کھایا جاتا ہے۔
نظر آنان کہ نکردند بدین مشتی خاک الحق انصاف توان داد کہ صاحب نظرند	جنہوں نے اس مٹھی بھر مٹی کی طرف نظر نہ کی، حق کے ساتھ انصاف سے کہا جا سکتا ہے کہ وہ صاحب نظر ہیں۔
کاشکی قیمت انفاس بدانستی خلق تا دمی چند کہ مانند غنیمت شمرند	کاش لوگ اپنی سانسوں کی قیمت جانتے، تا کہ چند سانسوں کو غنیمت سمجھیں۔
این سرائی ست کہ البتہ خلل خواہد شد خنک آن قوم کہ در بند سرای دگرند	یہ ایسی سرائے ہے جو ضرور خراب ہو گی، خوشخبری اس قوم کو جو دوسری سرائے کی فکر میں ہے۔
مؤمن غریب ومہجور از وطن ومحبوب خود افتادہ دور وحق تعالیٰ غیور دوست را بہ دشمن مشغول شدن راضی نہ۔	مؤمن اپنے وطن اور محبوب سے دور اور مہجور ہو کر گر پڑا، اور اللہ تعالیٰ غیرت مند ہے، وہ اپنے دوست کو دشمن کے ساتھ مشغول دیکھ کر راضی نہیں ہوتا۔
بیچارہ غریب را از دنیا چارہ نہ، کہ گفتہ اند کار دنیا بی دنیا راست نیاید۔	بے چارہ غریب کو دنیا سے کوئی چارہ نہیں، کیونکہ کہا گیا ہے کہ دنیا کا کام دنیا کے بغیر ٹھیک نہیں ہوتا۔
وحق تعالیٰ از کمال غیرت فرماید: قولہ تعالیٰ: مَن کَانَ یُرِیدُ العَاجِلَۃَ عَجَّلنَا	اور اللہ تعالیٰ اپنی کامل غیرت سے فرماتا ہے: "جو کوئی عاجلہ (فوری دنیا) چاہتا ہے، ہم

لَہٗ فِیهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُرِیدُ ثُمَّ جَعَلنَا لَہٗ جَهَنَّمَ یَصلٰهَا مَذمُومًا مَّدحُورًا"	اسے اس میں سے جو چاہتے ہیں دیتے ہیں، جسے چاہتے ہیں، پھر ہم اس کے لیے جہنم بناتے ہیں جس میں وہ ذلیل اور مطرود ہو کر داخل ہوگا۔"
"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاکیا عن اللہ تعالیٰ: مَن رَضِیَ عَنَّا بِدُنیَاہُ عَجَّلنَا لَہٗ مُنَاہُ وَاَوصَلنَا اِلَیہِ هَوَاہُ وَلٰکِنِ الفُرقَۃُ قُصوَاہُ وَالجَحِیمُ مَاوَاہُ"	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: "جو کوئی ہم سے اپنی دنیا پر راضی ہوا، ہم نے اسے اس کی خواہش عطا کی اور اسے اس کی ہوس تک پہنچایا، لیکن اس کی انتہا جدائی ہو گی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔"
حق تعالیٰ می فرماید کہ ہر کہ راضی شود از ما بہ دنیا یعنی بہ دنیا اکتفا کند واز طلب وجستجوی ما و از غم وصال و ماتم ہجران ما باز ماند۔	اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی ہم سے دنیا پر راضی ہوا، یعنی دنیا پر اکتفا کیا اور ہماری طلب اور جستجو سے، ہمارے وصال کے غم اور ہجران کے ماتم سے باز رہا،
تعجیل دہیم او را آرزوی وی، برسانیم بدو شہوت وی ولیکن جدایی ما بود نہایت او و دوزخ بود جای او۔	ہم اسے اس کی خواہش فوراً دیتے ہیں، اسے اس کی ہوس تک پہنچاتے ہیں، لیکن اس کی انتہا ہم سے جدائی ہو گی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔
زہی شقاوت ابدی ابدی و زہی قساوت سرمدی و زہی درد بی درمان و زہی ماتم ہجران و زہی حسرت بی پایان و زہی خسارت فراوان کہ از حق تعالیٰ دور ومہجور مانی و بہ دنیای فانی مسرور ومغرور شوی۔	واہ! ابدی بدبختی، ابدی سخت دلی، لاعلاج درد، ہجران کا ماتم، لامتناہی حسرت، اور بے پناہ نقصان کہ تو اللہ تعالیٰ سے دور اور مہجور رہا اور فانی دنیا پر خوش اور مغرور ہو گیا۔

وای ہزاران وای، نہ امکان گذاشتن دنیا نہ سبیل پیوستن بہ مولی۔ بیت:	ہائے ہزاروں ہائے! نہ دنیا چھوڑنے کی گنجائش ہے نہ مولا سے ملنے کا راستہ۔
نی رای شدن نی روی بودن معشوق غیور و ما گرفتار	نہ جانے کی رائے ہے نہ رہنے کا رخ، معشوق غیرت مند ہے اور ہم گرفتار۔
مادام کہ غریب بہ وطن و محبوب خود نرسد، در شدت عیش و عذاب گونا گون بود۔	جب تک غریب اپنے وطن اور محبوب تک نہ پہنچے، وہ عیش کی شدت اور مختلف عذابوں میں مبتلا رہتا ہے۔
و روزہا در خون آشامیدن و جگر پالودن و شب ہا در طپیدن و از درد دل نالیدن باشد۔	اور دن خون پیتا ہے، جگر صاف کرتا ہے، اور راتیں دل کے درد سے تڑپتا اور نالہ کرتا ہے۔
بیت: بناز خفتہ چہ دانہ کہ دردمند فراق چگونہ شب گزراندہ علی الخصوص غریب	ناز سے سونے والا کیا جانے کہ جدائی کا دردمند، خاص طور پر غریب رات کیسے گزارتا ہے۔
در کتاب مسطور است کہ چون جان بنی آدم رحم مادر در می آید، خون حیض غذای او می گردد۔	کتاب میں لکھا ہے کہ جب بنی آدم کی جان ماں کے رحم سے نکلتی ہے تو خون حیض اس کی غذا بنتا ہے۔
اشارات بدان کہ سزای ہجران محبوب خون خوردن و جگر پالودن است۔	اس کی طرف اشارہ ہے کہ محبوب سے ہجران کی سزا خون پینا اور جگر صاف کرنا ہے۔
تا از وطن خود دور و از محبوب خود مہجور خواہی ماند بہ انواع شداید و گونا گون مشقت و رنج گرفتار خواہی ماند۔	جب تک تو اپنے وطن سے دور اور اپنے محبوب سے مہجور رہے گا، تو مختلف شدائد، مشقتوں اور رنج میں گرفتار رہے گا۔
و ہر لحہ جگر خون و دیدہ جیحون خواہد شد۔	اور ہر لحہ تیرا جگر خون اور آنکھیں جیحون (دریا) بن جائیں گی۔

بیت: دریاب دلی را کہ بہ روزی صد بار خون می شود و باز جگر می بندد	اس دل کو سنبھال جو دن میں سو بار، خون بنتا ہے اور پھر جگر باندھتا ہے۔
آری چون قدر وصال و قرب ندانست محبوب در فراقش انداخت و بہ آتش ہجران گداخت۔	ہاں، جب اس نے وصال اور قرب کی قدر نہ جانی تو محبوب نے اسے فراق میں ڈال دیا اور ہجران کی آگ میں گدھا دیا۔
و بہ انواع مصائب تاب داد و بی تاب گردانید تا فریاد برآورد۔	اور مختلف مصیبتوں میں مبتلا کر کے اسے بے تاب کر دیا یہاں تک کہ وہ فریاد اٹھائے۔
بیت: ما چو قدر وصل تو جان جہان نشناختیم لا جرم در بوتہ ہجران تو بگداختیم	ہم نے تیری وصل کی قدر، جو جان جہان ہے، نہ جانی، لہذا تیری ہجران کی بھٹی میں ہم گدھ گئے۔
غریب و مہجور مدتی در شدت زندان دنیا کہ شکر او ہمہ زہر و لطف او ہمہ قہر و داد او ہمہ بیداد و بنیاد او ہمہ برباد۔	غریب اور مہجور کچھ عرصہ دنیا کے قید خانے کی شدت میں رہتا ہے، جہاں اس کی مٹھاس زہر، اس کی مہربانی ق ر، اس کا انصاف بے انصافی، اور اس کی بنیاد تباہی ہے۔
اندوہ او بی پایان و درد او بی درمان بود۔	اس کا غم لامتناہی اور اس کا درد لاعلاج ہے۔
سبب قطع وصول بہ مطلوب وجود او موجب مانع لقای محبوب۔	یہ وصال مطلوب سے منقطع ہونے کا سبب اور اس کا وجود لقائے محبوب میں مانع ہے۔
عاقل از مکر و خداع وی در طشت خون و غافل از او شدہ زبون۔	عقلمند اس کے فریب اور مکر سے خون کے طشت میں ہے، اور غافل اس سے ذلیل ہو گیا۔
جگر ہا او شدہ کباب و دیدہ ہا از او پر آب۔	اس سے جگر کباب ہو گئے اور آنکھیں

	آنسوؤں سے بھر گئیں۔
عاقل را در و اضطراب و غافل در او مست و خراب۔	عقلمند اس میں اضطراب میں ہے اور غافل اس میں مست اور تباہ ہے۔
و عاقل در و محبوس و مضطر ماندہ و این کلمات بر زبان راندہ: وَدَخَلنَا الدُّنيَا كَارِهِينَ وَكُنَّا فِيهَا مُتَحَيِّرِينَ وَخَرَجنَا مِنهَا مُضطَرِينَ“	اور عقلمند اس میں قید اور مضطر رہتا ہے اور یہ کلمات زبان پر لاتا ہے: "ہم دنیا میں کراہت سے داخل ہوئے، اس میں حیران رہے، اور اس سے مضطر ہو کر نکلے۔"
یعنی در آمدیم در دنیا بہ کراہیت یعنی از گلستان وصال و از صحرای قرب ذوالجلال در قفس تن و زندان دنیا بہ اکراہ و بہ ہزاران آہ در آمدیم۔	یعنی ہم دنیا میں کراہت سے داخل ہوئے، یعنی وصال کے گلستان اور ذوالجلال کے قرب کے صحرا سے تن کے قفس اور دنیا کے قید خانے میں ہزاروں آہوں کے ساتھ داخل ہوئے۔
و بہ ہزاران حیرت در زندان دنیا ماندیم کہ نہ حیلہ رستن از زندان دنیا و نہ چارہ جستن از خود و نہ سبیل پیوستن بہ مولی۔	اور ہزاروں حیرتوں کے ساتھ دنیا کے قید خانے میں رہے کہ نہ دنیا کے قید خانے سے نکلنے کی تدبیر ہے، نہ اپنے آپ سے نجات کا چارہ، اور نہ مولا سے ملنے کا راستہ۔
و بیرون آمدیم از دنیا بہ اضطرار بی اختیار۔	اور ہم دنیا سے بے اختیار اضطرار کے ساتھ نکلے۔
جان را با تن، الفتی و مؤانستی شدہ و در رگ و پی تن در آمدہ۔ وقتی کہ فرشتگان جان را بہ عنف و شدت کشند و آن مضطران تلخی و شدائد جان کندن چشند، چرا وقت بیرون آمدن جان مضطر نباشد۔	جان کو تن سے الفت اور ہم آہنگی ہوگئی اور وہ تن کے رگ و پے میں سمایا۔ جب فرشتے جان کو زبردستی اور شدت سے کھینچتے ہیں اور وہ مضطر (بے قرار) جان کنی کی تلخی اور شدائد کو چکھتا ہے، تو جان کے نکلنے کا وقت کیوں مضطر نہ ہو؟

روی عن ابی هريرة رضی الله عنه انه يبكي عِندَ المَوتِ فَقِيلَ لِمَ تَبكي فَقَالَ لِمَ لَا اَبكي وَ قَد سَمِعتُ عَن رَسُولَ الله صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم قَالَ اِنَّ المَوتَ اَشَدُّ مِنَ الطَّبخِ فِي القُدُورِ وَ اَشَدُّ مِنَ القَطعِ بِالمَنشَارِ وَ بَعدَ المَوتِ سَبعُونَ هَولًا كُلُّ هَولٍ اَشَدُّ مِنَ المَوتِ بِسَبعِينَ دَرَجَة“	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ موت کے وقت رو رہے تھے۔ پوچھا گیا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہ روؤں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ موت دیگ میں پکنے سے زیادہ سخت اور آری سے کاٹنے سے زیادہ شدید ہے، اور موت کے بعد ستر ہول ہیں، ہر ہول موت سے ستر درجے زیادہ شدید ہے۔
روایت کردہ شد از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ بہ درستی کہ او گریہ می کرد نزدیک مرگ، پس پرسیدہ شد۔ چرا گریہ می کنی۔ گفت: چرا گریہ نکنم کہ از رسول خدای تعالی شنیدہ ام بہ درستی کہ مرگ سخت تر است از آنکہ در دیگ در آرند و بپزند و سخت تر است از آنکہ بہ ارہ ببرند و بعد از مرگ افتاد ہول اند۔ ہر ہولی سخت تر است از مرگ بہ افتاد درجہ۔	ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی موت کے قریب گریہ کر رہے تھے۔ پوچھا گیا: آپ کیوں گریہ کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: میں کیوں نہ گریہ کروں جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ بے شک موت اس سے زیادہ سخت ہے کہ (انسان کو) دیگ میں ڈال کر پکایا جائے، اور اس سے زیادہ سخت ہے کہ اسے آری سے کاٹا جائے، اور موت کے بعد ستر (70) ہول ہیں، ہر ہول موت سے ستر درجے زیادہ سخت ہے۔
رباعی:	
از ہیبت مرگ شیر خرگوش شود	موت کی ہیبت سے شیر خرگوش بن جاتا ہے،
گویا جان ز ہوش بی ہوش شود	گویا جان ہوش سے بیہوش ہوجاتی ہے۔
ای وای بر آن بندہ کہ در دادن جان	ہائے اس بندے پر جو جان دیتے وقت،

گفتار شہادتش فراموش شود	شہادت کا کلمہ بھول جاتا ہے۔
و در کتاب دیدہ ام اگر یک ذرہ از شداید مرگ بر کوہ ہا نہند ہمہ کوہ ہا ناچیز شوند و کوہ طاقت نیارد۔	اور میں نے کتاب میں دیکھا کہ اگر موت کی شدائد کا ایک ذرہ بھی پہاڑوں پر ڈالا جائے تو سب پہاڑ نیست و نابود ہو جائیں، کیونکہ پہاڑ اس کی طاقت نہیں رکھتے۔
و بے چارہ آدمی کہ خلقت وی برای شدت و مشقت و رنج و محنت است نہ برای تن آسنی و راحتی۔	اور بے چارہ انسان، جس کی خلقت شدت، مشقت، رنج اور محنت کے لیے ہے، نہ کہ تن آسانی اور راحت کے لیے۔
"قال اللہ تعالی: لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي كَبَدٍ"	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "بے شک ہم نے انسان کو مشقت میں پیدا کیا۔"
حق تعالی می فرماید با سوگند و تاکید لام و قد۔ بہ درستی کہ ما آفریدہ ایم آدمیان را برای رنج و مشقت نہ برای تن آسنی و راحت۔	اللہ تعالیٰ لام اور قد کے ساتھ قسم اور تاکید سے فرماتا ہے کہ ہم نے انسانوں کو رنج اور مشقت کے لیے پیدا کیا، نہ کہ تن آسانی اور راحت کے لیے۔
بے چارہ آدمی را جز خون خوردن و جگر پالودن چارہ نیست۔	بے چارہ انسان کے لیے خون پینے اور جگر صاف کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔
بیت: آدمی بہر بی غمی را نیست پای در گل جز آدمی را نیست	انسان کے لیے بے غمی نہیں، پاؤں کیچڑ میں صرف انسان کے ہیں۔
چون بعد چوشیدن شداید و سکرات و غمرات موت از زندان دنیا با صد ہزار وحشت و کراہیت بیرون آید۔	جب موت کی شدائد، سکرات اور غموں کو چکھنے کے بعد وہ دنیا کے قید خانے سے ہزاروں وحشتوں اور کراہت کے ساتھ نکلتا ہے۔

در قفس تنگ و تاریک گور در آید کہ آن مسکن کرمان و کژدمان و ماران بود۔	وہ تنگ اور تاریک قبر کے قفس میں داخل ہوتا ہے، جہاں کیڑوں، بچھوؤں اور سانپوں کا مسکن ہے۔
نہ آنجا آفتاب تابد نہ ماہتاب نہ چراغ افروزد و نہ روشنای نمودار شود۔	وہاں نہ سورج ہے، نہ چاندنی، نہ چراغ جلتا ہے اور نہ روشنی ظاہر ہوتی ہے۔
و در سوال منکر و نکیر و ضغطہ قبر مبتلا شود و متحیر در عذاب ماند۔	اور وہ منکر و نکیر کے سوال اور قبر کے دباؤ میں مبتلا ہوتا ہے اور حیران عذاب میں رہتا ہے۔
"قال النبی علیہ السلام: القَبرُ رَوضَة مِن رِيَاضِ الجَنَّةِ أَو حُفرَة مِن حُفَرِ النِّيرَانِ"	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔"
یعنی قبر روضہ ای از روضہ ہای بہشت یا روزنی از روزنہای دوزخ۔	یعنی قبر یا تو جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔
"روی عن مقاتل بن سلیمان انہ قال مکتوب فی التوراۃ مامن یوم الا و القبر ینادی انا بیت الدود، انا بیت الظلمۃ، انا بیت الحسرۃ، انا بیت الوحشۃ، انا بیت التراب، من دخل فیہ لا یخرج الی یوم القیامۃ، انا بیت ما طلعت فیہ الشمس و لا قمر"	مقاتل بن سلیمان سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: تورات میں لکھا ہے کہ کوئی دن نہیں جاتا جب قبر نہ پکارے: میں کیڑوں کا گھر ہوں، میں تاریکی کا گھر ہوں، میں حسرت کا گھر ہوں، میں وحشت کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں۔ جو اس میں داخل ہوتا ہے وہ قیامت تک اس سے نہیں نکلتا۔ میں وہ گھر ہوں جہاں نہ سورج طلوع ہوتا ہے نہ چاند۔
روایت کردہ شد از مقاتل بن سلیمان کہ بہ	مقاتل بن سلیمان سے روایت ہے کہ انہوں

درستی که او گفت: نوشته شده است در توریت که نیست روزی مگر آنکه قبر ندا می کند که من خانه وحشتم و من خانه کرمانم و من خانه تاریکم و من خانه حسرتم و من خانه خاکم و من خانه ام هر که درآید درمن باز بیرون نیا یدازمن تا روز قیامت و من خانه ام که برنتا بددرمن آفتابی و نه ماهتابی۔

نے کہا: تورات میں لکھا ہے کہ کوئی دن نہیں گزرتا مگر یہ کہ قبر پکارتی ہے: میں وحشت کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، میں تاریکی کا گھر ہوں، میں حسرت کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، اور میں وہ گھر ہوں کہ جو کوئی مجھ میں داخل ہوتا ہے، وہ قیامت کے دن تک مجھ سے باہر نہیں نکلتا۔ اور میں وہ گھر ہوں کہ اس میں نہ سورج کی روشنی ہے اور نہ چاند کی چاندنی۔

"روی عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما اِنَّه قالَ لَیسَ مِن مَیتٍ اِلّا نادَت حفرَةُ اَنَا بَیتُ الظُّلمَةِ وَالوَحدَةِ الاِنفرادِ فَاِن کُنتَ مُطِیعًا فِی حَیاتِکَ فَاَنَا عَلَیکَ الرَّحمَةُ وَاِن کُنتَ عَاصِیًا فَاَنَا عَلَیکَ النِّقمَةَ اَنَا بَیتُ الَّذِی مَن دَخَلَنِی مُطِیعًا خَرَجَ مِنِّی مَسرُورًا وَمَن دَخَلَنِی عَاصِیًا خَرَجَ مِنِّی مَثبُورًا"

روایت کرده اند از عبدالله بن عمر رضی الله عنهما، نیست از مرده که بمیرد مگر آنکه ندا می کند او را قبراو که من خانه تاریکم، و من خانه تنهای ام، من خانه انفرادم۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: کوئی مردہ نہیں جس کی قبر نہ پکارے کہ میں تاریکی کا گھر ہوں، تنہائی اور انفرادیت کا گھر ہوں۔ اگر تو اپنی زندگی میں مطیع تھا تو میں تیرے لیے رحمت ہوں، اور اگر تو نافرمان تھا تو میں تیرے لیے عذاب ہوں۔ میں وہ گھر ہوں کہ جو مجھ میں مطیع ہو کر داخل ہوا وہ خوشحال نکلے گا، اور جو نافرمان ہو کر داخل ہوا وہ دوزخی نکلے گا۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کوئی شخص مرتا نہیں مگر یہ کہ اس کی قبر اسے پکارتی ہے: میں تاریکی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں انفراد (اکیلاپن) کا گھر ہوں۔

پس اگر تو مطیع بودی در حیات، پس من برتو رحمتم و اگر عاصی بودی در حیات پس من برتو عذابم۔ من خانه ام هر که درآید در من مطیع، بیرون آید از من شادان و خوشان و هر که درآید در من عاصی، بیرون آید از من دوزخی۔

پس اگر تو زندگی میں اللہ کا فرمانبردار تھا، تو میں تجھ پر رحمت ہوں، اور اگر تو زندگی میں نافرمان تھا، تو میں تجھ پر عذاب ہوں۔ میں وہ گھر ہوں کہ جو کوئی مجھ میں فرمانبردار ہو کر داخل ہوگا، وہ مجھ سے خوشحال اور مسرور ہو کر نکلے گا، اور جو کوئی مجھ میں نافرمان ہو کر داخل ہوگا، وہ مجھ سے دوزخی بن کر نکلے گا۔

"قال النبی صلی الله علیه و سلم: القبرُ اَوَّلَ مَنازِلِ مِنَ المَنَازِلِ الآخِرَة"

: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قبر آخرت کے منزلوں میں سے پہلا منزل ہے۔"

و چون صور دمد همه پیغامبران معصوم از هیبت و دهشت نفسی نفسی گویند مگر محمد مصطفیٰ صلی الله علیه وسلم امتی امتی گوید۔

اور جب صور پھونکا جائے گا تو سب معصوم پیغمبر ہیبت اور دہشت سے "نفسی نفسی" کہیں گے، سوائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے، جو "امتی امتی" کہیں گے۔

جای که پیغامبران معصوم هیبت و دهشت خورند، ما گنهگاران، بیچارگان و مفلسان بی مایه و بی پرایه را چه زهره و چه حال خواهد بود۔ نیکو بیاندیش۔

درآندم که از فعل پرسند و قول
اولوالعزم را تن بلرزد ز هول

بیت:

به جای که دهشت خورند انبیا

جہاں معصوم پیغمبر ہیبت اور دہشت کھاتے ہیں، وہاں ہم گنہگاروں، بے چاروں اور مفلسوں، جو بے سرمایہ اور بے سروسامان ہیں، کا کیا زور اور کیا حال ہوگا؟ اچھی طرح سوچ۔

اس وقت جب اعمال اور اقوال کے بارے میں پوچھا جائے گا، اولوالعزم (عظیم پیغمبروں) کا بدن ہول سے کانپ اٹھے گا۔

جہاں انبیاء دہشت کھاتے ہیں،

تو عذر گنہ راچہ داری بیا	تو اپنے گناہ کا کیا عذر لائے گا، بتا؟
باز شدت و ہیبت حشر و شداید گرمی کہ در کتاب مسطور است از گرمی حشر بعضی در خوی خود تا شتالنگ غرق باشند و بعضی تا ناف و بعضی تا سینہ و بعضی تا زنخ اما از لب من بالا نگذرد از برکت کلمہ طیبہ کہ گفتہ اند۔	پھر حشر کی شدت اور ہیبت، اور گرمی کی شدائد جو کتاب میں لکھی ہیں، کہ حشر کی گرمی سے کچھ لوگ اپنے پسینے میں سر سے پاؤں تک ڈوبے ہوں گے، کچھ ناف تک، کچھ سینے تک، اور کچھ ٹھوڑی تک، لیکن کلمہ طیبہ کی برکت سے یہ لب سے اوپر نہیں جائے گا، جیسا کہ کہا گیا ہے۔
و مصایب دیگر از حساب و پل صراط و سوال اعمال و قرائت کتاب و ہیبت ندای فَرِیق فِی الجَنَّۃِ وَفَرِیق فِی السَّعِیرِ"	اور دیگر مصیبتیں، جیسے حساب، پل صراط، اعمال کے سوال، کتاب کی قرأت، اور اس ندا کی ہیبت کہ ایک گروہ جنت میں اور ایک گروہ دوزخ میں۔"
این ہمہ شداید و مصائب کہ بر جان ماست و ما از غایت شقاوت و غفلت بہ سرور و غرور دنیای فانی مغرور و مسرور، بہ غیر حق شاغل و از ماتم این مصائب بی خبر و غافل۔	یہ سب شدائد اور مصیبتیں ہماری جان پر ہیں، اور ہم انتہائی بدبختی اور غفلت کی وجہ سے فانی دنیا کے سرور اور غرور میں مغرور اور خوش ہیں، غیر حق میں مشغول ہیں، اور ان مصیبتوں کے ماتم سے بے خبر اور غافل ہیں۔
خوش گفت آنکہ گفت:	خوب کہا اس نے جس نے کہا:
شرط نبود کہ صاحب ماتم از غم خویش بی خبر باشد	یہ شرط نہیں کہ ماتم کا صاحب، اپنے غم سے بے خبر ہو۔
این ہمہ مصائب و نوائب نتیجہ غریبی و سزای جدای است۔	یہ سب مصیبتیں اور نوائب غریبی اور جدائی کی سزا کا نتیجہ ہیں۔

اگر از وطن و محبوب خود دور و مہجور نمی افتادیم بدین شداید و مصائب مبتلا و سزاوار نمی شدیم۔	اگر ہم اپنے وطن اور محبوب سے دور اور مہجور نہ ہوتے تو ان شدائد اور مصیبتوں میں مبتلا اور سزاوار نہ ہوتے۔
خوش گفت آنکہ گفت:	خوب کہا اس نے جس نے کہا:
بیت:	
تا کہ از کوی تو ای جان جہان در سفرم فارغ البال نیم تیر بلا راسپرم	جب تک تیری گلی سے، اے جان جہان، میں سفر میں ہوں، میں بے فکر نہیں، بلا کا تیر میرا سپر ہے۔
باز آمدیم بر آن دو بیت کہ بالا نوشتہ شدہ است:	ہم واپس آئے اس رباعی پر جو اوپر لکھی گئی ہے:
رباعی:	
گر دولت و بخت یاری بودی مارا در مسکن خود قرار بودی مارا گر چشم بدی زمانہ بر ما نزدی در شہر کسان چہ کار بودی مارا	اگر دولت اور بخت ہمارا ساتھ دیتے، ہم اپنے مسکن میں قرار پاتے۔ اگر زمانے کی نظر ہم پر نہ ہوتی، ہمیں لوگوں کے شہر میں کیا کام ہوتا؟
چون از این حرقت فرقت و کربت غربت بہ فیض فضل حضرت عزت جلا جلالہ و عم نوالہ بہ وطن خود پیوندیم و بہ لقای محبوب برسیم و از مصائب و نوائب بہ کرم خالق آن عجایب و غرایب نجات یابیم آنگاہ بگوییم: الحمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَذھَبَ عَنَّا الحَزَنَ"	جب ہم اس فرقت کی حرارت اور غربت کی تکلیف سے، حضرت عزت جل جلالہ کے فضل اور اس کی عام نوازش سے اپنے وطن سے جا ملیں اور محبوب کے لقا تک پہنچ جائیں، اور خالق کے کرم سے ان مصیبتوں اور نوائب سے نجات پائیں، تب ہم کہیں گے: "تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے ہم سے غم دور کیا۔"
عزیز من! ہر چند بہ نصوص دلایل ثابت شدہ	اے میرے عزیز! اگرچہ نصوص اور دلائل

است کہ نجات بہ عمل نیست مگر بہ فضل و عنایت حق تعالی۔

سے ثابت ہے کہ نجات عمل سے نہیں بلکہ اللہ تعالی کے فضل اور عنایت سے ہے۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لَا یَنجِی اَحَدَکُم عَمَلُہٗ قِیلَ وَمَا اَنتَ قَالَ وَمَا اَنَا اِلَّا اَن یَتَفَضَّلَ رَبِّیْ"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی اپنے عمل سے نجات نہیں پاتا۔" پوچھا گیا: "آپ کا کیا حال ہے؟" فرمایا: "میں بھی نہیں، سوائے اس کے کہ میرا رب اپنا فضل کرے۔"

گفتہ اند کہ عنایت را بہ عمل نفروشند۔

کہا گیا ہے کہ عنایت کو عمل سے نہیں خریدا جا سکتا۔

بیت:

خلقی چو من اندر طلبش رقص کنانند
تا دوست کرا خواہد و میلش بہ کدامست
بر سائبان حسن عمل اعتماد نیست
سعدی بہ زیر سایہ لطف خدا رود

میرے جیسے لوگ اس کی طلب میں رقص کرتے ہیں، جب تک دوست جسے چاہے اور اس کا میلان جس کی طرف ہو۔
حسن عمل کے سائبان پر بھروسہ نہیں، سعدی اللہ کے لطف کے سائے تلے جاتا ہے۔

اما عمل ضایع نیست بلکہ بہ نصوص قواطع و براہین لوامع عمل فرض است۔

لیکن عمل ضائع نہیں، بلکہ نصوص قاطع اور روشن دلائل سے عمل فرض ہے۔

"قال اللہ تعالی: فَمَن کَانَ یَرجُو لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلیَعمَل عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشرِک بِعِبَادَةِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا"

اللہ تعالی نے فرمایا: "جو کوئی اپنے رب کے لقا کی امید رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔"

"و قال اللہ تعالی: اِنَّ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَت لَھُم جَنّٰتُ الفِردَوسِ نُزُلًا"

اور اللہ تعالی نے فرمایا: "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے، ان کے لیے فردوس کے باغات ہیں جہاں ان کی مہمانی

ہوگا۔"

"و قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم: مَا مِنکُم مِن اَحَدٍ اِلَّا وَقَد کُتِبَ مَقعَدُہٗ مِنَ النَّارِ وَمَقعَدُہٗ مِنَ الجَنَّةِ۔
قَالُوا یَا رَسُولَ اللہِ اَفَلَا نَعتَمِدُ عَلٰی کِتَابِنَا وَنَدَعُ العَمَلَ۔
قَالَ اعمَلُوا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ بِمَا خُلِقَ لَہٗ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم میں سے کوئی نہیں جس کا دوزخ میں ٹھکانہ اور جنت میں مقام نہ لکھا گیا ہو۔ صحابہ نے کہا: "اے رسول اللہ! تو کیا ہم اپنے لکھے ہوئے پر بھروسہ کریں اور عمل چھوڑ دیں؟ فرمایا: "عمل کرو، کیونکہ ہر ایک کے لیے وہی آسان کیا گیا ہے جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا۔"

فرمود صلی اللہ علیہ وسلم: نیست از شما مگر نوشتہ است جای وی از دوزخ یا جای وی از بہشت۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی نہیں جس کا دوزخ یا جنت میں ٹھکانہ نہ لکھا گیا ہو۔

پس گفتند صحابہ: ای رسول خدای! پس چرا اعتماد نکنیم بر آن نوشتہ و ترک نیاریم عمل یعنی اگر جای ما دوزخ است، پس عمل صالح و حسنات ما را فایدہ ندارد و اگر جای ما بہشت است، پس معاصی و قبائح ما را زیان ندارد۔ فرمود عمل بکنید و دست از عمل باز مدارید۔

صحابہ نے کہا: اے رسول اللہ! تو کیا ہم اس لکھے ہوئے پر بھروسہ کریں اور عمل ترک کر دیں؟ یعنی اگر ہمارا ٹھکانہ دوزخ ہے تو ہمارے نیک اعمال اور حسنات کا کیا فائدہ، اور اگر جنت ہے تو ہمارے گناہ اور برائیوں کا کیا نقصان؟ فرمایا: عمل کرو اور عمل سے ہاتھ نہ۔

س ہر یکی را آسان و میسر کردہ شود برای چیزی را کہ آفریدہ شدہ است و را یعنی کسی را کہ برای بہشت آفریدہ شدہ است او را عمل اہل بہشت آسان میسر گردانند و کسی را کہ

پس ہر ایک کے لیے آسان اور میسر کر دیا جاتا ہے وہ چیز جس کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ یعنی جسے جنت کے لیے پیدا کیا گیا، اس کے لیے جنت والوں کے اعمال

برای دوزخ آفریده شده است او را عمل اہل دوزخ آسان میسر شود۔	آسان اور میسر کر دیے جاتے ہیں، اور جسے دوزخ کے لیے پیدا کیا گیا، اس کے لیے دوزخ والوں کے اعمال آسان اور میسر کر دیے جاتے ہیں۔
قال اللہ تعالی: اَیَحسَبُ الاِنسانُ اَن یُترَکَ سُدًی "یعنی چه پندارند مردمان که ترک آورده شوند . ایشان را مہمل و معطل گذاشته شوند بلکه ایشان را به امر و نہی مبتلا کنیم۔ اگر به امر مطیع شوند و از نہی اجتناب نمایند در بہشت درآریم و الا به هاویه سپاریم۔	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا؟ یعنی کیا لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں چھوڑ دیا جائے گا؟ انہیں نظرانداز اور بیکار دیکھا جائے گا؟ بلکہ ہم انہیں امر و نہی (حکم اور منع) کے ذریعے آزمائیں گے۔ اگر وہ حکم کی اطاعت کریں اور منع سے بچیں تو ہم انہیں جنت میں داخل کریں گے، ورنہ جہنم میں ڈال دیں گے۔
پس بدین اصول مشید و قواعد ممہد معلوم شد که عمل باید کرد۔	پس اس مضبوط اصول اور پختہ قواعد سے معلوم ہوا کہ عمل کرنا ضروری ہے۔
بی عمل کار راست نیاید و رد و قبول امری مبطن است۔ تمسک را نشاید، و اوقات عزیز را فرصت و غنیمت شمار۔	بغیر عمل کے کام درست نہیں ہوتا اور رد یا قبول ایک پوشیدہ امر ہے۔ تمسک (وابستگی) مناسب نہیں، اور قیمتی اوقات کو موقع اور غنیمت سمجھو۔
سرمایہ عمر ہر لحظہ و ہر لمحہ در شرف زوال است. غنیمت دان زودی که پیک اجل ناگاه بغتة رسد و کار از دست رود و امکان تدارک نبود۔	عمر کا سرمایہ ہر لمحے اور ہر پل زوال کے قریب ہے۔ جلدی سے اسے غنیمت جانو کیونکہ موت کا پیک اچانک اور ناگہانی طور پر آتا ہے اور کام ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور تلافی کا امکان نہیں رہتا۔

بیت ای که دستت می رسد کاری بکن پیش از آن کز تو نیاید ہیچ کار	اے وہ شخص جس کے ہاتھ میں کچھ کرنے کی طاقت ہے، کچھ کر لے، اس سے پہلے کہ تیرے ہاتھ سے کوئی کام نہ آ سکے۔
در مصابیح مسطور است که حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم روزی بر عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما گذشت۔ او را دید با مادر خود دیوار را گل مال می کرد۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَا تَصنَعُ هٰذا یا عَبدَ اللهِ، فَقَالَ نَطِینُ۔ فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ: الاَمرُ اسرَع مِن ذٰلِکَ" یعنی چه می کنی۔ گفت ابن عمر: گل مال می کنم دیوار را، گفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کار ازین نزدیک تر است یعنی تو در گل کاری خانه باشی ناگاه پیک اجل در رسد، در بستر مرگ در کشد و در گور کشد۔ کار ناساخته از دنیا روی و حسرت و ندامت خوری۔	مصابیح میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ دیوار پر مٹی مل رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! یہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: دیوار پر مٹی مل رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کام اس سے زیادہ قریب ہے۔ یعنی تو گھر کی دیوار پر مٹی ملنے میں مصروف ہے اور اچانک موت کا پیک آ جائے گا، تجھے بستر مرگ پر لے جائے گا اور قبر میں کھینچ لے گا۔ تو ناتمام کام چھوڑ کر دنیا سے چلا جائے گا اور حسرت و ندامت کھائے گا۔
"قال عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما: اِذا مَسَیتَ فَلَا تَنتَظِرِ الصَّباحَ وَ اِذا اَصبَحتَ فَلَا تَنتَظِرِ المسائَ وخُذ مِن صِحَّتِکَ لِمَرَضِکَ وَ مِن حَیَواتِکَ لِمَوتِکَ"۔	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یعنی جب شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر، اور جب صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر۔ اپنی صحت سے بیماری کے لیے اور اپنی زندگی سے موت کے لیے تیاری کر۔
گفت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما: چون شام	عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: جب تو

کنی انتظار مکن صباح را و چون صبح کنی انتظار مکن شام را و بگیر از صحت خود برای مرض خود و بگیر از حیات خود برای مرگ خود یعنی چون شام کنی، غنیمت دار و توشہ آخرت بردار و برای صبح مکن انتظار۔ چون صبح کنی آن وقت را ضائع مگذار و توشہ آخرت بردار از برای شام مکن انتظار کہ آن احتمال است کہ ناگاہ پیک اجل در رسد و آن وقت یابی یا نیابی۔	شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر، اور جب تو صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر، اور اپنی صحت سے اپنی بیماری کے لیے اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے لیے لے۔ یعنی جب شام ہو تو اسے غنیمت جان اور آخرت کا توشہ جمع کر، صبح کا انتظار نہ کر۔ جب صبح ہو تو اس وقت کو ضائع نہ کر اور آخرت کا توشہ جمع کر، شام کا انتظار نہ کر کیونکہ یہ احتمال ہے کہ اچانک موت کا پیک آجائے اور اس وقت تو پائے یا نہ پائے۔
و بگیر از صحت خود برای مرض خود یعنی صحت خود را غنیمت پندار و عبادت و طاعت کاہلی میار کہ در مرض در مانی و عبادت کردن نتوانی و حیات خود غنیمت دان و اوقات عزیز خود را ضایع مگذار کہ بعد موت ندامت ہا خوری و حسرت ہا بری۔	اور اپنی صحت سے اپنی بیماری کے لیے لے، یعنی اپنی صحت کو غنیمت سمجھ اور عبادت و طاعت میں سستی نہ کر کیونکہ بیماری میں تو نہ علاج کر سکے گا نہ عبادت۔ اور اپنی زندگی کو غنیمت جان اور اپنے قیمتی اوقات کو ضائع نہ کر کیونکہ موت کے بعد تو حسرت اور ندامت کھائے گا۔
و در حیرت و پریشانی با صد ہزار عجز و زاری گوئی: یٰحَسرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطتُ فِی جَنبِ اللّٰہِ" وای حسرتہا و ندامتہای کہ چرا تقصیر کردم در طاعت و عبادت خدای تعالی و آن حسرت و ندامت سود ندارد و فرمان حق تعالی در رسد۔	اور حیرت و پریشانی میں لاکھوں عجز و زاری کے ساتھ کہے گا: "ہائے میری حسرت کہ میں نے اللہ کی اطاعت و عبادت میں کیوں تقصیر کی!" اور وہ حسرت و ندامت کوئی فائدہ نہ دے گی اور اللہ کا فرمان نہ ملے گا۔
آٰلْئٰنَ وَقَد عَصَیتَ قَبلُ۔ اکنون	اب تو حسرت و ندامت کھاتا ہے کہ تو نے

حسرت و ندامت می خوری و در امر ما عصیان ورزیدی و در طاعت و عبادت ما تقصیر کردی، بدترین ندامت این ندامت است و زشترین معذرت این معذرت۔	ہمارے حکم میں نافرمانی کی اور ہماری طاعت و عبادت میں تقصیر کی۔ بدترین ندامت یہی ندامت ہے اور بدترین معذرت یہی معذرت ہے۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: شَرُّ النَّدَامَۃِ یَومَ القِیٰمَۃِ وَ شَرُّ المَعذِرَۃِ حِینَ یَحضُرُ المَوتُ"	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدترین ندامت قیامت کے دن کی ندامت ہے اور بدترین معذرت وہ ہے جو موت کے وقت پیش کی جائے۔
بیت: نصیحت ہمین است جان برادر کہ اوقات ضایع مکن تا توانی	نصیحت یہی ہے، اے بھائی جان! کہ جب تک ہو سکے اوقات ضائع نہ کر۔
عزیز من! اغفال و اہمال در کار دین و توشہ آخرت جایز مدار کہ حوادث روزگار و موانعات در عبادات و طاعات، آفات و معترضات کثیر الوقوع است۔	اے میرے عزیز! دین کے کام اور آخرت کے توشے میں غفلت اور لاپرواہی جائز نہ سمجھ کیونکہ دنیا کے حوادث اور عبادات و طاعات میں رکاوٹیں، آفات اور مسائل بہت زیادہ پیش آتے ہیں۔
سر در گریبان تامل در آر و دست از دامن عمل امروز باز مدار تا فردای قیامت آمَنَّا وَصَدَّقنَا پای از کہ تہ نزود و خجالت و ندامت حاصل نشود۔ مصراع: کار را باش ای برادر کار را	اپنے گریبان میں سر ڈال کر غور کر اور آج کے عمل سے ہاتھ نہ کھینچ تا کہ کل قیامت کے دن آمنا و صدقنا" کہتے ہوئے پاؤں نہ لڑکھڑائے اور شرمندگی و ندامت نہ ہو۔ اے بھائی! کام پر توجہ دے، کام پر۔
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: مَا یَنتَظِرُ اَحَدُکُم مِنَ الدُّنیَا اِلَّا مُطِیعاً اَو	

فَقِیراً مُنسِیاً اَو مَرَضاً مُفسِداً او ھرما مُفنِداً اَو مَوتاً مُقنداً۔

گفت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم انتظار مکنید یکی از شما در دنیا مگر مرض مفسدی کہ در اعضا فساد انگیزد و از آن در عبادت و طاعت کاہلی و خلل خیزد یا پیری کہ بی ضبطی آرد و در عبادت سست و ناتوان گرداند۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی دنیا میں انتظار نہ کرے سوائے بیماری کے جو اعضاء میں فساد پیدا کرے اور اس سے عبادت و طاعت میں سستی اور خلل آئے، یا بڑھاپے کے جو بے ضابطگی لائے اور عبادت میں سستی اور کمزوری پیدا کرے۔

این مثنوی از زبان پیر دستگیر خود سماع است۔

یہ مثنوی میرے پیر دستگیر کی زبان سے سنی ہے۔

نکردی در جوانی ہیچ کاری
بہ پیری کہ توانی کرد کاری
اگر خواہی خلاصی از اسیری
بکن ہم در جوانی کار پیری
جوانی گر بود بر طرز پیران
از او گردد دل ابلیس ویران

تونے جوانی میں کوئی کام نہ کیا،
بڑھاپے میں تو کیا کام کر سکے گا؟
اگر تو اسیری سے نجات چاہتا ہے،
جوانی میں ہی بوڑھوں کے کام کر لے۔
اگر جوانی بوڑھوں کے انداز پر ہو،
اس سے ابلیس کا دل ویران ہو جاتا ہے۔

یا انتظار می کند یکی از شما مرگی مسرع را۔ کہ ناگاہ پیک اجل بغتۃ آید و ترا کار ناساختہ از دنیا برباید۔

یا تم میں سے کوئی تیزی سے آنے والی موت کا انتظار کرتا ہے کہ اچانک موت کا پیک آئے اور تجھے ناتمام کاموں کے ساتھ دنیا سے لے جائے۔

سرمایہ عمر خود برباد مدہ، آتش شہوت را بہ آب ریاضت و مجاہدت فرو نشان و خاک بر سر

اپنی عمر کا سرمایہ برباد نہ کر، شہوت کی آگ کو ریاضت اور مجاہدت کے پانی سے بجھا، اور

ھوای نفس افشان، نعمت صحت و فراغت را ضیمت دان، خود را زیان زدہ مگر دان تا پشیمان نشوی و پریشان نگردی۔

نفس کی خواہشات پر خاک ڈال۔ صحت اور فراغت کی نعمت کو غنیمت سمجھ، خود کو نقصان میں نہ سمجھ تا کہ تو پشیمان اور پریشان نہ ہو۔

"قال النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم: نَعمَتَانِ مَغبُونٌ فِیھِمَا کَثِیرٌ مِنَ النَّاسِ الصِحَّۃُ وَالفَرَاغ۔"

فرمود صلی اللہ علیہ وسلم: دو نعمت است کہ حق تعالی بر بندگان دادہ است و زیان می خورند در آن نعمت بیشتر از مردمان۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جو اللہ تعالی نے بندوں کو دیں اور اکثر لوگ ان نعمتوں میں نقصان اٹھاتے ہیں، یعنی صحت اور فراغت۔

یعنی در صحت و فراغت از خواب غفلت بیدار شو و کار شو۔ از پیر دستگیر خود استماع است۔

یعنی صحت اور فراغت میں غفلت کی نیند سے بیدار ہو اور کام کر۔ پیر دستگیر سے خود سنی ہے۔

بیت:

بر سر این کار چرا خفتہ ای
کار چنان کن کہ پذیرفتہ ای
بی رنج کس را گنج میسر نشود و بی خار کس را گل دست ندہد بی مشقت کس راحت نیابد۔
نابردہ رنج گنج میسر نمی شود
مزد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد

اس کام پر تو کیوں سو رہا ہے؟
ایسا کام کر کہ قبول ہو جائے۔
بغیر رنج کے کسی کو خزانہ نہیں ملتا، اور بغیر کانٹوں کے کسی کو پھول ہاتھ نہیں آتا۔ بغیر مشقت کے کوئی راحت نہیں پاتا۔
بغیر رنج کے خزانہ میسر نہیں ہوتا، اے بھائی جان! مزدوہی پاتا ہے جس نے کام کیا۔

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حُفَّتِ الجَنَّۃُ بِالمَکَارِہ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّھوَاتِ۔"

رسول فرمود صلی اللہ علیہ وسلم: گرد گرفتہ است بہشت را دشواری و مشقت و ریاضت و گرد گرفتہ است دوزخ را شہوت و لذت و راحتہا یعنی بہ بہشت بہ ریاضت و مشقت و جان کندن برسی و بہ دوزخ بہ شہوت و لذت و راحت پیوندی۔	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کو مشقت اور ریاضت نے گھیر رکھا ہے اور دوزخ کو شہوت، لذت اور راحتوں نے گھیر رکھا ہے۔ یعنی جنت تک ریاضت، مشقت اور جان کنی سے پہنچا جاتا ہے اور دوزخ تک شہوت، لذت اور راحتوں سے ملاقات ہوتی ہے۔
در این معنی از پیر دستگیر خود سماع است۔	اس معنی میں پیر دستگیر سے سنا ہے۔
بیت:	
از کف این خاک بہ افسونگری چارہ آن ساز کہ جان چون بری مرغ نہ ای پر نتوانی برید تا نکنی جان نتوانی رسید	اس مٹی سے جادوگری کے ساتھ، ایسا چارہ کر کہ جب جان نکلے، تو پرندہ نہیں کہ پروں سے اڑ جائے، جب تک جان نہ دے، تو نہیں پہنچ سکتا۔
جان کندن آن است کہ بعد تصحیح توبہ و ارادت بہ شیخ و مرشد کامل بہ شدت ریاضت وصیام نہار و قیام لیل و قلت طعام و منام و کلام و کثرت نوافل و نماز معکوس و صوم وصال و طی بسیار تلاوت و مداومت ذکر لا الہ الا اللہ و باستقامت و مجاہدت تزکیہ و تبدیل اوصاف ذمیمہ بہ اوصاف حمیدہ و اوصاف بہیمہ بہ اوصاف ملکی، نفس امارہ را مزگی گرداند۔	جان کنی وہ ہے کہ توبہ کی تصحیح اور کامل شیخ و مرشد کی ارادت کے بعد شدید ریاضت، دن کے روزوں، رات کے قیام، کم کھانے، کم سونے، کم بولنے، کثرت سے نوافل، معکوس نماز، صوم وصال، بہت زیادہ تلاوت، لا الہ الا اللہ کے ذکر کی مداومت، استقامت اور مجاہدت سے تزکیہ نفس کرنا، اور بری صفات کو اچھی صفات میں اور حیوانی صفات کو فرشتوں کی صفات میں بدلنا، اور نفس امارہ کو زیر کرنا ہے۔

بعد از آن بہ تصفیہ و تخلیہ و تجلیہ دل مشغول شود. تصفیہ آنست کہ آئینہ دل را از زنگار ہموم و غموم دنیای دنی و میل بدو و از حرص و حسد و حب او و از اندیشہ لایعنی مصفا و منقا دارد۔	اس کے بعد دل کو تصفیہ، تخلیہ اور تجلیہ سے مشغول کیا جائے۔ تصفیہ یہ ہے کہ دل کے آئینے کو دنیاوی پریشانیوں، حرص، حسد، دنیا کی محبت اور بے معنی خیالات کے زنگ سے پاک اور صاف کیا جائے۔
تخلیہ آنست کہ دل از غوغای غیر حق و از اندیشہ ماسوی اللہ اگرچہ پلک چشم باشد خالی دارد و پاسبانی دل خود کند یعنی غیر حق چیزی را بہ دل راہ ندہد. اگر چیزی در دل بگذرد از خواطر آن را منفی کند۔	تخلیہ یہ ہے کہ دل کو غیر حق کے ہنگاموں اور اللہ کے سوا کے خیالات سے، خواہ وہ پلک جھپکنے جتنا ہی کیوں نہ ہو، خالی رکھا جائے اور دل کی پاسبانی کی جائے، یعنی غیر حق کو دل میں راہ نہ دی جائے۔ اگر کوئی خیال دل میں آئے تو اسے منفی کر دیا جائے۔
بیت: چو داری مونسی چون قل ہو اللہ خطی در کش بہ گرد ماسوی اللہ	جب تیرا ساتھی قل ہو اللہ "ہو، اللہ کے سوا ہر چیز کے گرد خط کھینچ دے۔
تجلیہ آنست کہ بہ انوار ذکر و شوق و محبت و اسرار و انوار مشاہدہ پروردگار کہ پیغامبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم: وَاعبد رَبّکَ کَانّکَ تَرَاہُ فَاِن لَم تَکُن تَرَاہُ فَاِنّہ یرَاکَ "دل را متجلی و منور گرداند۔	تجلیہ یہ ہے کہ ذکر، شوق، محبت اور پروردگار کے مشاہدے کے اسرار و انوار سے دل روشن کیا جائے، جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے رب کی عبادت اس طرح کر جیسے تو اسے دیکھ رہا ہو، اور اگر تو اسے نہ دیکھ رہا ہو تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ دل کو روشن اور منور کر۔
عزیز من! دل خود را پاک دار از ہموم و غموم و حب و حرص دنیای دنی و از لوح ضمیر نقوش غیر حق بشو و در صفحہ دل نقش اللہ کالنقش فی	اے میرے عزیز! اپنے دل کو دنیاوی پریشانیوں، محبت اور حرص سے پاک رکھ، اور اپنے ضمیر کے لوح سے غیر حق کے نقوش

الحجر نگارو بہ دیدہ دل بہ نظر خیال درآن نقش اللہ نظر کن۔	دھوڈال، اور دل کے صفحے پر اللہ کا نقش پتھر پر کندہ نقش کی طرح نگار کر، اور دل کی آنکھ سے خیال کی نظر سے اس نقش اللہ پر غور کر۔
شاید کہ از ہموم وغموم دنیای فانی و اندیشہ لایعنی وخطرات غیر ربانی نجات یابی وتفرقہ بگذری و بہ جمع بری و بہ عبادت پاس انفس دست یابی۔ مصرع:	شاید کہ تو دنیاوی پریشانیوں، بے معنی خیالات اور غیر ربانی خطرات سے نجات پا لے، اور تفرقہ سے گزر کر جمع کی حالت تک پہنچ جائے، اور سانسوں کی حفاظت والی عبادت تک رسائی حاصل کرلے۔
اللہ بس است عاشقان را	عاشقوں کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔
یعنی نقش اللہ بس است برای محو نقوش غیر اللہ۔	یعنی اللہ کا نقش غیر اللہ کے نقوش کو مٹانے کے لیے کافی ہے۔
رباعی: گر مرا یار شوی من نکنم یار دگر جملہ را ترک کنم من بکنم کار دگر نقش زیبای تو آورد مرا بر در تو فارغم کرد ز نقش در و دیوار دگر	اگر تو میرا یار بن جائے تو میں کسی اور کو یار نہ بناؤں گا، میں سب کچھ ترک کر دوں گا اور دوسرا کام کروں گا۔ تیرے خوبصورت نقش نے مجھے تیرے در پر لایا، اس نے مجھے دوسری دیواروں اور دروازوں کے نقش سے آزاد کر دیا۔
تنی کہ بہ اقذار و ادناس و انجاس ملوث بود سجدہ حق تعالی را نشاید۔	وہ جسم جو گندگیوں اور نجاستوں سے آلودہ ہو، اللہ تعالیٰ کے سجدے کے لائق نہیں۔
پس دلی کہ بہ اقذار و ادناس حرص وحب دنیا وہموم وغموم دنیای دنی وجیفہ کنیفہ ملوث بود چگونہ محبت وشوق ومعرفت و انوار مشاہدہ اسرار حق تعالی را شاید لذت شوق ولقا ومحبت	پس وہ دل جو دنیا کی حرص، محبت، دنیاوی پریشانیوں اور گندگیوں سے آلودہ ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی محبت، شوق، معرفت اور اسرار کے مشاہدے کے انوار کے لائق کیسے ہو سکتا

ومعرفت و انوار مشاہدہ حق تعالی درآن دل چگونہ فرود آید و دریچہ دل براو کی گشاید و اسرار الٰہی و رموز نامتناہی براو کی روی نماید۔	ہے؟ شوق، لقاء، محبت، معرفت اور اللہ تعالیٰ کے مشاہدے کے انوار اس دل میں کیسے اتر سکتے ہیں؟ اس کا دریچہ اس کے لیے کیسے کھل سکتا ہے اور الٰہی اسرار اور لامتناہی رموز اس پر کیسے ظاہر ہو سکتے ہیں؟
مولانای روم می فرماید۔ بیت: من بر دریچہ دل بس گوش جان نہادم چندان سخن شنیدم اما دو لب ندیدم	مولانا رومی فرماتے ہیں۔ میں نے دل کے دریچے پر جان کا کان لگایا، بہت سی باتیں سنیں مگر ہونٹ نہ دیکھے۔
زیرا چہ آن دل بہ حب وحرص دنیای فانی و اشتغال لایعنی ملوث گشتہ، بہ اقوال مشائخ ربانی: مَا شَغَلَکَ عَنِ الحَقِّ فَهُوَ صَنَمُکَ" بتخانہ گشتہ است۔ ولی بزرگی می فرماید۔	کیونکہ وہ دل جو دنیا کی محبت، حرص اور بے معنی مشاغل سے آلودہ ہو گیا، مشائخ ربانی کے اقوال کے مطابق: جو چیز تجھے حق سے مشغول کرے وہی تیرا بت ہے۔ اور وہ دل بت خانہ بن گیا ہے۔ لیکن ایک بزرگ فرماتے ہیں۔
بیت: دل عرش اعظم است بکن خالی از بتان بیت المقدس است مکن بتگری درآن	دل عظیم عرش ہے، اسے بتوں سے خالی کر، یہ بیت المقدس ہے، اس میں بت پرستی نہ کر۔
بیت: دل یکی منظری ست ربانی خانہ دیو را چہ دل خوانی	دل ایک ربانی منظر ہے، دیو کا گھر اسے دل کیسے کہہ سکتے ہیں؟
قال اللہ تعالی: يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ۔ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ" یعنی روز قیامت نفع نکند مال وفرزند مگر کسی کہ بیاید بہ خدای تعالی با دل سلیم۔ سلیم بہ	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کے پاس پاک دل لے کر آئے۔ سلیم سے مراد وہ دل جو حسد، حرص، دنیا کی

معنی سالم از رشک و حرص و حب وھوای دنیا۔	محبت اور خواہشات سے پاک ہو۔
شیخ عبداللہ انصاری گوید: دل را سلیم کن و آنگہ بہ حق تسلیم کن یعنی دل را از شک وشبہ و حرص وحب دنیای فانی واشتغال لایعنی واز غیر خدا سالم وخالی دار وآنگھی بہ حق سپار۔	شیخ عبداللہ انصاری فرماتے ہیں: دل کو سلیم (پاک) کر اور پھر اسے حق کے سپرد کر، یعنی دل کو شک، شبہ، دنیا کی حرص ومحبت، بے معنی مشاغل اور غیر خدا سے پاک اور خالی رکھ، اور پھر اسے حق کے حوالے کر۔
و در دل غیر حق چیزی مگذار تا نازل گردد اسرار وانوار کردگار و ہر دل کہ با اشتغال لا یعنی وحب وحرص دنیای فانی مملو بود آن دل سقیم ولئیم بود و ہر دل کہ این اسقام نجات یافت سلیم وکریم بود۔	اور دل میں غیر حق کوئی چیز نہ رکھ تا کہ کردگار کے اسرار وانوار نازل ہوں۔ اور جو دل بے معنی مشاغل اور دنیا کی حرص ومحبت سے بھرا ہو وہ بیمار اور ذلیل ہے، اور جو دل ان بیماریوں سے نجات پالے وہ سلیم اور کریم ہے۔
”و قال علیه السلام: اَلَا اَنَّ فِی جَسَدِ اِبنِ آدَمَ مضغة اذا صَلَحَت صَلَحَ الجَسَدُ کُلُّه وَ اِذَا فَسَدَت فَسَدَ الجَسَدُ کُلُّه اَلَا وَهیَ القَلبُ“	حضرت علیہ السلام نے فرمایا: خبردار! ابن آدم کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے، اگر وہ ٹھیک ہو تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے، اور اگر وہ خراب ہو تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ خبردار! وہ دل ہے۔
ہر دل کہ از حب وحرص دنیای فانی واشتغال لا یعنی مردہ و فاسد شدہ باشد اگر وعظ و نصیحت جملہ قرآن و احادیث و اقوال مشائخ بر وخوانی ہیچ سود ندارد و بیدار نگردد بلکہ او را وحشت پدید آید نتواند شنید۔	جو دل دنیا کی محبت، حرص اور بے معنی مشاغل سے مردہ اور فاسد ہو چکا ہو، اسے قرآن، احادیث اور مشائخ کے اقوال کی نصیحت پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا، وہ بیدار نہیں ہوتا، بلکہ اسے وحشت پیدا ہوتی

	ہے اور وہ سن نہیں سکتا۔
زیرا چہ از غایت حب وحرص دنیای فانی و اوصاف مذمومہ آن دل مردہ است۔	کیونکہ دنیا کی شدید محبت، حرص اور مذموم صفات سے وہ دل مردہ ہو چکا ہے۔
قال اللہ تعالی: فَاِنَّکَ لَا تُسمِعُ المَوتٰی وَ لَا تُسمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاء	
یعنی بہ درستی کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو نتوانی شنوانیدن مردگان را کہ قابل شنوائی نیند.	اللہ تعالی نے فرمایا: بے شک، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! تو مردوں کو نہیں سنا سکتا جو سننے کے قابل نہیں ہیں۔
اگر حکایت دنیا وابنای دنیا و حکایت لایعنی بر ایشان بگوی بگوش وہوش وراحت شنوند و خوش وشادان شنوند ولذت گیرند۔	اگر دنیا اور دنیا والوں کی یا بے معنی باتوں کی حکایت ان سے کہی جائے تو وہ کان اور ہوش سے آرام سے سنیں گے، خوش اور شادمان ہو کر سنیں گے اور لذت لیں گے۔
آری جعل را بوی گل وگلاب ہلاک کند۔ بوی عذرہ وکریہہ موجب حیات ونشاط وی باشد۔	ہاں، کیڑے کو گل وگلاب کی خوشبو ہلاک کر دیتی ہے، جبکہ گندگی اور بدبو اس کی حیات اور نشاط کا باعث بنتی ہے۔
شیخ فریدالدین عطار در اسرار نامہ بہ نظم آوردہ است۔ کناسی در محلہ عطاران می گذشت بوی عطریات در دماغش رسید بیہوش افتاد و در جان کندن شد۔ عطاران گلاب وعطریات در روی اومی زدند۔ بیہوش تر وبی ضبط تر می شد۔ حکیمی بر سر وقت او رسید۔ پرسید چیست؟ حسب حالش باز نمودند قدری عذرہ نزدیک بینی او داشت۔	شیخ فریدالدین عطار نے اسرار نامہ میں نظم کی ہے: ایک گندہ کیڑا عطاروں کے محلے سے گزر رہا تھا، عطر کی خوشبو اس کے دماغ میں گئی تو وہ بے ہوش ہو کر جان کنی کی حالت میں پہنچ گیا۔ عطار اس کے منہ پر گلاب اور عطر چھڑکتے رہے، وہ اور زیادہ بے ہوش اور بے قابو ہوتا گیا۔ ایک حکیم اس کے پاس آیا، پوچھا کہ کیا ہوا؟ اس کی حالت بیان کی

فی الحال بہ ہوش آمد و در نشاط شد۔

شیخ مذکور در منطق الطیر بہ نظم آوردہ است۔ دیوانہ بود در ویرانہ ناگاہ بہ شہری رسید۔ بینی گرفتہ ماندی۔ گفتند: چرا بینی گرفتہ می مانی۔ گفتی: از بوی گندگی دنیا۔

عزیز من! این بوی گندگی دنیا در دماغ شہبازی رسید کہ مرغ جانش از گلستان وصال دوست بوی یافتہ باشد و از گلزار شوق و محبت حق تعالیٰ نسیمی بہ مشامش رسید و لذت شہد معرفت چون زنبور چشیدہ و صحن دل از غوغای بتان اغیار چون غبار رفتہ۔

بیت:

دل عرش اعظم ست بکن خالی از بتان
بیت المقدس است مکن جائی بتگری

نہ در دماغ کسی کہ ہمچو جعل خود را بہ جیفہ دنیا پیچیدہ و از گلزار شوق و محبت حق تعالیٰ بوی بہ دماغش نرسیدہ و چون کناس در مزبلہ دنیا خو

گئی تو اس نے تھوڑی سی گندگی اس کے ناک کے قریب رکھی۔ فوراً وہ ہوش میں آیا اور خوشی سے بھر گیا۔

شیخ نے منطق الطیر میں نظم کی ہے: ایک دیوانہ ویرانے میں تھا، اچانک شہر میں پہنچا۔ اس نے ناک پکڑ لی۔ لوگوں نے پوچھا: کیوں ناک پکڑ کر رہتا ہے؟ اس نے کہا: دنیا کی گندگی کی بو سے۔

اے میرے عزیز! یہ دنیا کی گندگی کی بو اس شہباز کے دماغ تک پہنچی جس کی جان کا پرندہ دوست کے وصال کے گلستان کی خوشبو سے آشنا ہو، اور حق تعالیٰ کے شوق و محبت کے گلزار سے نسیم اس کے مشام تک پہنچا ہو، اور اس نے معرفت کا شہد بھونرے کی طرح چکھا ہو، اور اس کے دل کا صحن غیر کے بتوں کے ہنگاموں سے گرد کی طرح صاف ہو گیا ہو۔

دل عظیم عرش ہے، اسے بتوں سے خالی کر، یہ بیت المقدس ہے، اسے بت پرستی کی جگہ نہ بنا۔

نہ اس کے دماغ میں جو کیڑے کی طرح خود کو دنیا کی گندگی میں لپیٹ لیتا ہے، اور حق تعالیٰ کے شوق و محبت کے گلزار کی خوشبو اس

کردہ و دماغش از بوی کریہہ دنیا پر شدہ و دنیا را مقصد و مقصود خود کردہ و دماغش از بوی کنیفہ دنیا ساختہ و ہمت و نہمت بر دنیا گماشتہ و غم دین از میان برداشتہ و مرگ و احوال قیامت فراموش کردہ و عمر بہ غفلت دادہ، آتش شہوت برافروختہ و آبروی خود در طلب دنیا ریختہ و خاک مذلت بر سر افگندہ۔

خوش می گوید آن شہسوار میدان طریقت و آن سپہ سالار جنود حقیقت و آن مست شراب شوق معرفت حضرت غفار شیخ فریدالدین عطار۔

ابیات:

در غم دنیا گرفتار آمدی
خاک بر فرقت کہ مردار آمدی
تشنہ مردار دنیا آمدی
لاجرم مہجور عقبی آمدی
ہر کہ مشغولت کند از کردگار
بت بود در خاک افگن زینہار
ہست دنیا آتشی افروختہ

کے دماغ تک نہیں پہنچتی، اور وہ گندگی اٹھانے والے کی طرح دنیا کے کوڑے دان میں عادی ہو جاتا ہے، اس کا دماغ دنیا کی بدبو سے بھر جاتا ہے، اور وہ دنیا کو اپنا مقصد و مقصود بنا لیتا ہے، اس کا دماغ دنیا کی گندگی سے بنا ہوتا ہے، اس نے اپنی ہمت اور نعمت دنیا پر لگا دی، دین کا غم دل سے نکال دیا، موت اور قیامت کے احوال بھلا دیے، عمر غفلت میں گزار دی، شہوت کی آگ بھڑکائی، اپنی عزت دنیا کے حصول میں لٹائی، اور ذلت کی خاک سر پر اڑائی۔

خوب کہتا ہے وہ طریقت کے میدان کا شہسوار، حقیقت کے لشکر کا سپہ سالار، اور معرفت کے شراب شوق کا مست، حضرت غفار شیخ فریدالدین عطار:

تو دنیا کے غم میں گرفتار ہوا،
تیرے سر پر خاک کہ تو مردار ہوا۔
تو دنیا کی گندگی کا تشنہ ہوا،
لازماً تو آخرت سے محروم ہوا۔
جو کوئی تجھے کردگار سے مشغول کرے،
وہ بت ہے، اسے خاک میں ملا، خبردار!
دنیا ایک ایسی آگ ہے جو بھڑکائی گئی،

ہر زمان خلقی دگر را سوختہ	ہر وقت ایک نئی خلقت کو جلاتی ہے۔
کار دنیا چیست بی کاری ہمہ	دنیا کا کام کیا ہے؟ سب بے کاری،
چیست بی کاری گرفتاری ہمہ	اور بے کاری کیا ہے؟ سب گرفتاری۔
عزیز من! جملہ دنیا بہ کام دل خوردہ گیر و شراب او بہ جام عیش و عشرت آشامیدہ گیر و آرزوہای نفس امارہ بدو رسانیدہ گیر و شہوتہای او بدو دادہ گیر و لذت انواع نعم و دولت و عزت دنیا چشیدہ گیر و ہمہ دنیا در قبض و تصرف خود آوردہ گیر و قصرہا و بارگاہ بہ عیوق ہا برآوردہ گیر. آخر شوی بہ خاک اسیر و گردی طعمہ کرمان حقیر از شدت گور برآری ہزاران نفیر و درمانی بہ سؤال منکر و نکیر و ہیچ چیز نگردد ترا دستگیر مگر فضل خداوند قدیر۔	اے میرے عزیز! ساری دنیا کو دل کی خواہش کے مطابق لے لے، اس کا شراب عیش و عشرت کے جام میں پی لے، نفس امارہ کی آرزوؤں کو اس سے پورا کر لے، اس کی شہوتوں کو اس سے دے لے، دنیا کی نعمتوں، دولت اور عزت کے لذت چکھ لے، ساری دنیا کو اپنے قبضے اور تصرف میں لے آ، قصر اور بارگاہ عیوق تک بنا لے۔ آخر کار تو خاک کا اسیر ہو جائے گا اور حقیر کیڑوں کا لقمہ بن جائے گا، قبر کی شدت سے ہزاروں چیخیں نکالیں گی، منکر و نکیر کے سوالوں کا علاج نہ ہوگا، اور کوئی چیز تیرے کام نہ آئے گی سوائے اللہ قدیر کے فضل کے۔
امام المسلمین ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ می فرماید۔ شعر:	امام المسلمین ابوحنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
ھب ان النفس قد بلغت مناھا	فرض کر کہ نفس نے اپنی مراد پالی،
الم تکن المنۃ منتھاھا	کیا اس کی منت اس کا انجام نہ ہوگی؟
رفیق سار أفاعتبر اعتبارا	اے رفیق! عبرت لے، عبرت سے غور کر،
و عمرک طار فانتبہ انتباھا	تیرا عمر اڑ گیا، ہوش میں آ، بیدار ہو۔

صرفنا العمر فی لعب و لھو	ہم نے عمر کو کھیل اور لہو میں صرف کیا، ہائے،
فاھا ثم آھا ثم آھا	پھر ہائے، پھر ہائے!
الھی ما عصیتک من عناد	اے الہی! میں نے تیری نافرمانی عناد سے
ولکن شقوتی بلغت بلاھا	نہ کی، لیکن میری بدبختی اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔
و متی خبرت ان الشمس انثی	میں نے کب جانا کہ سورج مادہ ہے، میری
منعنی عفنی من ان اراھا	شرم نے مجھے اسے دیکھنے سے روک دیا۔
احب الصالحین ولست فیھم	میں صالحین سے محبت کرتا ہوں مگر ان میں
لعل اللہ رزقنی فلاحا	نہیں، شاید اللہ مجھے فلاح عطا کرے۔
ہیہات ہیہات یک ساعت از خواب غفلت بیدار شو کہ عمر را مہلتی و مدتی معین نہ، پیک اجل ناگاہ و بی آگاہ درآید، خام و نیم پختہ و پختہ ہمہ را برباید.	ہائے ہائے! ایک گھڑی کے لیے غفلت کی نیند سے بیدار ہو کہ عمر کو کوئی مہلت اور مقررہ مدت نہیں، موت کا پیک اچانک اور بغیر اطلاع کے آتا ہے، خام، نیم پختہ اور پختہ سب کو لے جاتا ہے۔
ایام دیگر دست نیاید و عمر را اعتبار نشاید۔ فرصت بسیار نیاید کہ: الفُرصَةُ تَمرُّ مَرَّ السَّحَاب "، یعنی فرصت سبک تر و زودتر می گزرد ہمچو گذشتن ابر۔ نیکو بیاندیش۔	دوسرے دن ہاتھ نہیں آتے اور عمر پر اعتبار نہیں۔ موقع زیادہ نہیں ملتا کیونکہ موقع ابر کی طرح تیزی سے گزر جاتا ہے۔ اچھی طرح سوچ۔
بیت:	
غافل مباش از تو یکی مرد عاقلی	غافل نہ رہ، تجھ سے ایک عقلمند انسان بن،
دریاب فرصتی تو اگر صاحب دلی	موقع کو پکڑ لے اگر تو صاحب دل ہے۔
فرصت غنیمت شمار. باشد کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را و در آثار آمد است کہ ہر روز کہ برمی آید برین حیلہ گویان برمی آید۔	موقع کو غنیمت سمجھ۔ شاید کہ دوبارہ ایسے دن نہ مل سکیں۔ آثار میں یہ ہے کہ ہر روز جو طلوع ہوتا ہے، اس حیلے سے کہتا ہے:

"یا ابن آدم اغتنمی و خذ حظک منی فمتی افارقک لا اغوذ الیک ابدا" یعنی ای فرزند آدم غنیمت دار مرا و بگیر نصیب خود از من یعنی حسنات و خیرات، پس آن باگنم که جدا شوم من از تو باز نگردم به تو ہرگز۔	اے ابن آدم! مجھے غنیمت سمجھ اور مجھ سے اپنا حصہ لے، یعنی نیکیاں اور خیرات، کیونکہ جب میں تجھ سے جدا ہو جاؤں گا تو کبھی تیرے پاس واپس نہ آؤں گا۔
خوش گفت آنکہ گفت۔	خوب کہا اس نے جس نے کہا:
بیت:	
امروز کہ روز عمر برجاست	آج جب کہ عمر کا دن باقی ہے،
می باید کرد کار خود راست	اپنا کام درست کرنا چاہیے۔
فردا چو اجل عنان بگیرد	کل جب موت کی لگام ہاتھ میں لے گی،
عذر من و تو کجا پذیرد	ہمارا اور تیرا عذر کہاں قبول ہوگا؟
ہر چہ امروز غیر حق تعالی دلبند توست فردا پای بند تو گردد نہ دستگیر تو شود و بند راہ نجات تو بود نہ سبب نجات تو شود۔	جو کچھ آج غیر اللہ تعالیٰ تیرا دلبند ہے، کل وہ تیری پابند بنے گا، تیرا دستگیر نہیں ہوگا، اور تیری نجات کا راستہ بند کرے گا، نہ کہ تیری نجات کا سبب بنے گا۔
ہر کہ امروز جانان توست فردا سبب ہلاک جان توست و ہر چہ امروز غیر خدای تعالی مونس توست فردا سبب وحشت توست۔	جو آج تیرا جانان ہے، کل وہ تیری جان کی ہلاکت کا سبب ہوگا، اور جو آج غیر اللہ تعالیٰ تیرا مونس ہے، کل وہ تیری وحشت کا سبب ہوگا۔
پس پیش از مرگ دل را از ہمہ باید برید و شربت "موتوا قبل ان تموتوا" چشید و	پس موت سے پہلے دل کو سب سے کاٹ لینا چاہیے، "موت سے پہلے مرو" کا

پردہ غفلت باید برید و بہمت سوی حق تعالی باید پرید۔	شربت چکھنا چاہیے، غفلت کا پردہ چاک کرنا چاہیے، اور ہمت کے پر لگا کر حق تعالیٰ کی طرف اڑنا چاہیے۔
شعر:	
ای دل ببر از ہر چہ ترا پیوند است زیرا ہمہ بر جان تو فردا بند است	اے دل! ہر اس چیز سے رشتہ توڑ جو تجھے باندھتی ہے، کیونکہ کل یہ سب تیری جان کے لیے بند بن جائے گی۔
سودی طلب از عمر کہ سرمایہ عمر روزی چند است و کس نداند چند است	عمر سے نفع مانگ کیونکہ عمر کا سرمایہ، چند روز کا ہے اور کوئی نہیں جانتا کتنا ہے۔
آری بیچارہ غریب در کربت شدت غربت گرفتار و وصول بہ وطن محبوب سخت دشوار، راہ خطرناک و آفات راہ نامحصور و مرکب لنگ و منزل دور و محبوب بے نیاز و غیور، نہ امکان بودن بے دوست و نہ مقدور رسیدن بدوست۔	ہاں، بیچارہ غریب غربت کی شدت میں گرفتار ہے، اور محبوب کے وطن تک رسائی بہت دشوار ہے۔ راستہ خطرناک ہے، آفات لا متناہی ہیں، سواری لنگڑی ہے، منزل دور ہے، محبوب بے نیاز اور غیرت مند ہے، نہ دوست کے بغیر رہنا ممکن ہے اور نہ دوست تک پہنچنا مقدور ہے۔
بیت:	
راہ نہ ایمن است و منزل دور مرکبت سخت لنگ و یار غیور	راستہ محفوظ نہیں اور منزل دور ہے، تیری سواری سخت لنگڑی اور یار غیرت مند ہے۔
"واوحی اللہ تعالی الی داؤد بشر المذنبین بانی غفور وانذر الصدیقین بانی غیور"	
وحی کرد حق تعالی سوی داود علیہ السلام کہ ای داود! بشارت دہ گنہگاروں را کہ من غفورم از بسیاری گنہکاری و تباہ کرداری، نومید مشوید	اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے داؤد! گنہگاروں کو بشارت دے کہ میں بہت بخشنے والا ہوں، بہت گناہوں

و دست بر فتراک امید مغفرت ما زنید که سرگشتگان منزل عصیان و پا از ته رفتگان کوی طغیان را آمرزنده ام منم و بترسان صدیقان را که من غیورم۔

اور تباہ کاریوں سے، ناامید نہ ہوں اور میری مغفرت کی امید کے فتراک کو تھامے رکھیں کہ عصیان کے گھر میں سرگرداں اور طغیان کی گلی میں پاؤں سے گئے ہوؤں کو میں ہی معاف کرنے والا ہوں۔ اور صدیقوں کو ڈراؤ کہ میں غیرت مند ہوں۔

از بسیاری صدق و خیرات و حسنات مغرور و فریفتہ مشوید و بدان عجب و اتکا مکنید کہ آن بہ توفیق و خلقت ماست، نہ بہ ایجاد شماست و از عدل ما بترسید۔ اگر فضل کنم نجات یابید و اگر عدل کنم درمانید۔

اپنی صداقت، نیکیوں اور حسنات کی کثرت سے مغرور اور فریب نہ کھاؤ، اور اس پر عجب اور بھروسہ نہ کرو کیونکہ یہ ہماری توفیق اور خلقت سے ہے، تمہارے بنانے سے نہیں، اور ہمارے عدل سے ڈرو۔ اگر میں فضل کروں تو نجات پاؤ گے، اور اگر عدل کروں تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

رباعی:

گفتم نکنم گنہ ہمی کردہ شود
زہری ست کہ بی گمان ہمی خوردہ شود
گر عدل کنی تو آبرویم ببری
ور فضل کنی تو کردہ ناکردہ شود

میں نے کہا کہ گناہ نہ کروں، مگر ہوتا رہا، یہ زہر ہے جو یقیناً کھایا جاتا رہا۔ اگر تو عدل کرے تو میری عزت لے جائے گا، اور اگر تو فضل کرے تو کیا ہوا نہ کیا ہوا۔

مردان دین از درد دین و از غربت غربت و حرقت فرقت محبوب، چو تیغ ہای ریاضت و خنجر ہای مخالفت بر تارک نفس امارہ خود زدہ اند، وقتی او را بہ مراد خود نرسانیدہ اند و ہموارہ با خود در جنگ و تشنہ خون خود بودہ اند۔

دین کے مردوں نے دین کے درد، غربت کی غربت اور محبوب کی جدائی کی تپش سے، ریاضت کی تلواروں اور مخالفت کے خنجروں سے اپنے نفس امارہ کے سر پر ضرب لگائی ہے، اسے کبھی اپنی مراد تک نہیں پہنچنے دیا اور ہمیشہ اپنے آپ سے جنگ میں اور اپنے

خون کے پیاسے رہے ہیں۔

بیت:

عاشقانش کہ در پی وصل اند
ہمگی تشنگان خون خود اند

اس کے عاشق جو وصال کے پیچھے ہیں، سب کے سب اپنے خون کے پیاسے ہیں۔

شیخ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز فرمود: سی و چند سال شیخ عبداللہ سری سقطی را پہلو بر زمین آوردہ کسی ندید مگر در مرض موت و از شیخ جنید محکی است کہ گفت: سی سال در دہلیز شیخ عبداللہ سری سقطی پاسبانی دل کردم یعنی غیر حق تعالی چیزی در دل خود نگذرانیدم و سی سال نماز عشا و فجر بہ یک وضو گذاردم۔

شیخ جنید بغدادی قدس سرہ العزیز نے فرمایا: تیس اور کچھ سالوں تک شیخ عبداللہ سری سقطی کو کبھی پہلو زمین پر رکھتے نہیں دیکھا سوائے مرض موت کے۔ اور شیخ جنید سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: تیس سال تک میں نے شیخ عبداللہ سری سقطی کے دہلیز میں دل کی پاسبانی کی، یعنی غیر حق تعالی کو دل میں راہ نہ دی، اور تیس سال تک میں نے عشا اور فجر کی نمازیں ایک وضو سے ادا کیں۔

در دل من گذشت کہ من بہ مقامی رسیدم۔ ہاتفی آواز داد کہ ای جنید! وقت آنست کہ گوشہ زنار بہ تو باز نمایم۔ گفتم گناہ من چیست؟ جواب آمد وُجودَ ذَنب لَا یقَاس بِہا ذنب" یعنی ہنوز ہستی خودی بینی و در ما فانی نشدی۔

میرے دل میں خیال آیا کہ میں کسی مقام تک پہنچ گیا۔ ایک آواز آئی کہ اے جنید! اب وقت ہے کہ زنار کا گوشہ تجھے دکھاؤں۔ میں نے کہا: میرا گناہ کیا ہے؟ جواب آیا: "تیری ہستی ہی گناہ ہے جس کا کوئی مقابلہ نہیں"، یعنی تو ابھی اپنی ہستی دیکھتا ہے اور ہم میں فانی نہیں ہوا۔

پیر دستگیر این فقیر ارشاد فرمود۔ بیت:

چنان در اسم او کن جسم پنہان

پیر دستگیر نے مجھ سے ارشاد فرمایا۔

اس کے نام میں اس طرح جسم کو چھپالے،

کہ می گردد الف در بسم پنہان	جس طرح بسم "میں الف چھپ جاتا ہے۔
مردی از سلطان العارفین شیخ بایزید درخواست کرد از ریاضت ہای کہ در راہ حق تعالی دیدی چیز بہ ما باز گوید. گفت: شما طاقت شنیدن آن ندارید اما اندک و سہل۔ زخمی کہ بر نفس خود زادہ ام بگویم۔	ایک آدمی نے سلطان العارفین شیخ بایزید سے درخواست کی کہ تم نے حق تعالیٰ کے راستے میں جو ریاضتیں دیکھیں، ہمیں کچھ بتاؤ۔ انہوں نے کہا: تم اسے سننے کی طاقت نہیں رکھتے، لیکن ایک ہلکی سی بات بتاتا ہوں۔ وہ زخم جو میں نے اپنے نفس پر لگایا، وہ بتاتا ہوں۔
روزی روزہ دار بودم، نماز شام نفسک امارہ تشنہ شد . گفتم یک دوگانہ بہ حضور دل بگزارم تا ترا آب دہم۔ یک دوگانہ دیگر گزاردم باز گفتم این دوگانہ ہم دلپسند نیست تا آخر شب یکان دوگانہ گزاردم تا صبح آواز بانگ نماز شنیدم۔ گفتم: اللھم انی نوت الصوم" نیت روزہ کردم . نفسک بہ آب نرسید۔	ایک دن میں روزہ دار تھا، شام کی نماز کے وقت میرا نفس امارہ تشنہ ہوا۔ میں نے کہا: ایک دوگانہ دل کی موجودگی میں پڑھتا ہوں پھر تجھے پانی دوں گا۔ ایک اور دوگانہ پڑھا، پھر کہا: یہ دوگانہ بھی دل پسند نہیں۔ رات بھر دو دوگانہ پڑھتا رہا یہاں تک کہ صبح کی اذان کی آواز سنی۔ میں نے کہا: الٰہی! میں نے روزے کی نیت کی۔ روزے کی نیت کر لی، نفس کو پانی نہ ملا۔
نظم:	
خوش می گوید آن مست شراب مشتاقی و آن عاشق دیدار حسن باقی شیخ فریدالدین عراقی	خوب کہتا ہے وہ شوق کی شراب کا مست اور حسن باقی کے دیدار کا عاشق، شیخ فریدالدین عراقی:
آنانکہ گوی عشق ز میدان ربودہ اند بنگر کہ وقت کار چہ جولان نمودہ اند خود را چو گوی در خم چوگان فگندہ اند گوی مراد از خم چوگان ربودہ اند	وہ جو عشق کی گیند کو میدان سے چھین لے گئے، دیکھ کہ وقت کام پر انہوں نے کیسا جولان دکھایا۔ خود کو گوی کی طرح چوگان کے خم میں ڈال دیا، مراد کی گیند کو چوگان کے خم سے چھین لیا۔

کشت امید را ز دو چشم آب دادہ اند بنگر برش چگونہ فراوان درودہ اند در وسع آدمی نبود آنچہ کردہ اند ایشان مگر ز طینت انسان نبودہ اند	امید کی کھیتی کو دونوں آنکھوں سے پانی دیا، دیکھ کہ انہوں نے کیسے وافر درود پڑھے۔ انسان کے بس کی بات نہیں جو انہوں نے کیا، شاید وہ انسان کی طینت سے نہ تھے۔
آری چہ توان کرد کلاہ اقبال بر سر ایشان و قبای سعادت در بر ایشان و کمر بند دولت در کمر ایشان و عنان توفیق بہ دست ایشان درست و چست بہ آسان آمد۔	ہاں، کیا کیا جا سکتا ہے؟ اقبال کی ٹوپی ان کے سر پر، سعادت کا قبا ان کے بدن پر، دولت کا کمر بند ان کی کمر پر، اور توفیق کی لگام ان کے ہاتھ میں درست اور چست آسانی سے آئی۔
یوسف توفیق ما در چاہ و گلیم بخت ما سیاہ و نصیب ما دوری از راہ آمد کہ کار بہ گفت و گو و تکلف راست نیاید۔	ہماری توفیق کا یوسف کنویں میں، ہمارے بخت کا گلیم سیاہ، اور ہمارا نصیب دوری سے آیا کہ کام باتیں اور تکلف سے درست نہیں ہوتا۔
جز آتش در جگر افگندن و آب در دیدہ کردن و خاک بر سر افشاندن و باد پیمودن ما را نشاید ۔ بیت	ترجمہ: سوائے جگر میں آگ لگانے، آنکھوں میں پانی بھرنے، سر پر خاک ڈالنے، اور ہوا کی طرح دوڑنے کے، ہمارے لیے اور کچھ مناسب نہیں۔
بیت:	
بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ	زمزم اور کوثر کے پانی سے سفید نہیں کیا جا سکتا، اس گلیم بخت کو جو سیاہ بُنا گیا۔
شور بختی را کہ برای دوری و مہجوری آفریدہ	بد بخت کو جو دوری اور ہجران کے لیے پیدا

اند برای شقاوت وخجالت وندامت آورده اند، اگر صد ہزار حیلہ و چارہ انگیزد بہ ہر راہی پوید، بہ ہزار ترانہ وبہانہ جوید جز سنگ شقاوت از راہ او برنخیزد ونتواند کہ دست بر فتراک توفیق آویزد۔	کیا گیا، شقاوت، شرمندگی، اور ندامت کے لیے لایا گیا۔ اگر وہ لاکھوں حیلے اور چارے کرے، ہر راہ پر چلے، ہزار ترانوں اور بہانوں سے ڈھونڈے، اس کی راہ سے شقاوت کا پتھر نہیں ہٹے گا، اور وہ توفیق کے فتراک کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔
رباعی: بگو چہ چارہ کنم چون از بخت یاری نیست وگرنہ ہجر تو دانی کہ اختیاری نیست ہزار چارہ برانگیختم وصال ترا ولی چہ سود کہ دولت بہ زور وزاری نیست	بتا کیا چارہ کروں جب بخت یاری نہیں دیتا، ورنہ تو جانتا ہے کہ ہجران اختیاری نہیں۔ ہزار چارے کیے تیرے وصال کے لیے، مگر کیا فائدہ جب دولت زور وزاری سے نہیں ملتی۔
خوش گفت آنکہ گفت۔ بیت: گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ سفید کردن آن نوعی از محالات است	خوب کہا اس نے جس نے کہا: جس کا گلیم بخت سیاہ بُنا گیا، اسے سفید کرنا محالات میں سے ہے۔
خوش گفت آنکہ گفت۔ مصراع: سیاہ را بہ تکلف سفید نتوان کرد	خوب کہا اس نے جس نے کہا: سیاہ کو تکلف سے سفید نہیں کیا جا سکتا۔
مردان قصد کعبہ کردند و بہ راہ جدہ کعبہ رفتند۔ ہر آیینہ بہ کعبہ مقصود رسیدند و چہرہ مطلوب دیدند۔	مردوں نے کعبہ کا قصد کیا اور کعبہ کی جدہ والی راہ پر چلے۔ یقیناً وہ اپنی مطلوبہ کعبہ تک پہنچے اور مطلوب کا چہرہ دیکھا۔
ما قصد کعبہ داریم و بہ راہ حبشہ می رویم لاجرم در میدان حیرت چون گوی سرگردان و حیران شدیم وچون چوگان سر افکندہ خجل و	ہم کعبہ کا قصد رکھتے ہیں مگر حبشہ کی راہ پر چلتے ہیں، لہذا حیرت کے میدان میں گوی کی طرح سرگرداں اور حیران ہو گئے، اور

خاسر ماندیم۔	چوگان کی طرح سر جھکائے شرمندہ اور نقصان اٹھانے والے رہ گئے۔
وموصوف بہ صفت حیاری وسکاری لا مسلمین ولا نصاری گشتیم۔	اور ہم حیرانی اور مستی کی صفت سے موصوف ہو گئے، نہ کاملاً مسلم رہے نہ حقیقۃً مددگار۔
چون از شادی ووصل محرومیم چرا ماتم ہجران نداریم ودست مصیبت بر سر معصیت نزنیم و پای طرب ونشاط نشکنیم۔	جب ہم وصال کی خوشی سے محروم ہیں تو ہجران کا ماتم کیوں نہیں رکھتے، گناہ پر مصیبت کا ہاتھ کیوں نہیں مارتے، اور طرب ونشاط کے پاؤں کیوں نہیں توڑتے؟
شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ العزیز می فرماید۔ بیت: چون نداری شادی از وصل یار خیز و برخود ماتم ہجران بدار	شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: جب تجھے یار کے وصال کی خوشی نہیں، اپنے لیے ہجران کا ماتم رکھ۔
حیاری جمع حیران وسکری جمع سکران یعنی در کاروبار دنیا ودر تحصیل دنیا حیران واز شراب حب وحرص دنیا سرگردان و حیران و مستی دین از خود دادہ از دست۔	حیاری حیرانوں کا جمع اور سکری مستوں کا جمع ہے، یعنی دنیا کے کاروبار اور دنیا کے حصول میں حیران، دنیا کی محبت وحرص کے شراب سے سرگرداں اور حیران، اور دین کی مستی کو ہاتھ سے گنوا دیا۔
لا مسلمین یعنی کاملاً ولا نصاری یعنی حقیقۃً این حال خود پرستان ودنیا دوستان است۔	لا مسلمین یعنی مکمل طور پر، اور لا نصاری یعنی حقیقتاً، یہ خود پرستوں اور دنیا پرستوں کا حال ہے۔
حیاری یعنی حیران بہر نجات از زندان دنیای مکارہ غدارہ و از شر و مکر نفس امارہ بدکردار و برای خلاص از قید بشریت کہ ہمہ	حیاری یعنی حیران، نجات کے لیے دنیا کے فریب کار اور غدار زندان سے، اور نفس امارہ کے شر اور مکر سے، اور بشریت کے قید

سالکان راہ ومشتاقان درگاہ حضرت الہ از بندوجودخوددر ماتم وحیران بودہ اند۔	سے خلاصی کے لیے، کہ تمام سالکان راہ اور مشتاقان درگاہ الٰہی اپنی ہستی کے بندھن میں ماتم اور حیرانی میں رہے ہیں۔
چنانچہ شیخ فخرالدین عراقی می فرماید۔ بیت:	شیخ فخرالدین عراقی فرماتے ہیں:
القصہ بہ جانم ای عراقی	خلاصہ یہ کہ میری جان، اے عراقی،
مگذار کزو بماند آثار	اس کے آثار باقی نہ رہنے دے۔
تاجملہ تو باشی وتو گوئی	تا کہ سب کچھ تو ہی ہو اور تو ہی کہے،
او گم کند از میانہ گفتار	وہ تیری گفتار کے بیچ گم ہو جائے۔
لامسلمین ولانصاری یعنی چنانچہ دو معبود در شریعت شرک است۔ ہمچنان دو موجود در حقیقت شرک است۔	لامسلمین اور لانصاری یعنی جس طرح شریعت میں دو معبود شرک ہے، اسی طرح حقیقت میں دو موجود ہونا بھی شرک ہے۔
بیت:	
درشہر بگو یا کہ تو باشی یا من	شہر میں کہہ کہ یا تو ہو یا میں،
کآشفتہ بود کار ولایت بدو تن	ولایت کا کام دو افراد سے آشفتہ ہوتا ہے۔
تا آنکہ سالکان راہ تا در وجود و بود خود اند، در شرک وحجاب اند۔ چون از خود فانی شوند مسلم وکامل گردند۔	جب تک سالکان راہ اپنی ہستی اور وجود میں رہتے ہیں، وہ شرک اور حجاب میں ہیں۔ جب وہ اپنی ہستی سے فانی ہو جاتے ہیں تو مسلم اور کامل ہو جاتے ہیں۔
این حال سالکان راہ ومقربان حضرت الہ است۔ حیاری حیران در عالم وحدت، سکاری مست از شراب۔	یہ سالکان راہ اور مقربان درگاہ الٰہی کا حال ہے۔ حیاری یعنی عالم وحدت میں حیران، سکاری یعنی شراب سے مست۔
"و قولہ تعالی: وَسَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا"	اور اللہ تعالی کا فرمان: "اور ان کے رب نے انہیں پاکیزہ شراب پلائی۔"

لامسلمین ولانصاری زیراچہ ازخود محو گشتہ اند واز صفت خود بیرون آمدہ اند۔	نہ مکمل مسلم نہ حقیقۃً مددگار، کیونکہ وہ اپنی ذات سے محو ہو چکے ہیں اور اپنی صفت سے باہر نکل چکے ہیں۔
اسلام وکفر صفت مسلم وکافر است۔ چون ذات فانی شود صفت کجا ماند۔	اسلام اور کفر مسلم اور کافر کی صفت ہیں۔ جب ذات فانی ہو جاتی ہے تو صفت کہاں رہتی ہے؟
چنانچہ شیخ شرف الدین پانی پتی دراین معنی می فرماید۔ بیت:	شیخ شرف الدین پانی پتی اس معنی میں فرماتے ہیں:
درمیکدہ مستان را دیدم بہ پریشانی نی کفر درو پیدا نی بوی مسلمانی	میں نے میخانے میں مستوں کو پریشانی میں دیکھا، نہ ان میں کفر دکھائی دیا نہ مسلمانی کی بو
ای عزیز من! لذت آن می ومیکدہ در مذاق جان کسی رسد وقدر آن مستان کسی داند کہ مستی شراب حب وحرص دنیای دنی گردد ہشیار، و از خواب غفلت شود بیدار، و از اصنام و اغیار حق بود بیزار، و بہ درد عشق حق گردد گرفتار، و باشد مست دیدار کردگار و از ہر دو جہان دارد عار۔	اے میرے عزیز! اس شراب اور میخانے کی لذت اسی کی جان کے مزے میں آتی ہے، اور اس مستوں کی قدر وہی جانتا ہے جو دنیا کی محبت وحرص کے شراب سے ہوشیار ہو جائے، غفلت کی نیند سے بیدار ہو جائے، حق کے بتوں اور غیروں سے بیزار ہو جائے، عشق حق کے درد میں گرفتار ہو جائے، پروردگار کے دیدار میں مست ہو، اور دونوں جہانوں سے عار رکھے۔
شعر:	
اگر مردی، برو ترک جہان گیر	اگر مرد ہے تو جا، جہان کو ترک کر،
جہان بگذار تا گردی جہان گیر	جہان چھوڑ تا کہ تو جہان گیر بن جائے۔
پیر دستگیر خود این فقیر را ارشاد فرمود:	میرے پیر دستگیر نے اس فقیر کو ارشاد فرمایا:
بہر حالی کہ باشی باخدا باش	ہر حال میں خدا کے ساتھ رہ،

وگرنہ در جہان ہرگز مباشی

چنانچہ خدمت شیخ الاسلام والمسلمین شیخ نصیر الدین محمود خلیفۂ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس سرہ العزیز فرمود:

عجب دارم از خلق کہ بی خدا چگونہ می زیند یعنی بی محبت و بی شوق و بی استغراق در ذکر و بی انوار مشاہدہ پروردگار چگونہ می توانند زیست۔

پس غذای راحت روح ایشان چیست و مونس دل ایشان کیست۔ بیت:

ای بی تو حرام زندگانی
خود بی تو کدام زندگانی

بہ خدائے رب العزت آنچہ در قلم می آید از حال می آید، نہ از قال کہ قال بی حال فردا بود وبال، وقایل این گردد پایمال۔

نظم:

ما ذوق زبان نمی فروشیم
حال دل خود ہمی خروشیم

بہ خدای رب العزت، پروای غیر نداریم و دل بہ غیر دوست نسازیم واز ہر دو جہان بی دوست عار داریم و دل از غیر حق نگاہ داریم تا جان در تن داریم ذرہ درد دوست بہ کونین نفروشیم و در یاد و شوق دوست ہموارہ در

ورنہ جہان میں کبھی نہ ہوگا۔

جیسا کہ شیخ الاسلام والمسلمین شیخ نصیر الدین محمود، خلیفہ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

مجھے تعجب ہے کہ لوگ بغیر خدا کے کیسے جیتے ہیں، یعنی بغیر محبت، شوق، ذکر میں استغراق، اور پروردگار کے مشاہدہ کے انوار کے کیسے زندہ رہ سکتے ہیں۔

تو ان کی روح کی راحت کی غذا کیا ہے، اور ان کے دل کا مونس کون ہے؟

اے تیرے بغیر زندگی حرام،
تیرے بغیر کون سی زندگی؟

رب العزت کی قسم، جو کچھ قلم سے نکلتا ہے وہ حال سے نکلتا ہے، نہ کہ قال سے، کیونکہ قال بغیر حال کل وبال بن جاتا ہے، اور اس کا قائل پامال ہوجاتا ہے۔

ہم زبان کا ذوق نہیں بیچتے،
اپنے دل کے حال کی ہی آواز دیتے ہیں۔

رب العزت کی قسم، ہم غیر کی پروا نہیں کرتے، دل کو غیر دوست سے نہیں جوڑتے، دونوں جہانوں سے بغیر دوست عار رکھتے ہیں، اور جب تک جان تن میں ہے دل کو غیر حق سے محفوظ رکھتے ہیں۔ ہم

جوشیم و در دریای عشق دوست در خروشیم ہر لحظہ شراب محبت می نوشیم۔

خوش گفت آنکہ گفت۔ نظم:

سر اندازان چو در خلوت ز موج عشق در جوشند
یکی گوہر از آن دریا بہ ہفت اقلیم نفروشند
حجاب ما سوی اللہ را بہ یک نعرہ بر اندازند
چو در میخانہ وحدت شراب بی خودی نوشند
نہ در بازیچہ دنیا نہ در اندیشہ عقبی
نہ در سودای امروز و نہ در افسانہ دوشند
بہ استغنای حق خود را کنند از غیر حق عریان
ولیکن در صف طاعت لباس فقر در پوشند

ای برادر! مستان قدر مستان، شوریدگان قدر شوریدگان، سوختگان قدر سوختگان و عاشقان قدر عاشقان دانند۔

دوست کے درد کے ایک ذرے کو دونوں جہانوں سے نہیں بیچتے، دوست کے یاد و شوق میں ہمیشہ جوش میں رہتے ہیں، اور دوست کے عشق کے سمندر میں خروش کرتے ہیں، ہر لمحہ محبت کا شراب پیتے ہیں۔

خوب کہا اس نے جس نے کہا:

وہ سر پھرے جو خلوت میں عشق کے موج سے جوش کرتے ہیں، اس سمندر سے ایک گوہر ساتوں اقلیموں میں نہیں بیچتے۔

ما سوی اللہ کے حجاب کو ایک نعرے سے گرا دیتے ہیں، جب وحدت کے میخانے میں بےخودی کا شراب پیتے ہیں۔

نہ دنیا کے کھلونوں میں، نہ آخرت کے خیالوں میں، نہ آج کی سوداگری میں، نہ کل کے افسانوں میں۔

حق کی بے نیازی سے خود کو غیر حق سے عریاں کرتے ہیں، مگر طاعت کے صف میں فقر کا لباس پہنتے ہیں۔

اے بھائی! مستوں کی قدر مست جانتے ہیں، شوریدوں کی قدر شوریدے، سوختگان کی قدر سوختگان، اور عاشقوں کی قدر عاشق جانتے ہیں۔

شعر:	
بروای بی خبر کہ معذوری عاشقان قدر عاشقان دانند	جا، اے بے خبر، کہ تو معذور ہے، عاشقوں کی قدر عاشق ہی جانتے ہیں۔
شیخ فریدالدین عطاری فرماید۔ بیت:	شیخ فریدالدین عطار فرماتے ہیں:
دلی کز عشق جانان دردمند است ھمو داند کہ قدر عشق چند است	دل جو جانان کے عشق سے دردمند ہے، وہی جانتا ہے کہ عشق کی قدر کتنی ہے۔
"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: انّ اللہ یَحبّ مَعَالی الهِمَم وَ یَبغض سفسافَها"	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ بلند ہمتوں کو پسند کرتا ہے اور پست ہمتوں سے نفرت کرتا ہے۔"
رسول فرمود علیہ السلام: بہ درستی کہ خدای تعالی دوست دارد عالی ہمتان را، و دشمن کم ہمتان را و خسیس ہمتان را۔	رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ بلند ہمتوں کو دوست رکھتا ہے اور کم ہمتوں اور خسیس ہمتوں سے نفرت کرتا ہے۔
و عالی ہمت آن است کہ خالق را بر مخلوق و رازق را بر مرزوق و قادر را بر مقدور و قوی را بر عاجز گزیند، نہ برعکس۔	اور بلند ہمت وہ ہے جو خالق کو مخلوق پر، رزاق کو مرزوق پر، قادر کو مقدور پر، اور قوی کو عاجز پر ترجیح دے، نہ کہ اس کے برعکس۔
و مرغ ہمت را از کونین پراند و مکون رساند۔	اور ہمت کے پرندے کو دونوں جہانوں سے اڑا کر مکون (خالق) تک پہنچائے۔
ہمانجا مقیم ماند و دست از ہر دو عالم افشاند۔	وہیں مقیم رہے اور دونوں عالموں سے ہاتھ اٹھالے۔
و از کونین خود را فرد و مجرد و غریب گرداند۔	اور دونوں جہانوں سے خود کو تنہا، مجرد، اور غریب کرلے۔
"قال المشائخ رحمهم اللہ تعالی:	مشائخ رحمہم اللہ نے فرمایا: ہمت غریب ہے

الهِمّة غَرِيبَة لِأنّها لا تَتّصِلُ الى الخَالِقِ وَتَسكُن بالمَخلوقِ فَبَقِيَة همة غريبة"	کیونکہ وہ خالق سے نہیں ملتی اور مخلوق میں سکون نہیں پاتی، پس ہمت ہمیشہ غریب رہتی ہے۔
یعنی ہمت غریب است زیرا چہ نتواند پیوست بہ خالق و آرام و قرار گیرد بہ مخلوق۔ پس باشد ہمت ہموارہ غریب۔	یعنی ہمت غریب ہے کیونکہ وہ خالق سے نہیں مل سکتی اور مخلوق میں آرام و قرار نہیں پاتی۔ پس ہمت ہمیشہ غریب رہتی ہے۔
خوش گفت آنکہ گفت۔ بیت:	خوب کہا اس نے جس نے کہا:
درمقام خانہ رندان باہمت درآی تا ببینی از گدا ملک سلیمان باختن	رندان کے گھر کے مقام میں ہمت سے داخل ہو، تا کہ دیکھے کہ کیسے گدا سے سلیمان کی سلطنت ہار جاتی ہے۔
عشق کاریست پر خطر گویی در میدان عشق ہمین سر است۔	عشق ایک خطرناک کام ہے، گویا عشق کے میدان میں صرف سر ہی ہے۔
در بزم عاشقان جان تحفہ محقر است۔	عاشقوں کی محفل میں جان ایک حقیر تحفہ ہے۔
فرد و مجرد شدن از غیر دوست راہی مختصر است۔	غیر دوست سے تنہا اور مجرد ہونا ایک مختصر راہ ہے۔
کونین باختن نشان دیگر است۔	دونوں جہانوں کو ہارنا ایک اور نشان ہے۔
بی دوست بودن، زندگانی گاو و خر است۔	بغیر دوست کے ہونا، گائے اور گدھے کی زندگی ہے۔
خوش گفت آنکہ گفت۔ قطعہ:	خوب کہا اس نے جس نے کہا:
من با تو ہمین نرد خطر خواہم باخت ہر چند ہمی زنی دگر خواہم باخت تا ظن نبری کہ مختصر خواہم باخت	میں تیرے ساتھ یہی خطر کا نرد ہارنا چاہتا ہوں، چاہے تو کتنی ہی بار ضرب لگائے، میں پھر ہارنا چاہتا ہوں۔

جز عشق تو ہر چہ ھست درخواہم باخت

تاکہ تو یہ نہ سمجھے کہ میں مختصر ہارنا چاہتا ہوں، سوائے تیرے عشق کے، جو کچھ ہے میں وہ ہارنا چاہتا ہوں۔

عزیز من! نیکو فھم وتفحص وتجسس وتامل وتفکر بکن و منصف باش۔ ہیچ جای در قرآن و احادیث واقوال مشایخ وعلما وصلحا وفصحا وحکما و شعرا، ذکر لطافت وظرافت وذکر صفا ووفای دنیای پرجفا رفتہ است و جز اقباحت و وقاحت دنیای دنی و بی وفای و درد جدایی کسی از او نشان دادہ است۔ ہر کہ بہ دنیا آمد گریان آمد و ہر کہ ماند حیران ماند و ہر کہ رفت سرگردان رفت۔

اے میرے عزیز! اچھی طرح سمجھ، تحقیق کر، جستجو کر، غور کر، اور انصاف کر۔ قرآن، احادیث، مشائخ، علما، صلحا، فصحا، حکما، اور شعرا کے اقوال میں کہیں بھی دنیا کی لطافت، ظرافت، صفائی، یا وفا کا ذکر نہیں آیا، بلکہ اس کی قباحت، بے وفائی، اور جدائی کے درد کا ہی نشان دیا گیا ہے۔ جو دنیا میں آیا، روتا ہوا آیا، جو رہا حیران رہا، اور جو گیا سرگرداں گیا۔

وہمہ را آب ندامت بر دیدہ وآتش حیرت و حسرت بر دل و خاک خجالت بر سر و باد بی حاصلی در دست۔ ہیچ کس در دنیا شادان و خوشان نبود وشادان وخوشان از دنیا نرفت مگر شہبازی کہ پای بر سر دنیا نہادہ و دست بدو نیالودہ واز درد طلب دوست دمی نیاسودہ وہموارہ چون زندانی در زندان دنیا در طپیدن بود۔

اور سب کے لیے آنکھوں میں ندامت کا پانی، دل میں حیرت وحسرت کی آگ، سر پر شرمندگی کی خاک، اور ہاتھ میں بے حاصلی کی ہوا۔ کوئی بھی دنیا میں خوش اور شادمان نہیں رہا اور نہ ہی خوش اور شادمان دنیا سے گیا، سوائے اس شہباز کے جس نے دنیا کے سر پر پاؤں رکھا، اسے ہاتھ سے نہیں چھوا، دوست کی طلب کے درد سے ایک لمحہ آرام نہ کیا، اور ہمیشہ دنیا کے زندان میں قیدی کی طرح تڑپتا رہا۔

بہ خدائی خدا ہر چند کہ بہ دیدہ یقین در و

اللہ کی قسم، جب میں نے یقین کی آنکھ سے

انگریستم وتامل وتفکر در و کردم جز قباحت و وقاحت او نظر معاینہ نشد مگر در یک شادی او صد غم منضم و در یک لذت او ہزار شدت مدغم، در یک راحت او صد جراحت، در یک نوش او ہزار نیش۔ کدام عاقل دل در و بندد و از ماتم او نگرید و بر و نخندد۔

دنیا کو دیکھا اور اس پر غور وفکر کیا، تو اس کی قباحت اور بے شرمی کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ اس کی ایک خوشی میں سو غم شامل ہیں، اس کی ایک لذت میں ہزار شدت چھپی ہے، اس کی ایک راحت میں سو زخم ہیں، اور اس کے ایک جام میں ہزار نیش ہیں۔ کون سا عقلمند اس سے دل باندھے گا، اس کا ماتم نہ کرے گا، اور اس پر ہنسی نہ اڑائے گا؟

ہیہات ہیہات باری بہ نظر یقین و دیدہ دل تفکری کن و بنگر در تغیر احوال و خسارت و خساست افعال وی با خود اندیشہ بکن کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود: تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سنة "یعنی اندیشہ یک ساعت بہتر از عبادت یک سالہ واللہ اعلم۔ یحتمل، اندیشہ یک ساعت کہ در تغیر احوال وخساست افعال وعیوب دنیای دنی کنی و از آن اعتبار و انتباہ گیری بہتر از عبادت یک سالہ است۔

ہائے ہائے! ایک بار یقین کی نظر اور دل کی آنکھ سے غور کر، دنیا کی بدلتی ہوئی حالتوں، اس کے نقصانات، اور اس کے اعمال کی خساست پر نظر ڈال، اور اپنے آپ سے سوچ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک گھنٹے کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔" واللہ اعلم، ممکن ہے کہ ایک گھنٹے کا وہ تفکر جو دنیا کی بدلتی حالتوں، اس کے اعمال کی خساست، اور اس کے عیوب پر ہو، اور اس سے عبرت اور بیداری حاصل ہو، ایک سال کی عبادت سے بہتر ہو۔

"وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَة" یعنی اندیشہ یک ساعت بہتر است از عبادت شصت سالہ واللہ اعلم یحتمل،

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک گھنٹے کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔" واللہ اعلم، ممکن ہے کہ ایک گھنٹے کا وہ تفکر جو دنیا کے زندان سے نجات، اس کے

اندیشہ یک ساعت کہ آن بہرنجات از زندان دنیاورستن ازمکروقیدوحرص وحب و میل بہ دنیا کنی بہتراست ازعبادت شصت سالہ۔

"وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم تَفَکُّر سَاعَة خَیر مِن عِبَادَةِ الثَّقَلَین " یعنی اندیشہ یک ساعت بہتر از عبادت جن و انس بود و اللہ اعلم یحتمل۔ اندیشہ پاک داشتن دل از لوث خطرات بہتر از عبادت جن وانس باشد، زیراچہ دشمن دوست، دشمن بود، چنانچہ دوست دوست، دوست بود۔

بیت:

بادوستان دوست ترادوستی رواست
بادشمنان دوست ترادوستی خطاست

پس دشمنگی دنیا علامت دوستی حق تعالی است ودوستی خدای تعالی بہترازعبادت جن وانس بود۔ واللہ اعلم یحتمل۔

وجہ دوم تَفَکُّر سَاعَة خَیر مِن عِبَادَة سنة یعنی تفکر یک ساعت درآلاونعما خدای تعالی واندیشہ درخلقت زمین وآسمان وہر موجودات وذرّات ودرتغیراحوال ووجود

مکر، قید، حرص، محبت، اور دنیا کی طرف میلان سے خلاصی کے لیے ہو، ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہو۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک گھنٹے کا تفکر جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے۔" واللہ اعلم، ممکن ہے کہ دل کو خطرات کی آلودگی سے پاک رکھنے کا تفکر جن وانس کی عبادت سے بہتر ہو، کیونکہ دوست کا دشمن، دشمن ہے، اور دوست کا دوست، دوست ہے۔

دوست کے دوستوں سے دوستی جائز ہے،
دوست کے دشمنوں سے دوستی خطا ہے۔

پس دنیا سے دشمنی اللہ تعالیٰ کی دوستی کی علامت ہے، اور اللہ تعالیٰ کی دوستی جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے۔ واللہ اعلم، ممکن ہے۔

دوسری وجہ: ایک گھنٹے کا تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور عنایات، زمین و آسمان کی خلقت، ہرموجودات اورذرات، اور

مصنوعات کہ ہر یک دلیل قاطع و حجت لامع اندبراثبات وجودصانع بی مانع۔

"قال علیہ السلام: مَا رَأَیتُ شَیئاً اِلّا وَ رَأَیتُ اللہ فیہ یعنی ندیدم چیزی از مصنوعات مگرصانع رادرودیدم۔

خوش گفتہ اند۔ بیت:

این است کمال مرددرراہ یقین
درہرچہ نظرکندخدارابیند

این تفکر بہتراست ازعبادت یک سالہ بنابر استحکام دین متفکر بہ دلایل ظاہر و براہین باہر۔

قال علیہ السلام تَفَکُّر سَاعَة خَیر مِن سِتِّینَ سَنَة و اللہ اعلم یحتمل۔ اندیشہ یک ساعت درعالم باطن ازخلقت نفس و روح و دل وتغیر صفات و احداث انواع صفات دریک ذات واندیشہ پاک کردن دل ازخیال واندیشہ جمیع کاینات۔

این تفکر بہترازعبادت شصت سالہ است۔
یہ تفکرساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

مصنوعات کی بدلتی حالتوں اوروجود پر تفکر، کہ ہرایک صانع بے مانع کے وجود پر قاطع دلیل اورروشن حجت ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی مگر اس میں صانع کو دیکھا۔"

خوب کہا گیا:

یہ ہے مرد کا کمال یقین کی راہ میں،
جو کچھ دیکھے اس میں خدا کو دیکھے۔

یہ تفکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے کیونکہ یہ ظاہری دلائل اورروشن براہین سے دین کی مضبوطی کا باعث ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: "ایک گھنٹے کا تفکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔" واللہ اعلم، ممکن ہے کہ ایک گھنٹے کا تفکر عالم باطن میں نفس، روح، اور دل کی خلقت، صفات کی تبدیلی، ایک ذات میں مختلف صفات کے ظہور، اور دل کو خیالات سے پاک کرنے اور تمام کائنات پر غور کرنے کے لیے ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک گھنٹے کا تفکر جن وانس کی عبادت سے بہتر ہے۔" واللہ اعلم، ممکن ہے کہ ایک گھنٹے کا تفکر نفس،

تفکرٌ ساعة خیر مِن عِبادةِ الثَّقلَینِ و اللہ اعلم یحتمل۔ تفکر یک ساعت در معرفت نفس و روح و دل و تفکر زدودن آیینہ دل از زنگار ماسوی اللہ بمصقلہ نفی خواطر و کلمہ لا الہ الا اللہ و ظہور اسرار و انوار اللہ این تفکر بہتر از عبادت جن و انس است۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: مَن عَرَفَ نفسہ فقد عَرَفَ رَبَّہ" یراچہ مقصود از ایجاد جن و انس معرفت حق تعالی است۔

بہ حکم حدیث نبوی و قول مصطفوی ص صلی اللہ علیہ وسلم در خود تفکر کن و بیاندیش کہ مقصود از آفریدن تو چیست و مطلوب تو کیست و بہ چہ در دنیا آمدہ ای از کجائی و بہ کجا می روی، برای چہ آفریدہ شدہ ای،

حدیث قدسی حاکیا عن اللہ تعالی لکل شئی مصقلہ و مصقلہ القلب ذکر لا الہ الا اللہ، این تفکر بہتر از عبادت جن و انس است۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: حاکیا عن اللہ تعالی کُنتُ کنزاً

روح، اور دل کی معرفت، دل کے آئینے کو ماسوی اللہ کے زنگ سے صاف کرنے، خیالات کے نفی کے ذریعے، اور کلمہ لا الہ الا اللہ سے، اور اللہ کے اسرار و انوار کے ظہور کے لیے ہو، یہ تفکر جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے اپنے نفس کو پہچانا، اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔" کیونکہ جن و انس کی خلقت کا مقصد اللہ تعالی کی معرفت ہے۔

حدیث نبوی اور قول مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اپنے آپ پر غور کر اور سوچ کہ تجھے کس مقصد کے لیے پیدا کیا گیا، تیرا مطلوب کون ہے، تو دنیا میں کس لیے آیا، کہاں سے آیا، اور کہاں جا رہا ہے، تجھے کس لیے پیدا کیا گیا؟

حدیث قدسی میں اللہ تعالی سے منقول ہے: "ہر چیز کے لیے ایک مصقلہ (صاف کرنے والی چیز) ہے، اور دل کی مصقلہ ذکر لا الہ الا اللہ ہے۔" یہ تفکر جن و انس کی عبادت سے بہتر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے نقل کرتے ہوئے فرمایا: "میں ایک پوشیدہ

مَخفِیاً فَاَحبَبتُ اَن اُعرِفَ فَخَلَقتُ الخَلقَ لِاُعرِفَ۔

حق اللہ می فرماید بودم من گنجی پنہان پس دوست داشتم من کہ شناختہ شوم۔ پس آفریدم خلق را چون مقصود آفریدن خلق، شناخت حق تعالی است۔

پس حیف عظیم است کہ شناخت حق تعالی را مہمل و معطل بگذاری و در شناختن دنیا و ابنای دنیا و زید و بکر و عمر، عمر صرف کنی و مقصود مفقود گردانی و ہمہ عمر بہ اشغال لایعنی گرفتار مانی۔

بیت:

سعدی از عشق نبازد چہ کند ملک وجود
حیف باشد کہ ہمہ عمر بہ باطل برود

رباعی:

ای ہر کہ زغوغا نرہد وای برو
بر خلق جہان دل بنہد وای برو
بر دست فقیر نیست چیزی جز وقت
آن نیز گر از دست رود وای برو

"و قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں، سو میں نے خلق کو پیدا کیا تاکہ میں پہچانا جاؤں۔"

اللہ تعالی فرماتا ہے: میں ایک پوشیدہ گنج تھا، میں نے پسند کیا کہ میں پہچانا جاؤں۔ سو میں نے خلق کو پیدا کیا کیونکہ خلق کی آفرینش کا مقصد اللہ تعالی کی شناخت ہے۔

پس یہ بہت بڑا نقصان ہے کہ تو اللہ تعالی کی معرفت کو نظر انداز اور معطل کر دے، اور دنیا، اس کے باشندوں، زید، بکر، اور عمر کو پہچاننے میں اپنی عمر صرف کر دے، مقصود کو گم کر دے، اور ساری عمر بے فائدہ مشاغل میں گرفتار رہے۔

سعدی بازی عشق نہ کرے تو کیا کرے جہان وجود، افسوس کہ ساری عمر باطل میں گزر جائے۔

جو ہر اس سے نہ بچے اس پر وائے، جو خلق جہان سے دل لگائے اس پر وائے۔

فقیر کے ہاتھ میں وقت کے سوا کچھ نہیں، وہ بھی اگر ہاتھ سے نکل جائے تو اس پر وائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سفر کرو،

سافِرُوا فَاِنَّ الْمَاءَ اِذَا وَقَفَ نَتَنَ"	کیونکہ پانی جب ٹھہر جاتا ہے تو سڑ جاتا ہے۔"
عزیز من! آب بستہ در مغاک دنیا گندہ می شود۔ در طلب حق باش چون باد روان، تیز و بہ آتش شوق جگر بسوز و دیدہ دل از غیر حق بدوز و خاک بر سر عالم فشان و دست از ہمہ آفاق برافشان، در عشق یگانہ باش و از خود و از خلق بیگانہ باش و دل از درد عشق دوست بخراش۔	اے میرے عزیز! دنیا کے گڑھے میں ٹھہرا ہوا پانی سڑ جاتا ہے۔ حق کی طلب میں ہوا کی طرح روان رہ، شوق کی آگ سے جگر جلا، دل کی آنکھ کو غیر حق سے دو، دنیا پر خاک ڈال، اور تمام آفاق سے ہاتھ اٹھا لے۔ عشق میں یگان؟ ہو جا، خود سے اور خلق سے بیگانہ ہو جا، اور دل کو عشق دوست کے درد سے چھیل دے۔
خوش گفت آنکہ گفت۔ بیت:	خوب کہا اس نے جس نے کہا:
در عشق یگانہ باش و از خلق چہ باک معشوق تو راست بر سر عالم خاک	عشق میں یگان؟ ہو جا، خلق سے کیا ڈر، تیرا معشوق سچا ہے، دنیا پر خاک ڈال۔
پیر دستگیر این فقیر چندگاہ در این بیت رقص کردہ اند۔ بیت:	میرے پیر دستگیر نے اس بیت پر کچھ دیر رقص کیا:
رقص وقتی مسلمت گردد کآستین بر دو عالم افشانی	رقص تب تیرا مسلم ہوگا، جب تو دونوں عالموں پر خاک ڈالے گا۔
این خاکسار بسیار گفتار، درین بیت شیخ فریدالدین عطار سالہاست گرفتار، بیت:	یہ خاکسار بہت گفتار، اس بیت شیخ فریدالدین عطار میں برسوں گرفتار ہے:
من چنان از درد خود در ماندہ ام کز ہمہ آفاق دست افشاندہ ام	میں اپنے درد سے اس قدر در ماندہ ہوں، کہ سارے آفاق سے ہاتھ اٹھا چکا ہوں۔
تا دست از کونین بر نیفشانی و آتش بر خاشاک غیر حق نیفکنی و دل از خود او رخانمان	جب تک تو دونوں جہانوں سے ہاتھ نہ اٹھائے، غیر حق کے خاشاک پر آگ نہ

خود بر نکنی و کارہای خود درہم و برہم نزنی و شکر لذت دنیا چون زہر قاتل بر خود نگردانی، بہ خدای خدا، از غموم و ہموم دنیای دنی کہ" الدُّنیا کُلُّها غُمُومٌ" نجات و از زندگانی راحت نیابی و از شراب وصال دوست جرعہ ای نخوشی و دنیا و لذت دنیا را بر خود تلخ نگردانی۔ کہ آن علامت دوستی حق تعالی است۔	لگائے، اپنے دل اور خانمان سے نہ الگ ہو، اپنے کاموں کو درہم برہم نہ کرے، اور دنیا کی لذت کو زہر قاتل کی طرح نہ سمجھے، اللہ کی قسم، تو دنیا کے غموں اور پریشانیوں سے نجات نہ پائے گا، زندگی میں راحت نہ پائے گا، دوست کے وصال کا شراب نہ پی سکے گا، اور دنیا اور اس کی لذت کو اپنے لیے تلخ نہ کر سکے گا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی دوستی کی علامت ہے۔
در حدیث قدسی حق تعالی فرمود: یا دنیا مری عَلٰی اَولیائِیْ وَلاَ تَحلّٰی لَهم فَتَفتِنِهم"	حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اے دنیا! میرے اولیاء پر تلخ ہو جا اور ان کے لیے شیریں نہ ہو کہ تو انہیں فتنے میں ڈال دے۔"
رباعی:	
لذت دنیا اگر زہرت شود شربت خاصان درگاہت شود تا نگردی بی نشان از ہر دو کون کی نشان آن حرم گاہت شود	اگر دنیا کی لذت تیرے لیے زہر ہو جائے، تو خاصان درگاہ کا شربت بن جائے گا۔ جب تک تو دونوں جہانوں سے بے نشان نہ ہو، حرم کی نشانی کیسے تیرے حصے آئے گی؟
روزی چند کہ حیات باقی ست و محبوب ساقیست شراب محبت بنوش و از آتش شوق بجوش و از درد عشق بخروش و شکرانہ این درد بہ ہزاران جان بفروش۔	چند روز جو زندگی باقی ہے اور محبوب ساقی ہے، محبت کا شراب پی، شوق کی آگ سے جوش کر، عشق کے درد سے خروش کر، اور اس درد کا شکر ہزاروں جانوں کے بدلے بیچ دے۔

بیت:

روزی کہ بودولت زجانان پردرد
شکرانہ ہزار جان فدا باید کرد

ہر کہ مرداست دل اواز غم دین پردرداست و ہر کہ نامرداست گرفتار بہ خوشی دنیا و دربند ہوای خوداست۔

خوش گفت آنکہ گفت۔ بیت:

دل مردان دین پردرد باید
زمحنت فرق شان پرگرد باید

"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ اللّٰہ تَعالٰی مَلِکاً یَنادِی فِی کُلِّ یومٍ یا ابنا الاربعینَ لَا تغیَزوا مَعَ المُتغیِرینَ واحذروا من اللّٰہ حق الحذر یَا ابنَا الخَمسِینَ کَمُلَ ذرعُکُم فَدَنَا حِصَادُکُم یَا ابنَا السِّتِّینَ ھَلُمُّوا اِلَی الحِسَابِ یا ابنا السبعینَ لَاعُذرَ لکُم یَا ابنَا الثَمَانِینَ الرَّحِیلِ الرَّحِیلِ الرَّحِیلِ الا یالیتَ الخَلقَ لَم یَخلقُوا وَ تَذکَّرُوا فِیمَا بینھم لم خلقت اَتَیتُکُمْ السَّاعَۃ الحَذَر الحَذَرَ الحَذَر قَالَ ثلث مراۃ"

جس روز تیرا دل جانان کے درد سے بھرا ہو،
ہزار جانوں کی فدا کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

جو مرد ہے اس کا دل دین کے غم سے پردرد ہے، اور جو نامرد ہے وہ دنیا کی خوشیوں اور اپنی خواہشات کے بندھن میں گرفتار ہے۔

خوب کہا اس نے جس نے کہا:

مردان دین کا دل درد سے بھرا ہونا چاہیے،
محنت سے ان کا سر گرد آلود ہونا چاہیے۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہر روز ندا دیتا ہے: اے چالیس سال والو! مغروروں کے ساتھ مغرور نہ ہو اور اللہ سے خوب ڈرو۔ اے پچاس سال والو! تمہاری فصل مکمل ہو چکی، اب تمہاری کٹائی قریب ہے۔ اے ساٹھ سال والو! حساب کی طرف بڑھو۔ اے ستر سال والو! تمہارے لیے کوئی عذر نہیں۔ اے اسی سال والو! سفر، سفر، سفر! کاش خلق پیدا نہ ہوتی اور وہ اپنے درمیان سوچتے کہ وہ کس لیے پیدا کیے گئے۔ قیامت تمہارے قریب آ چکی، ہوشیار ہو، ہوشیار ہو، ہوشیار ہو۔" آپ نے تین بار فرمایا۔

پیغامبر فرمود صلی اللہ علیہ وسلم بہ درستی و راستی مرخدای را فرشتہ است کہ ندا می کند ای چہل سالکان! مغرور مشوید با مغرور شدگان وبترسید از خدا تعالیٰ حق ترسیدن وای پنجاہ سالگان زراعت شما کامل گشت پس بہ تحقیق نزدیک شد دررودن شما وای شصت سالگان! بشتابید سوی حساب۔ ای ہفتاد سالگان عذر نمایید۔ ای ہشتاد سالگان! رفتار را باشید۔ ای کاش کہ آفریدہ نشدی خلق تا تفکر کردندی میان خود کہ بہر چرا آفریدہ شدہ اید۔ نزدیک آمد شمارا قیامت، پرہیز از اسباب خشم وعذاب، چرا کہ پیغامبر سہ بار فرمود صلی اللہ علیہ وسلم پرہیزید پرہیزید پرہیزید یعنی درمیان خود فکر کنید و بیاندیشید کہ شما بہر شناخت و بندگی حق تا دلی آفریدہ شدہ اید، نہ برای شناخت دنیا و بندگی دنیا و اہل دنیا و پرستیدن ہوا و نفس خود، و بہ ہر کسی و بہ ہر جنسی خود را نیالایید و چاپلوسی نمایید۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ کا فرشتہ ندا دیتا ہے: اے چالیس سال والو! مغروروں کے ساتھ مغرور نہ ہو اور اللہ سے خوب ڈرو۔ اے پچاس سال والو! تمہاری فصل مکمل ہو چکی، اب تمہاری کٹائی قریب ہے۔ اے ساٹھ سال والو! حساب کی طرف بڑھو۔ اے ستر سال والو! کوئی عذر نہ کرو۔ اے اسی سال والو! سفر کے لیے تیار ہو جاؤ۔ کاش خلق پیدا نہ ہوتی کہ وہ سوچتے کہ وہ کس لیے پیدا کیے گئے۔ قیامت تمہارے قریب ہے، اسباب عذاب سے بچو۔ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: ہوشیار ہو، ہوشیار ہو، ہوشیار ہو۔ یعنی اپنے درمیان سوچو کہ تم اللہ کی معرفت اور بندگی کے لیے پیدا کیے گئے ہو، نہ کہ دنیا کی معرفت اور دنیا اور اس کے باشندوں کی بندگی یا اپنی خواہشات کی پرستش کے لیے۔ اور ہر کسی کے ساتھ چاپلوسی نہ کرو۔

از پیر دستگیر خود سماع است کہ بعضی بندگان خدای تعالیٰ چون در سورہ فاتحہ "ایاکَ نَعبُدُ وَاِیّاکَ نَستَعِین" می خوانند از حق تعالیٰ ندا می آید کَذَبتَ عَبدِی دروغ

میرے پیر دستگیر سے سنا ہے کہ بعض بندے جب سورہ فاتحہ میں پڑھتے ہیں: "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں،" تو اللہ تعالیٰ سے ندا آتی ہے:

گفتی ای بندہ من، تو بندگی مخلوق کنی و یاری از مخلوق خواہی و می گوئی کہ خاصہ ترا پرستم و خاص از تو یاری خواہم، ترا از مخلوقات دیگر برگزیدہ ام واز ہمہ مخلوقات عزیز تر گردانیدہ ام، و برای نفع تو ہمہ اشیا آفریدہ ام۔

"اے میرے بندے! تو نے جھوٹ بولا، تو مخلوق کی بندگی کرتا ہے اور مخلوق سے مدد مانگتا ہے، اور کہتا ہے کہ میں خاص طور پر تیری عبادت کرتا ہوں اور تجھ سے ہی مدد مانگتا ہوں۔ میں نے تجھے دیگر مخلوقات سے ممتاز کیا اور سب سے زیادہ عزت دی، اور تیرے نفع کے لیے سب کچھ پیدا کیا۔"

"قال اللہ تعالی: ھُوَ الَّذِی خَلَقَ لَکُم مَّا فِی الاَرضِ جمیعاً ۔وقال [اللہ تعالی] الم تروا ان اللہ سخر لکم مافی السموت ومافی الارض واسبغ علیکم نِعَمَہٗ ظٰہِرَۃً وَّبَاطِنَۃً"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے زمین کی ہر چیز پیدا کی اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں تمام کیں۔"

قدر خود بشناس و خود را ذلیل و حقیر مگردان۔

اپنی قدر پہچان اور خود کو ذلیل و حقیر نہ سمجھ۔

بیت:

تو لی کہ رنگ سیہ می زنی بہ رنگ خویش
وگرنہ ساختہ اند آنچنان کہ بنمایی

تو خود ہی اپنی رنگت کو سیاہ کرتا ہے،
ورنہ تجھے ویسا ہی بنایا گیا جیسا تو دکھتا ہے۔

در شان تو از حق تعالی ندا می آید: یا مُختَارَ القَدرِ اِعرِف قَدرَکَ اِنَّمَا خَلَقتَ الاکوَانَ لِاَجلِکَ اَقبِل عَلَی فَاِنِّی عَلَیکَ مُقبِلُ مَتَی طَلَبتَنِی فَاطلُبنِی عِندَکَ ھذا. یاھذا الاَضرِیرَ یلحقنافی مَعَاصِیکَ اِنَّمَا المُرَادُ صِیَانَتَکَ وَلَا تَفعُ لَنَا مِن طَاعَتِکَ

تیری شان میں اللہ تعالیٰ سے ندا آتی ہے: "اے بلند قدر والے! اپنی قدر پہچان، میں نے کائنات تیرے لیے پیدا کیں۔ میری طرف رجوع کر کیونکہ میں تیری طرف متوجہ ہوں۔ جب تو مجھے طلب کرے تو مجھے اپنے پاس ڈھونڈ۔ اے شخص! تیری معصیت سے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچتا،

اِنَّمَا المَقصُودِ رَبحُکَ فَدَبِّر اَمرَکَ"

ہمارا مقصد تیری حفاظت ہے۔ تیری طاعت سے ہمیں کوئی نفع نہیں، تیری طاعت کا مقصد تیرا اپنا فائدہ ہے۔ پس اپنے امر پر غور کر۔"

یعنی ای برگزیدۂ من! قدر خود بشناس، آفریدہ نشدہ است مکونات مگر برای نفع تو. روی آر بہ من بہ درستی کہ من توجہ آرم بر تو آن ہنگام کہ طلب کنی مرا، پس بطلب مرا نزد خود، نیست کہ ضرر رسد بہ ما در معصیت تو ونیست مراد ما مگر نگاہ داشت تو و نرسد مرا نفعی از طاعت تو، مقصود ما از طاعت تو سود توست. پس تدبر و تفکر در کار خود کنید و قدر خود دریابید و بہ ما بشتابید و از ہمہ مخلوقات بہ ما گریزید.

یعنی اے میرے برگزیدہ! اپنی قدر پہچان، مخلوقات کو نہیں بنایا گیا مگر تیرے نفع کے لیے۔ میری طرف رجوع کر بصداقت، کیونکہ میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں جب تو مجھے طلب کرتا ہے۔ پس مجھے اپنے پاس طلب کر، ہمیں تیری معصیت سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور ہمارا مقصد صرف تیری حفاظت ہے۔ ہمیں تیری اطاعت سے کوئی نفع نہیں پہنچتا، ہمارا مقصود تیری اطاعت سے تیرا ہی فائدہ ہے۔ پس اپنے کام میں غور و فکر کر، اپنی قدر سمجھ، ہماری طرف جلدی کر، اور ساری مخلوقات سے ہماری طرف بھاگ۔

قال اللہ تعالی:

ارجِعِی اِلَی رَبِّکِ رَاضِیَۃً مَرضِیَّۃً۔فَادخُلِی فِی عِبَادِی۔وَادخُلِی جَنَّتِی"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اپنے رب کی طرف لوٹ آ راضی ہو کر اور راضی کیا جا کر۔ پس میرے بندوں میں شامل ہو جا، اور میری جنت میں داخل ہو جا۔"

بیت:

ترا ہر چند می گویم کہ بشتاب
روی پس تر چہ شک داری درین باب

میں تجھ سے بار بار کہتا ہوں کہ جلدی کر،
پھر بھی تجھے اس بارے میں کیا شک ہے؟

رباعی:

قدر خود را می ندانی ای گدا
تا چہ دارد کار با تو بادشا
او بہ تو مشغول و تو غافل از او
وہ نباشد ہیچ مذہب این روا

تو اپنی قدر نہیں جانتا، اے گدا،
بادشاہ کا تیرے ساتھ کیا کام؟
وہ تیری طرف متوجہ ہے اور تو اس سے
غافل، کسی مذہب میں یہ روا نہیں۔

واز ہمہ مخلوقات بہ ما آویز و چون گدایان بہر دری آبروی خود نریز۔

اور تمام مخلوقات سے ہٹ کر ہم سے وابستہ ہو جا، اور گداؤں کی طرح ہر در پر اپنی عزت نہ لٹا۔

قال اللہ تعالی: فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہِ "یعنی بگریزید سوی خدا از غیر خدا، پس غیر خدا مہلکہ شماست از آن بگریزید خود را بہ فتراک محبّت و شوق ما آویزید۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اللہ کی طرف بھاگ جاؤ۔" یعنی غیر اللہ سے بھاگ کر اللہ کی طرف جاؤ، کیونکہ غیر اللہ تمہارا ہلاکت گاہ ہے۔ اس سے بھاگ جاؤ اور ہماری محبت و شوق کے فتراک سے وابستہ ہو جاؤ۔

ما شما را برای معرفت و محبت و شوق و خدمت خود آفریدہ ایم۔ دل بہ آتش شوق ما بسوزید و دیدہ از غیر ما بدوزید و اشک ہا در اشتیاق ما از چشم ہا بریزید تا از ما برخوردید و الا از ہر خسی و ہر کسی جفا بر قفا و جگر خورید۔

ہم نے تمہیں اپنی معرفت، محبت، شوق، اور خدمت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اپنا دل ہمارے شوق کی آگ سے جلا، اپنی آنکھیں غیر ہم سے دو، اور ہمارے اشتیاق میں آنسو بہاؤ تا کہ ہم سے ملاقات ہو، ورنہ ہر حقیر اور ہر شخص سے تمہارے جگر پر جفا پڑے گی۔

بیت:

منگر بہر گدائی کہ تو خاص از آن مائی
مفروش خویش ارزان کہ تو بس گران بہائی

ہر گدا کی طرف نہ دیکھ کہ تو اس سے خاص ہے،
خود کو سستا نہ بیچ، کیونکہ تو بہت قیمتی ہے۔

از حق تعالی ندا می آید: یا مُعرِضًا عَمَّا تَعَوَّضتَ وَ یَا مُلتَفِتًا عَنَّا اِلَی مَن اَعرَضتَ۔ یعنی ای روگردانندہ از ما بہ کہ عوض دادی تو ما را، و ای بی التفات کردہ از ما، بہ سوی کہ روی آوردی یعنی تو از ما کرا بہتر یافتی کہ از ما اعراض کردہ بدو روی آوردی۔

اللہ تعالیٰ سے ندا آتی ہے: "اے روگردانندہ! تم نے ہمیں کس کے بدلے چھوڑا؟ اور اے بے التفات! تم نے ہم سے منہ موڑ کر کس کی طرف رخ کیا؟ یعنی تم نے ہمیں چھوڑ کر کسے بہتر پایا کہ ہم سے منہ موڑ کر اس کی طرف مائل ہو گئے؟"

ہیہات ہیہات حاشا و کلا بہ خدای خدا کہ ہر کہ و ہر چہ از تو فوت شود آن را عوض یابی اما لقای خدا تعالی را عوض ہرگز نتواند بود و دل و دیدہ بہ غیر او نتواند آسود بہ غیر او ہمہ زیان است نہ سود۔

ہائے ہائے! ہرگز نہیں، اللہ کی قسم کہ جو کچھ تو کھو دے اس کا بدل مل جائے گا، مگر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا کوئی بدل نہیں۔ دل اور آنکھ اس کے سوا کسی سے آرام نہیں پا سکتے۔ اس کے سوا سب نقصان ہے، نفع نہیں۔

شعر:

لِکُلِّ شَیٔ اِنا فَارَقتَہ عِوَضٌ
وَلَیسَ اللّٰہِ اِن فَارَقتَہ عِوَضٌ

ہر چیز کا اگر تو نے اسے چھوڑا تو بدل مل جائے گا، مگر اللہ کو اگر چھوڑا تو اس کا کوئی بدل نہیں۔

بہ دلیل دیگر گوید:

بدیل دوستان گیرند یاران
ولیکن شاہد ما بی بدیل است

ایک اور دلیل سے کہتا ہے:

دوستوں کا بدل دوست لے لیتے ہیں،
مگر ہمارا شاہد بے بدل ہے۔

در کتاب طراز الواعظین "مسطور است:

"مَا اٰثَرَ اللّٰہُ عَلَیکَ کُلَّ شَیٔ وَ اَنتَ تُوثَرُ عَلَیہِ کُلَّ شَیٔءٍ فَنَکِّس رَاْسَ النَّدَامَۃ قَبلَ العِتَاب فَھَالَکَ عَن ھٰذَا الجَوَاب"

کتاب طراز الواعظین "میں لکھا ہے:

"اللہ نے تیرے اوپر کسی چیز کو ترجیح نہیں دی، اور تو نے اللہ پر ہر چیز کو ترجیح دی۔ پس عتاب سے پہلے ندامت کا سر جھکا لے، کیونکہ اس سوال کا کوئی جواب نہیں۔"

یعنی حق تعالی برگزید برتو از مخلوقات چیزی و تو بر خدای تعالی همه چیز برگزیده ای، پس فرو افکن سرندامت پیش از عتاب که نیست ترا ازین سوال جواب۔۔

یعنی حق تعالیٰ نے تیرے لیے مخلوقات میں سے کوئی چیز پسند نہیں کی، اور تو نے خدائے تعالیٰ پر ہر چیز کو ترجیح دی۔ پس عتاب سے پہلے ندامت کا سر جھکا لے، کیونکہ اس سوال کا تیرے پاس کوئی جواب نہیں۔

در کتاب مذکور مسطور است: یا مُطلّقًا وَصَالَنَا رَاجِعْ وَ یا مُحلفًا عَلَی هَجرنَا کَفِّره اِنَّمَا اَبعَدنَا اِبلِیسَ لِاَنَّهٗ لم یسجد لک فَوَا عَجَبًا کیفَ صَالِحتَه وَ هَجرتَنَا وَ وَیحَک لَکَ عِندَنَا مِنَ القَدرِ مَا لَم یَعرِفهُ لَیلَةُ القَدر"

مذکورہ کتاب میں لکھا ہے: "اے وصال چھوڑنے والے! ہماری طرف رجوع کر۔ اور اے ہجران کی قسم کھانے والے! اپنی قسم توڑ کر کفارہ ادا کر۔ ہم نے ابلیس کو اس لیے دور کیا کہ اس نے تجھے سجدہ نہ کیا۔ پس عجب ہے کہ تو نے اس سے صلح کی اور ہمیں چھوڑ دیا۔ تیرا قدر ہمارے نزدیک وہ ہے جو رات قدر بھی نہیں جانتی۔"

یعنی ای طلاق دہندہ وصال! ما را رجوع کن. وای سوگند خورندہ! بر ہجران ما سوگند بشکن و کفارت بدہ بہ درستی کہ ما راندیم ابلیس را بہر آنکہ ترا سجدہ نکرد. پس ای عجب چگونہ صلح کردی با او جدا شدی از ما یعنی مطیع او شدی و عاصی امر ما گشتی۔

یعنی اے وصال چھوڑنے والے! ہماری طرف لوٹ آ۔ اور اے ہجران کی قسم کھانے والے! اپنی قسم توڑ کر کفارہ ادا کر۔ ہم نے ابلیس کو اس لیے نکالا کہ اس نے تجھے سجدہ نہ کیا۔ پس عجب ہے کہ تو نے اس سے صلح کی اور ہمیں چھوڑ دیا، یعنی تو اس کا مطیع ہوا اور ہمارے امر کا نافرمان ہو گیا۔

وای بر تو، ترا نزد ما آنقدر عزت و قدر است کہ قدر آن شب قدر ندارد و بدان عزت رسیدن نتواند۔

ہائے تیرے پر، تیرا ہمارے نزدیک وہ قدر و منزلت ہے جو شب قدر بھی نہیں جانتی اور اس عزت تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

پس چرا قدر خود نشناسی و عزت خود ندانی و خود را ذلیل و خسیس گردانی و در جیفہ کنیفہ دنیای دنی چون جُعل خود را پیچیدہ فرمانی و بہ گلستان وصال پریدن نتوانی و از بوی گلشن وصال محروم مانی و ندانی کہ طالب تو کیست و مطلوب و مقصود تو چیست۔

پس کیوں تو اپنی قدر نہیں جانتا، اپنی عزت کو نہیں پہچانتا، اور خود کو ذلیل اور حقیر کرتا ہے؟ کیوں تو دنیا کی گندگی میں جُعل کی طرح لپٹ کر گر جاتا ہے اور وصال کے گلستان کی طرف اڑنے سے قاصر رہتا ہے؟ کیوں تو وصال کے گلشن کی خوشبو سے محروم رہتا ہے اور نہیں جانتا کہ تیرا طالب کون ہے اور تیرا مقصود و مطلوب کیا ہے؟

و مطلوب خود غلط ساختہ و در طلب دنیا، جیفہ کنیفہ دشمن خدای تعالی عمر خود برباد دادہ ای۔ دنیا و ابنای دنیا را مقصود و معبود ساختہ ای و بہ مطلوب و مقصود خود نپرداختہ ای، پشت بہ آخرت آوردہ و روی بہ دنیا کردہ از عمر خود بہرہ نیافتہ و از توشہ آخرت و اندیشہ مرگ غافل گشتہ و بخوردن و آشامیدن و دل بہ غیر دادن و تمتع دنیا گرفتن مشغول شدہ۔

اور تو نے اپنا مطلوب غلط سمجھا اور دنیا کی گندگی، جو اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے، کی طلب میں اپنی عمر برباد کر دی۔ تو نے دنیا اور اس کے باشندوں کو اپنا مقصود اور معبود بنا لیا اور اپنے اصلی مقصود و مطلوب کی طرف توجہ نہ دی۔ تو نے آخرت سے منہ موڑا اور دنیا کی طرف رخ کیا، اپنی عمر سے فائدہ نہ اٹھایا، آخرت کا توشہ اور موت کا خیال بھلا دیا، اور کھانے پینے، غیر کو دل دینے، اور دنیا کی لذتوں میں مشغول ہو گیا۔

حق تعالی در شان ایشان فرمودہ است: ذَرهُم یَاکُلُوا وَیَتَمَتَّعُوا وَیُلهِهِمُ الاَمَلُ فَسَوفَ یَعلَمُونَ"

اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا: "انہیں چھوڑ دو کہ وہ کھائیں، دنیا کی لذتیں اٹھائیں، اور ان کی امیدیں انہیں بہکائیں، پھر عنقریب وہ جان لیں گے۔"

پس بگذاری ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایشان را

پس چھوڑ دو، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، انہیں

تا بخورند وتمتع دنیا بگیرند، و در بازی افگند ایشان را امید ایشان یعنی مشغول دارد ایشان را از عبادت خدای تعالی از ذکر خدای واز مشغولی بہ خدای و از توشہ آخرت واندیشہ مرگ، امید ایشان، پس سر انجام بدانند کہ چون بہ ما رسند، چہ شدتہا و عذاب ہاچشند ومشقت ھاورنج ھا کشند۔	کہ وہ کھائیں اور دنیا کی لذتیں اٹھائیں، اور ان کی امیدیں انہیں کھیل میں ڈال دیں، یعنی انہیں اللہ کی عبادت، ذکر، اور اللہ سے مشغول ہونے سے، آخرت کا توشہ اور موت کے خیال سے غافل کردیں۔ پھر آخر کار وہ جانیں گے کہ جب ہمارے پاس پہنچیں گے تو کیا شدتیں اور عذاب چکھیں گے اور کیا مشقتیں اور رنج سہیں گے۔
وقال اللہ تعالی: كُلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلاً اِنَّكُم مجرِمُونَ"	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کھاؤ اور تھوڑی دیر کے لیے لذت اٹھاؤ، بے شک تم مجرم ہو۔"
یعنی بخورید وتمتع دنیا بگیرید اندکی مدت۔ بہ درستی کہ شما گنہکارانید واز رحمت ہای ما دور ماندگانید۔	یعنی کھاؤ اور دنیا کی لذت تھوڑی مدت کے لیے اٹھاؤ۔ بے شک تم گنہگار ہو اور ہماری رحمت سے دور رہنے والے ہو۔
وقال اللہ تعالی: نُمَتِّعُهُم قَلِيلاً ثُمَّ نَضطَرُّهُم اِلَى عَذَابٍ غَلِيظٍ"	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ہم انہیں تھوڑی دیر کے لیے لذت دیتے ہیں، پھر انہیں سخت عذاب کی طرف مجبور کرتے ہیں۔"
یعنی تمتع دنیا دہیم ایشان را اندکی۔ پس مضطر گردانیم ایشان را بہ عذاب سخت۔	یعنی ہم انہیں دنیا کی لذت تھوڑی دیر کے لیے دیتے ہیں، پھر انہیں سخت عذاب کی طرف مجبور کرتے ہیں۔
از پیر دستگیر خود سماع است۔ فرمود در کیمیای سعادت نوشتہ است۔ ای عزیز من! میان تو و میان گاو ہیچ فرقی نیست بہر آنکہ گاو چون گرسنہ شود علف خوردو چون تشنہ شود آب	میرے پیر دستگیر سے سنا ہے، انہوں نے فرمایا کہ کیمیائے سعادت میں لکھا ہے: اے میرے عزیز! تیرے اور گائے کے درمیان کوئی فرق نہیں، کیونکہ گائے جب

خوردو چون شہوت غلبہ کند بر جفت خود رود۔	بھوکا ہوتا ہے گھاس کھاتا ہے، جب پیاسا ہوتا ہے پانی پیتا ہے، اور جب شہوت غالب آتی ہے تو اپنے جوڑے کے پاس جاتا ہے۔
ونیز از پیر دستگیر خود سماع است۔ بیت:	اور میرے پیر دستگیر سے سنا ہے:
ای شدہ خوشنود بہ یکبارگی چون خروگاوی بہ علف خوارگی	اے وہ جو ایک دم میں خوش ہو جاتا ہے، گدھے اور گائے کی طرح گھاس کھانے میں۔
مشائخ فرمودہ اند "اِنَّ المُتَقَدِّمِينَ يَأكُلُونَ لِلعَيشِ وَاِنَّ العَيشَنَا لِلاَكْلِ"	مشائخ نے فرمایا: "متقدمین کھاتے ہیں جینے کے لیے، اور ہماری زندگی کھانے کے لیے ہے۔"
یعنی متقدمان برای حیات و عبادات و طاعات می خورند وحیات ما برای خوردن و عصیان ورزیدن است۔	یعنی متقدمین زندگی، عبادت، اور طاعت کے لیے کھاتے ہیں، اور ہماری زندگی کھانے اور نافرمانی کے لیے ہے۔
خوش گفت آنکہ گفت۔ رباعی:	خوب کہا اس نے جس نے کہا:
زین گونہ کہ حال ناپسندیدہ ماست حسن رخ تو نہ لایق دیدہ ماست وصلت کہ بہ کیقباد و کسری نرسد سوداست کہ در دماغ شوریدہ ماست	اس طرح ہمارا حال ناپسندیدہ ہے، تیرا حسن رخ ہماری نظر کے لائق نہیں۔ وصال جو کیقباد اور کسریٰ کو نہ ملا، وہ سودا ہمارے شوریدہ دماغ میں ہے۔
آری شور بختی را برای دوری ومہجوری وسوختن وجگر خون شدن و درد جدائی چشیدن و رنج تنہائی کشیدن و ماتم روزگار داشتن و قدح ہای زہر فراق آشامدن پیدا آوردہ اند۔	ہاں، بدبختی کو دوری، ہجران، جلن، جگر کا خون ہونا، جدائی کا درد چکھنا، تنہائی کا رنج سہنا، روزگار کا ماتم رکھنا، اور فراق کے زہر کے جام پینے کے لیے پیدا کیا گیا۔

بہ کدام نیک بختی شربت وصال چشد و بہ کدام سعادت محبوب را در بر کشد و بہ کدام دولت دیدہ جمال دوست بیند۔	کون سی نیک بختی سے وصال کا شربت چکھے گا، کون سی سعادت سے محبوب کو گلے لگائے گا، اور کون سی دولت سے دوست کے جمال کو دیکھے گا؟
بیت: ما ز بہر سوز ہجرانیم کی یابیم وصل دوزخ آشامان چگونہ شربت کوثر خورند	ہم ہجران کی سوزش کے لیے ہیں، وصال کہاں پائیں گے، دوزخ پینے والے کوثر کا شربت کیسے پییں گے؟
خوش گفت آنکہ گفت۔ بیت: چون من ز برای درد و رنجم راحت بہ کدام روی سنجم	خوب کہا اس نے جس نے کہا: جب میں درد و رنج کے لیے ہوں، راحت کو کیسے ناپوں؟
دیدہ را کہ برای دیدار ناپایدار دنیای مردار وابنای او گرفتار و دل برای دیدن خار اغیار و موذیات چون کژدم و مار، و مشاہدہ نابکار چون زاغ و کلاغ آفریدہ اند کہ گلی از گلزار وصال محبوب چندم و گلشن قرب مطلوبہ بیند، چرا ہزاران آہ درد انگیز از سینہ پر آتش بر نیارد و اشک ہای خون از دیدہ نیارد ہزاران نوحہ گری بہ روزگار خویش بدین ابیات برندارد۔	وہ آنکھ جو ناپائیدار دنیا اور اس کے باشندوں کے دیدار میں گرفتار ہے، اور وہ دل جو غیروں کے خار، موذیات جیسے بچھو اور سانپ، اور ناپاک چیزوں جیسے کوے اور کلاغ دیکھنے کے لیے بنایا گیا ہے، جو محبوب کے وصال کے گلزار سے ایک پھول بھی دیکھ سکے یا مطلوبہ قرب کے گلشن کو دیکھے، وہ کیوں ہزاروں درد انگیز آہیں اپنے سینے کے آتش خانے سے نہ نکالے، کیوں خون کے آنسوؤں کی ہزاروں نہریں آنکھوں سے نہ بہائے، اور کیوں اپنے روزگار پر ان اشعار کے ساتھ ہزاروں نوحہ گری نہ کرے؟

رباعی: آن دل نماند کش سر بستان و باغ بود گوئی ہمیشہ سوختہ در و داغ بود روزی نشد کہ جلوۂ طاوس بنگرد این دیدہ را کہ روزی زاغ و کلاغ بود	وہ دل جو باغ و بستان کی مانند تھا، گویا ہمیشہ جلتا اور داغدار رہا۔ ایک دن بھی نہ آیا کہ وہ طاؤس کی چمک دیکھے، یہ آنکھ تو ہمیشہ کوے اور کلاغ کی خوراک رہی۔
الغرض آنچہ این خاکسار بسیار گفتار، اندک کردار، شرمسار مشایخ در تحریر آوردہ از احوال و اقوال مردان نہ حال ہمچو خود نامردان و ننگ زنان۔	خلاصہ یہ کہ یہ خاکسار جو بہت گفتار، کم کردار، اور مشائخ کے سامنے شرمسار ہے، اس نے جو کچھ تحریر کیا وہ مردوں کے احوال اور اقوال سے ہے، نہ کہ اپنے جیسے نامردوں اور شرمناک عورتوں کے حال سے۔
مصراع: ای ننگ زنان حدیث مردان چہ کنی	اے عورتوں کی ننگ! مردوں کی حدیث سے تجھے کیا لینا؟
آری ننگ زنان را حکایت و شجاعت مردی وجلد مردان گفتن خوش آید، اگرچہ در ایشان مردی وجلدی نبود۔	ہاں، شرمناک عورتوں کو مردوں کی حکایتیں، ان کی شجاعت اور دلیری کی باتیں سننا پسند ہے، حالانکہ ان میں نہ مردانگی ہے نہ دلیری۔
رباعی: گیرم کہ بہ نزد تو نیرزم حبہ ای در کوی امید نہ زنم دبدبہ ای مستان شراب شوق تو بسیار ند باشد کہ بہ ما نیز رسد مشربہ ای	مان لیا کہ میں تیری نظر میں ایک دانے کے برابر بھی نہیں، امید کی گلی میں ڈھول نہیں بجاتا۔ تیری شوق کی شراب کے مست بہت ہیں، شاید کہ مجھے بھی ایک جام مل جائے۔

خداوندا، احدا، صمدا، من بنده را دیده بیدار و دل هوشیار بخش تا ماتم روزگار دارم و نوحه بر جان خود برآرم که آفتاب عمر به غروب پیوست و کارم از دست رفت، کمر امید شکست، حالم به سامان نرسید و از نفسک اماره امان نشد، مزاج نفس سگ دیوانه اصلاح نپذیرفت، و از کردار خود پیشمان نشد وراه حیله و تدبیر نماند، سر در میدان حیرت چون گوء سرگردان و پای در خلاب خجلت و حسرت چون چوگان سر افگنده بماند۔

بیت:

چون باز نا گمد ز بت و بتکده خسرو
اصلاح مزاج دل دیوانه چه کوشم

بخت خفته نابکار به ہزار حیله و چاره، نگشت بیدار و نشد بر سر کار و از کردار و گفتار خود مانده شرمسار و از گردش زمانه غدار مکار ناپایدار نگرفت اعتبار و از اصنام اغیار نیامدش عار۔

اے خداوند، اے واحد، اے صمد! اس بندے کو بیدار آنکھ اور ہوشیار دل عطا فرما تا میں روزگار کا ماتم کروں اور اپنی جان پر نوحہ پڑھوں کہ میری عمر کا سورج غروب ہو گیا، میرا کام ہاتھ سے نکل گیا، میری امید کی کمر ٹوٹ گئی، میرا حال سامان تک نہ پہنچا، اور میرا نفس امارہ مجھے امان نہ دے سکا۔ میرے نفس کے دیوانہ کتے کی طبیعت نے اصلاح قبول نہ کی، نہ اپنے کردار پر شرمندہ ہوا، نہ کوئی حیلہ اور تدبیر کا راستہ باقی رہا۔ میرا سر حیرت کے میدان میں سرگرداں گیند کی مانند ہے، اور میرا پاؤں شرم و حسرت کے دلدل میں سر جھکائے چوگان کی مانند رہ گیا۔

جب باز بت اور بت کدہ سے واپس نہ آیا، اے خسرو، دیوانہ دل کی طبیعت کی اصلاح کی کیا کوشش کروں؟

میری سستی اور ناکارہ قسمت ہزار حیلوں اور چاروں سے نہ جاگی، نہ اپنے کام پر آئی، اپنے گفتار اور کردار سے شرمسار رہی، ناپائیدار اور مکار زمانے کے چکر سے عبرت نہ لی، اور غیروں کے بتوں سے اسے کوئی

بیت:

زین بخت خفته هرگز کاریم بر نیامد
کاری از او نیامد چندانکه آزمودم

درویش دل ریش را هر لذت بی ذکر دوست شدت و هر راحت بی خدمت دوست جراحت و هر سرور بی قربت دوست غرور و فتور و هر فرح بی مجالست دوست اندوه و هر شغل که بی معامله دوست مشغله گیر دلاجرم با صد ہزار اضطرار بیقرار ازین استغفار کند تکرار:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و تمم بالخیر۔ اللھم استغفرک من کل لذۃ بغیر ذکرک و من کل راحۃ بغیر خدمتک و من کل سرور بغیر قربک ومن کل فرح بغیر مجالستک و من کل شغل بغیر معاملتک و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین"

شرم نہ آئی۔

اس سستی قسمت سے میرا کوئی کام نہ نکلا، ہزار کوششوں کے باوجود اس سے کچھ نہ ہوا۔

درویش زخمی دل کے لیے ہر لذت جو دوست کے ذکر کے بغیر ہو، شدت ہے، ہر راحت جو دوست کی خدمت کے بغیر ہو، زخم ہے، ہر خوشی جو دوست کے قرب کے بغیر ہو، غرور اور کمزوری ہے، ہر مسرت جو دوست کی مجلس کے بغیر ہو، غم ہے، اور ہر شغل جو دوست سے معاملہ کے بغیر ہو، مشغلہ ہے۔ لہٰذا، وہ سو ہزار اضطرار کے ساتھ بے قرار ہو کر اس سے بار بار استغفار مانگتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

اور خیر کے ساتھ مکمل فرما۔ اے اللہ! میں تیری بخشش مانگتا ہوں ہر اس لذت سے جو تیرے ذکر کے بغیر ہو، ہر اس راحت سے جو تیری خدمت کے بغیر ہو، ہر اس خوشی سے جو تیرے قرب کے بغیر ہو، ہر اس مسرت سے جو تیری مجلس کے بغیر ہو، اور ہر اس شغل سے جو تیرے معاملے کے بغیر ہو۔ اور درود ہو اللہ کے بہترین مخلوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم

	اوران کی آل پر۔
بیت: ماراد گر معاملہ باہیچ کس نماند بیعی کہ بی حضور تو کردم اقالت است	اب ہمارا کسی سے کوئی معاملہ باقی نہ رہا، جو بیع میں نے تیری موجودگی کے بغیر کی، وہ فسخ ہے۔
عزیز من! شیخی بی شوخی مسلّم نیاید، مگر شیر نری وشیر دلی وشیر مردی را باید کہ جان در راہ جانان در بازد و دل را ہدف ناوک درد و اندوہ دوست سازد و نظر بہ کونین نیندازد و تن بہ آتش اشتیاق محبوب بگدازد و با خود نپردازد و تدبیر ہا و کارہای دنیا را آوارہ وابتر گرداند و حیلہ و چارہ دنیا نداند۔	اے میرے عزیز! شیخی بغیر شوخی کے مسلم نہیں ہوتی، مگر شیر نری، شیر دلی، اور شیر مردی چاہیے کہ جان جانان کے راستے میں قربان کرے، دل کو دوست کے درد و غم کا ہدف بنائے، دونوں جہانوں پر نظر نہ ڈالے، تن کو محبوب کے اشتیاق کی آگ میں جھونک دے، خود سے نہ الجھے، دنیا کی تدبیروں اور کاموں کو ویران اور ناکارہ کر دے، اور دنیا کے حیلوں اور چاروں کو نہ جانے۔
"قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اَنتم اَعلَم بِاَمُوزِ دُنیاکُم" یعنی شما داناترید بہ کارہای دنیای خود، دست از خانمان خود و جز حق چیز دیگری نجویید، چنانچہ سلطان العارفین شیخ فریدالدین عطار فرماید۔	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم اپنے دنیا کے معاملات کو زیادہ جانتے ہو۔" یعنی اپنے گھر بار سے ہاتھ اٹھاؤ اور حق کے سوا کسی چیز کی تلاش نہ کرو، جیسا کہ سلطان العارفین شیخ فریدالدین عطار نے فرمایا:
بیت: یا دل از خانمان خود بر کن یا تمنای عشق کمتر کن	یا تو دل کو اپنے خانمان سے الگ کر، یا عشق کی تمنا کم کر۔

گر مرادی ز وصل می طلبی ہمہ تدبیر خویش ابتر کن تو نہ ای مرد عشق بازی چند برو ای خواجہ کار دیگر کن	اگر وصال کا ارادہ رکھتا ہے، اپنی ساری تدبیریں ناکارہ کر۔ تو عشق کا کھلاڑی نہیں، اے خواجہ! کوئی اور کام کر۔
و از خود سیر آمدہ و آتش در خاشاک غیر حق افگندہ بند ما سوی اللہ گسستہ و از حیلہ و تدبیر خود گذاشتہ و از خواست و اختیار خود برخاستہ و کارہای خود بہ خالق سپردہ و جگر خون کردہ۔	اور وہ خود سے بیزار ہو گیا، غیر حق کے خاشاک پر آگ لگا دی، ماسوی اللہ کے بندھن توڑ دیے، اپنی حیلوں اور تدبیروں سے باز آ گیا، اپنی خواہشات اور اختیار سے اٹھ کھڑا ہوا، اپنے کام خالق کے سپرد کر دیے، اور جگر کو خون کیا۔
از پیر دستگیر خود سماع است۔ بیت: گر طالب مائی مطلب ہیچ مرادی جز یافتن ما کہ ترا عین مراد است گر مراد خویش خواہی ترک وصل ما مکن ور مرا خواہی رہا کن اختیار خویش را	میرے پیر دستگیر سے سنا ہے: اگر تو طالب ہے تو کوئی اور مراد نہ مانگ، سوائے ہمارے ملنے کے جو تیری اصلی مراد ہے۔ اگر اپنی مراد چاہتا ہے تو ہمارے وصال کو نہ چھوڑ، اور اگر مجھے چاہتا ہے تو اپنا اختیار چھوڑ دے۔
رباعی: سیر آمدہ ای از خویش و تن می باید برخاستہ ای ز جان و تن می باید در ہر قدمی ہزار بند افزون است زین گرم روی بند شکن می باید	تو خود سے اور تن سے بیزار ہو جا، جان اور تن سے اٹھ کھڑا ہو جا۔ ہر قدم پر ہزار بندھن بڑھ جاتے ہیں، اس گرم روی سے بندھن توڑنے کی ضرورت ہے۔

شنن شیخی اگر چہ چون شند شکر و شہد و شیرین و شادی می نماید وخی او خوشی و خورمی افزاید و یا درمیان حرف علت علت ہا ازو زاید و آفتہا و بلا ہا پیش آید۔	شیخی کی بات اگر چہ شکر، شہد، شیرینی، اور خوشی کی مانند لگتی ہے، اور اس کا خیال خوشی اور لذت بڑھاتا ہے، لیکن اس کے بیچ بات سے عیب، آفتیں، اور بلائیں جنم لیتی ہیں۔
رجوع و قبولیت خلق زنار آہنین است بہ کرم و عنایت حق تعالی گسستہ گردد و شیر نری و صادقی بود کہ بدان پرداز دو این بیت ورد خود سازد۔	خلق کی طرف رجوع اور ان کی قبولیت لوہے کا زنار ہے جو اللہ تعالیٰ کے کرم و عنایت سے توڑا جا سکتا ہے، اور شیر نری اور سچائی اسی میں ہے کہ اس سے نہ الجھے اور اس بیت کو اپنا ورد بنائے:
بیت:	
از رد و قبول دگرانش چہ تفاوت	دوسروں کے رد و قبول سے اسے کیا فرق،
بیچارہ کسی کز در تو گردد مردود	بیچارہ وہ ہے جو تیرے در سے مردود ہو۔
چاہ شیخی جاھی ست عمیق صد ہزاران شدت در آن غریق و در آتش عجب بسیاران گشتند حریق، ھوای شیخی بسی را برباد کردہ و از راہ نامراد دادہ و آبروی ایشان بردہ و بر خاک زدہ۔	شیخی کا کنواں گہرا ہے، اس میں لاکھوں شدتیں ڈوبی ہیں، اور عجب کی آگ میں بہت سے جل کر خاکستر ہو گئے۔ شیخی کی ہوا نے بہتوں کو برباد کیا، انہیں ناکامی کی راہ دی، ان کی عزت لی، اور انہیں خاک پر گرایا۔
پاکی و بزرگی از خالق جوی و پاکبازی و بی نیازی، نہ از مخلوق بہ حیلہ و تدبیر سازی۔	پاکی اور بزرگی خالق سے مانگ، پاک بازی اور بے نیازی، نہ کہ مخلوق سے حیلوں اور تدبیروں سے حاصل کر۔
قال اللہ تعالی: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ یُزَکُّوْنَ اَنْفُسَہُمْ بَلِ اللّٰہُ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ''	اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "کیا تو نے انہیں نہیں دیکھا جو خود کو پاک قرار دیتے ہیں؟ بلکہ اللہ جسے چاہے پاک کرتا ہے۔"

''قال النبی صلی اللہ علیہ وسلَّم: اَلَا رُبَّ مُکْرَمٍ بِخَیرٍ لِنَفْسِہٖ وَ ھُوَ مُھِینٌ لَھَا'' کسی قطب الاقطاب گوید و کسی قدوۃ الاصحاب خواند۔ خواجہ عاقبت کار خود نداند۔	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خبردار! بہت سے ہیں جو اپنے لیے خیر کے دعوے دار ہیں، مگر وہ اس کے لیے ذلیل ہیں۔" کوئی کہتا ہے کہ وہ قطب الاقطاب ہے، کوئی اسے قدوۃ الاصحاب کہتا ہے۔ خواجہ اپنے انجام کو نہیں جانتا۔
بہ ثنا و نیک نامی گفتن مردمان مغرور و فریفتہ بماند و در دل گذراند: ظَنُّ الْمُؤْمِنِ لَا یَخطِی'' و آن در دل نگذراند کہ ''اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ'' و خاتمت مبہم و در خطر است۔	لوگوں کی تعریف اور نیک نامی سے مغرور اور فریفتہ ہو جاتا ہے، اور دل میں سمجھتا ہے کہ مؤمن کا گمان خطا نہیں ہوتا"، مگر وہ یہ دل میں نہیں لاتا کہ بعض گمان گناہ ہیں"، اور اس کا انجام غیر یقینی اور خطرے میں ہے۔
عقل درین اندیشہ مضطر است۔ لَا تَغْتَرُّوْا بِثَنَاءِ النَّاسِ فَاِنَّ الْعَاقِبَۃَ مُبْھَمَۃٌ''	عقل اس سوچ میں مضطر ہے۔ لوگوں کی تعریف سے مغرور نہ ہو کیونکہ انجام غیر یقینی ہے۔
یعنی مغرور مشوید بہ ستایش مردمان کہ عاقبت کار مبہم است۔ تا از پردہ غیب چہ بیرون آید و از شب دیجور چہ زاید۔	یعنی لوگوں کی ستائش سے مغرور نہ ہو کیونکہ کام کا انجام غیر یقینی ہے۔ جب تک پرد؟ غیب سے کیا نکلتا ہے اور تاریک رات سے کیا جنم لیتا ہے۔
''قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اِنَّ الْعَبْدَ لَیَنْتَشِرُ لَہٗ مِنَ الثَّنَاءِ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوضَۃٍ''	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بے شک ایک بندے کی تعریف مشرق و مغرب کے درمیان پھیل جاتی ہے، مگر اللہ کے نزدیک اس کی قیمت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی

یعنی بہ درستی بسا بندہ باید کہ منتشر و شایع گشتہ بود، نیک نامی وی درمیان مشرق و مغرب نیز زد خدای تعالی بہ مقدار پر پشہ قدری و قیمتی ندہد۔

نہیں۔"

یعنی بے شک کئی بندوں کی نیک نامی مشرق و مغرب میں پھیل جاتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی قیمت مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔

ہیہات ہیہات اگر مقصود شہرت است، ابلیس از تو مشہور تر است و اگر مطلوب تو رجوع خلق است صورت ہای سنگ ہم مرجع و معبد خلق است۔

ہائے ہائے! اگر مقصود شہرت ہے تو ابلیس تجھ سے زیادہ مشہور ہے، اور اگر تیرا مطلوب خلق کی طرف رجوع ہے تو پتھر کی مورتیں بھی خلق کا مرجع اور معبد ہیں۔

ای مغرور خلق! معتبر سلامتی دین است و ایمنی با ایمان است، و از مکر خلق امان۔

اے خلق سے مغرور! معتبر دین کی سلامتی ہے، ایمان کے ساتھ ایمنی ہے، اور خلق کے مکر سے امان ہے۔

اللهمَ اِنِی اَعُوذُ بِکَ مِنکَ۔ حضرت غفور ما را از غرور و سرور شا دور دار و معذور گرداند و بدان مسرور و مغرور نگرداند بہ کمال کرم و فیض فضل خویش۔

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اے غفور! ہمیں تعریف کے غرور اور سرور سے دور رکھ، ہمیں معذور کر، اور ہمیں اس سے خوش اور مغرور نہ ہونے دے، اپنے کامل کرم اور فیض فضل کے ساتھ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: اللهمَ لاَ تَجعَلنَا بِثَنَاءِ النَّاسِ مَغرُورِینَ وَ لاَ عَن خِدمَتِکَ مَهجُورِینَ وَلاَ بِنِعمَتِکَ مُستَدرِجِینَ وَلاَ مِنَ الَّذِینَ یَاکُلُونَ اَموَالَ الدُّنیَا بِالدِّینِ بِرَحمَتِکَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ وَ

بسم اللہ الرحمن الرحیم: اے اللہ! ہمیں لوگوں کی تعریف سے مغرور نہ کر، نہ ہمیں تیری خدمت سے محروم کر، نہ اپنی نعمتوں سے ہمیں فریب میں ڈال، اور نہ ان لوگوں میں سے کر جو دین کے ذریعے دنیا کا مال کھاتے ہیں، تیری رحمت سے، اے سب سے زیادہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی خَیرِ خَلقِہٖ وَ اٰلِہٖ اَجمَعِینَ"

رحم کرنے والے! اور درود ہو اللہ کے بہترین مخلوق اور ان کی آل پر۔

اگر فرصت وفا کند و اجل نخند نوحہ و گریہ بر آرم و ماتم بر روزگار بدارم و انیس الغربا و مونس الفقرا جفت گردانم۔ ان شاء اللہ و ما توفیقی الا باللہ"

اگر فرصت وفا کرے اور اجل ہنسی نہ اڑائے، تو میں نوحہ و گریہ کروں گا، روزگار پر ماتم کروں گا، اور غریبوں کا انیس اور فقیروں کا مونس بن جاؤں گا۔ ان شاءﷲ، اور میری توفیق صرف اللہ سے ہے۔"

کریما و رحیما دست و پایم را از طلب بریدی، دلم را خستی و جانم را سوختی، سیلاب خون جگر بہ ناودان ہر مژہ ریختی تنم را چون آرد نیز در بوتہ ہجران بگداختی و دل و جانم را بہ یغما ربودی۔

اے کریم و رحیم! تو نے میرے ہاتھ پاؤں طلب سے کاٹ دیے، میرا دل خستہ کیا، میری جان کو جلایا، میرے جگر کے خون کا سیلاب ہر پلکیں نالے میں بہایا، میرے تن کو ہجران کی بھٹی میں آٹے کی مانند پگھلایا، اور میرے دل و جان کو یغما کر لیا۔

در میدان حیرت چون گوی سرگردان و چون چوگان سر افگندہ گردانیدی و ہیچ قرار و آرام ندادی خوش گفت کہ گفت۔

رباعی:

بہ یغما بردہ ای دل را نشاید این سرافرازی
ترا خود سہل بنماید بہ جان عاشقان بازی
بسی سرہای مشتاقان کہ گرد د گوی چوگانت
بہ جعد ہمچو چوگانت زسرہا گوی می بازی

حیرت کے میدان میں تو نے مجھے سرگرداں گیند اور سر جھکائے چوگان کی مانند بنایا، اور مجھے کوئی قرار و آرام نہ دیا۔ خوب کہا اس نے جس نے کہا:

تو نے دل کو یغما لے لیا، یہ سرافرازی مناسب نہیں۔ تو خود کو آسان نہ سمجھ، عاشقوں کی جان سے کھیلتا ہے۔

بہت سے مشتاقوں کے سر تیرے چوگان کی گیند بن جاتے ہیں، تیرے چوگان جیسے جعد (زلف) سے تو سروں سے گیند کھیلتا ہے۔

پیر دستگیرا! کارسازا! کارم بساز و دستم گیر کہ
کارم گذشت از حیلہ وتدبیر۔
کور دیدہ بختم را بینائی بخش، تاریکی شب
ہجرانم را روشنائی دہ، از گلشن وصال بوئی بہ
مشام جانم رسان، روز سعادتم را بر شب
نحوست فیروز گردان۔

بیت:

خداوندا شمگ را روز گردان
چو روزم بخت من فیروز گردان

الٰہی بہ زبان قبیح وافعال شنیع خود، نام پیران
ومشائخ را شفیع نتوانم آورد۔

بہ سکان گرگین و موران ضعیف و مسکین کہ
ایشان را از دوزخ نجات و از شداید ابد
خلاص بخشیدی۔

این ناچیز را کار ایشان بکن و بدیشان بخش
وسوی خودم کش، مرا از شر من باز رہان و بہ
کرم خود درد دلم را باش، درمیان و از مکر
شیطان ونفسم دہ امان۔

چون بہ دنیا ستاری کردی در آخرت غفاری

اے پیر دستگیر! اے کارساز! میرا کام بنا اور
میرا ہاتھ تھام کیونکہ میرا کام حیلہ وتدبیر سے
نکل گیا۔ میری اندھی قسمت کو بینائی عطا کر،
میری ہجران کی رات کی تاریکی کو روشنی
دے، وصال کے گلشن کی خوشبو میری جان
کے مشام تک پہنچا، میری سعادت کے دن
کو میری نحوست کی رات پر فیروز کر۔

اے خداوند! میری شمع کو روز بنا، میرے
دن کی طرح میری قسمت کو فیروز کر۔

اے الٰہی! اپنی قبیح زبان اور شنیع افعال کے
باعث، میں پیران و مشائخ کے نام کو شفیع
نہیں لا سکتا۔

گرگین کے باشندوں اور کمزور و مسکین
چیونٹیوں کی طرف سے، جنہیں تو نے دوزخ
سے نجات دی اور ابدی شدائد سے خلاصی
عطا کی۔

اس ناچیز کا کام ان جیسا کر، ان کی طرح
بخشش عطا کر، اور مجھے اپنی طرف کھینچ۔
مجھے میرے شر سے بچا، اپنے کرم سے
میرے دل کے درد کا علاج کر، درمیان میں
رہ، اور مجھے شیطان اور نفس کے مکر سے امان
دے۔

جس طرح تو نے دنیا میں ہمارے عیوب کو

کن۔ چون در دنیا عیب ما پوشیدی بہ
آخرت رسوا مکن: لا تفضحنی سیدی
علی رؤس الخلائق فی الدنیا والآخرۃ
خاصۃ فی یوم الموعود۔

الٰہی آنچہ از من دیدی جز حلم تو طاقت نیارد و
ہرچہ من کردم جز فضل وکرم تو عفو نتوان کرد۔

رباعی:

آنہا کہ ز من خدای من می بیند
گر من بیند بہ صحبتم ننشیند
گر قصہ خود پیش سگی بر خوانم
سگ دامن پوستین ز من برچیند

منم سگ عقور، بیچارہ نور کہ در گفتار قوی و در
کردار ضعیف و در عہد نادرست و در عمل
ست و در ذات سقیم و در صفات لئیم، مرتکب
گناہان عظیم، ملتجی بہ کرم وعفو کریم۔

در ہیچ زمان درست ناید کارم
خود را بہ غلط کسی ہمی پندارم
چون نیک بہ کار خویشتن می نگرم

چھپایا، آخرت میں غفاری کر۔ جس طرح
دنیا میں ہمارے عیوب کو پردے میں رکھا،
آخرت میں ہمیں رسوا نہ کر۔ اے میرے
مولا! مجھے مخلوق کے سامنے دنیا اور آخرت
میں، خصوصاً یوم الموعود میں رسوا نہ کر۔"

اے الٰہی! جو کچھ تو نے مجھ سے دیکھا، اسے
تیرا حلم ہی برداشت کر سکتا ہے، اور جو کچھ
میں نے کیا، اسے تیرے فضل وکرم کے سوا
کوئی معاف نہیں کر سکتا۔

وہ جو میرے خدائے من سے مجھے دیکھتا
ہے، اگر مجھے دیکھے تو میری صحبت میں نہ
بیٹھے۔
اگر میں اپنی کہانی کتے کے سامنے بیان
کروں، کتے میری پوستین کی دامن کو چھین
لیں گے۔

میں ہوں عقور کتا، بے چارہ نور، جو گفتار میں
قوی مگر کردار میں ضعیف، عہد میں
نادرست، عمل میں ست، ذات میں سقیم،
اور صفات میں لئیم ہے، عظیم گناہوں کا
مرتکب، اور کریم کے کرم وعفو کا ملتجی۔

کبھی میرا کام درست نہیں ہوتا،
میں خود کو غلط طور پر کوئی سمجھتا ہوں۔
جب اپنے کام کو غور سے دیکھتا ہوں،

والله که کمتر ز سگ بازارم

بسم الله الرحمن الرحیم: اللهمَ اَرحم غُربَتِی وَ اَنِس وَحشَتِی وَ کُن لِی انیساً فِی کُلِّ وَحشَةٍ وَ جَلِیساً فِی کُلِّ وَحدَةٍ ومونساً فی کُلِّ شِدَّةٍ وَ کربَةٍ بِرَحمَتِکَ یا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ وَ صَلّی الله عَلَی خَیرِ خَلقِهٖ مُحَمَّدٍ وَ آلِهٖ اَجمَعِین، بِرَحمتکَ یااَرحَمَ الرَّاحِمِینَ۔

واللہ، میں بازار کے کتے سے بھی کم ہوں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم: اے اللہ! میری غربت پر رحم کر، میری وحشت کو آرام بخش، ہر وحشت میں میرا انیس بن، ہر تنہائی میں میرا جلیس بن، اور ہر شدت وکرب میں میرا مونس بن، تیری رحمت سے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے! اور درود ہو اللہ کے بہترین مخلوق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر، رحم کرنے والوں سے، اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے!